لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامة

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر (قائم رہتے ہوئے باطل سے) لڑتا رہے گا، (اور) قیامت تک غالب رہے گا۔

حقیقة الخلافة

علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل

میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ

یہ تمہاری امت، حقیقت میں امت واحدہ ہے۔اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو۔

(سورۃ الانبیاء آیت ۹۲)

حقیقۃ الخلافۃ

(غیر مطبوعہ)

تالیف

نصیر احمد جنجوعہ

کتاب ڈاؤن لوڈ کرنے کا پتہ: www.urdu-islam.blogspot.com

رابطہ: Naseer.a.janjua@gmail.com

پیش لفظ

یہ کتاب اُن علماء کے نام لکھی گئی ہے جو عُلماءِ رَبّانی میں سے ہیں اور امت کے ہر دَور میں اسلام کی خدمت کرتے رہے ہیں اور حدیث عُلَمَاءِ اُمّتی کَانبیاَء بَنِی اِسرَائِیل کے حقیقی مصداق ہیں۔ اُمت کا کوئی دَور علماءِ ربانی سے خالی نہیں گذرا۔ علماء ربانی ہی ہیں جو دین کی تجدید کرتے ہیں اور سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ثابت ہوکر رسول ﷺ کے روحانی جانشین ہیں۔

اس کتاب میں خلافت کی حقیقت اور اسکے فلسفے پر بحث کی گئی ہے۔ اور قادیانیوں کے غلط عقائد جو خلافت سے متعلق ہیں انکی بھی تردید کی گئی ہے۔ یہ کتاب جہاں عام مسلمانوں کے لئے استفادہ کا باعث بنے گی وہاں قادیانی احمدیوں کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہے کہ وہ اپنی نام نہاد نقلی خلافت کو پہچان سکیں۔

ترتیب

❖ خلافت کی تعریف 7
❖ چاروں قسم کے خلفاء کی خوبیاں 7
❖ اسلامی خلافت کا وعدہ 8
❖ مجدد سورہ نور آیت ۵۶ کا مصداق ہوتا ہے 11
❖ خلافت راشدہ کی اصطلاح 13
❖ آیت استخلاف کی تفہیم 15
❖ مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش 18
❖ و آخرین منھم لما یلھکو بھم 25
❖ ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ 26
❖ (انتخابی) خلافت کے لئے اسلامی حکومت کا ہونا شرط ہے 31
❖ نبی کے جانشین کا انتخاب 33
❖ خلیفہ کی اہلیت 34
❖ دینی خلیفہ کی اطاعت کی حدود 37
❖ رسول اور خلیفہ کے اختیارات میں فرق 38
- دینی حکم کا تعین 38
- دینی امور میں اجتہادی غلطی 38
- مشاورت 40
- تنازع وتنقید 41
- طاعت فی المعروف 48

❖ کیا (انتخابی) خلیفہ معزول کیا جا سکتا ہے؟ 50
❖ خلیفہ خدا بناتا ہے (قرآن کا عام محاورہ ہے) 52
❖ قادیانی خلفاء کا مقام ومرتبہ 57
❖ خلیفہ خدا بناتا ہے (قادیانی جماعت کا نظریہ اور اسکی تردید) 65

- ❖ خلافت نعمت ہے جیسے رزق نعمت ہے 72
- ❖ رَبانی علماء، سورۃ نور آیت ۵۶ کے مصداق ہیں 75
- ❖ قادیانی خلافت کی حیثیت 84
- ❖ جماعت احمدیہ میں خلیفہ کا انتخاب الہام کے ذریعہ ہوتا ہے 97
- ❖ ربانی علماء کے اختلافات پر اعتراض کا جواب 100
- ❖ انڈیکس 112

حدیث نبوی ﷺ

اِنَّ اللّٰہَ مُسۡتَخۡلِفُکُمۡ فِیۡھَا فَنَاظِرٌ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ

خدا تمہیں میرے بعد خلیفہ بنائے گا پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن ۔ترمذی ابواب الفتن)

☆☆☆☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة

’’میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر (قائم رہتے ہوئے باطل سے) لڑتا رہے گا، (اور) قیامت تک غالب رہے گا۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

☆☆☆☆☆

خلافت کی تعریف:

خلیفہ کےلغوی معنی جانشین کے ہیں۔قرآن نے لفظ خلیفہ چار اقسام کے انسانوں کی نسبت استعمال کیا ہے۔

اول: نبی کے لئے۔جیسا کہ حضرت آدمؑ اور داوٗدؑ

دوئم: نبی کے جانشین کے لئے۔جس کا ذکر آیت استخلاف سورہ النور:۵۶ میں ہے

سوئم: انسان کے لئے

چہارم: دنیاوی بادشاہوں کے لئے

ان چاروں کی نسبت خدا نے لفظ خلیفہ کا استعمال فرمایا،جس سے معلوم ہوا کہ خلافت کسی دینی منصب یا اسلامی عہدے کا نام نہیں ہے۔لیکن ان چاروں اقسام کے خلفاء کے تقرر کو اللہ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔کہ ان سب کو اللہ نے خلیفہ بنایا۔یعنی نبی کو اللہ نے خلیفہ بنایا،نبی کے جانشین کو اللہ نے خلیفہ بنایا،انسان کو اللہ نے خلیفہ بنایا،دنیاوی بادشاہوں کو بھی اللہ نے خلیفہ بنایا۔

خلافت کو اگر بطور ’’منصب‘‘ مانا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ چاروں اقسام کے خلفاء دینی یا دنیاوی منصب پر فائز ہیں۔اور یہ ’’منصب خلافت‘‘ ان چاروں قسم کے خلفاء کو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔

چاروں قسم کے خلفاء کی خوبیاں:

- نبی کا منصب، یہ ہے کہ وہ براہ راست اللہ کے الہام سے ہدایت لیکر دوسروں کو سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔
- نبی کے جانشین کا منصب یہ ہے کہ وہ نبی کی شریعت کو نافذ کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔
- دنیاوی بادشاہ کا منصب یہ ہے کہ وہ زمین پر عدل وانصاف سے حکومت چلاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد۶۔صفحہ ۳۷۱ تا ۳۷۲)

رسولؐ کا فرمان ہے: اِنَّ السُّلْطٰنَ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ

’’بادشاہ،زمین پر خدا کا ظل ہے‘‘ (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء)

مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَّاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً

''جو بادشاہ کی حکومت کے خلاف بالشت بھی نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

(بخاری جلد۳۔کتاب الفتن۔صفحہ۶۰۷)

﴿مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں ''سلطان'' سے مراد ''مسلمان بادشاہ'' ہے جو عدل وانصاف سے حکومت چلاتا ہے۔یہاں ظالم بادشاہ مرادنہیں﴾

❖ انسان کا منصب یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے اور اسکے احکامات کی بجا آوری کی خاطر زمین پر پیدا کیا گیا ہے۔

یہ چاروں قسم کے خلفاء ایسے منصبوں پر فائز ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مقصود ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ نے اپنے عبادت کی خاطر پیدا فرمایا ہے اس لئے انسان کو اللہ جس منصب پر بھی فائز فرماتا ہے انسان کا بنیادی مقصد ختم نہیں ہوتا اسے ہر حال، ہر پوزیشن، ہر منصب پر جو اللہ کا عطا کردہ ہوتا ہے اللہ ہی کی مرضی کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے۔

اسلامی خلافت کا وعدہ:

سورۃ النور کی آیت ۵۶ میں جس خلافت کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔اس سے مراد ''اسلامی خلافت'' ہے۔یعنی خلافت کا وعدہ مسلمانوں سے ہے۔کیونکہ اس آیت میں خلیفہ کی شرط یہ بیان فرمائی کہ وہ ایمان لانے والا اور عمل صالح بجالانے والا ہو۔اور یہ دونوں شرائط ایک مسلمان میں موجود ہوتی ہیں۔اسلئے اس خلافت کے وعدہ سے مراد دراصل ''مسلم خلافت'' ہے۔اور مسلم خلیفہ سے مراد ایسا خلیفہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہو۔ایسا جانشین جو خود مختار نہ ہو بلکہ اَطِيعُو اللّٰهَ وَ اَطِيعُوا الرَّسُولَ پر عمل کرنے والا ہو۔سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کے مطابق اسلامی خلیفہ کا کام دین کو مضبوطی و استحکام دینا ہوتا ہے۔شریعت کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔اسلئے اسکا انکار کرنے والا فاسق ٹھہرایا گیا ہے۔یعنی جو دینی خلیفہ کی اطاعت نہیں کرتا تو وہ فاسق شمار ہوتا ہے۔لیکن اگر خلیفہ خود بھی آیت میں بیان شرط ''ایمان'' اور ''عمل صالح'' پر پورا نہ اترے تو وہ خود بھی فاسق کہلائے گا جیسے کہ یزید خود کو مسلمانوں کا خلیفہ قرار دیتا تھا اور مسلمانوں کی اکثریت اسکے تابع تھی لیکن اس میں ''عمل صالح'' کا فقدان تھا اسلئے

ہمارے نزدیک وہ فاسق خلیفہ قرار پایا۔

اس آیت کے تحت خلافت دو قسم کی ہے ایک ''انتخابی خلافت'' جس میں خلیفہ با قائدہ شوریٰ کے ذریعہ منتخب کیا جاتا ہے جیسے کہ خلفاء راشدین۔ اور دوسری ''غیر انتخابی خلافت'' ہے جیسے کہ امت کے مجدد دِین۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ''انتخابی خلافت'' با قائدہ خلافت کے طور پر مسلمانوں میں مشہور ہوتی ہے کیونکہ اسکا انتخاب خود مسلمان ہی کرتے ہیں جبکہ ''غیر انتخابی خلافت'' مسلمانوں میں بطور خلافت مشہور نہیں ہوتی کیونکہ اسکا انتخاب نہیں ہوتا بلکہ وہ بحیثیت ''علماء ربانی'' اور ''اولیاء اللہ'' یا عرف عام میں ''علماءِ اسلام'' کے طور پر کام کرتے ہیں اور انہی ناموں سے شہرت پاتے ہیں۔ انکا کام بھی انتخابی خلیفوں کی طرح دین کو مضبوطی دینا اور تجدید دین ہوتا ہے، یہ بھی روحانی اعتبار سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوتے ہیں، ایمان وعمل صالحہ میں اپنے زمانہ کے مسلمانوں سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور اسلام کا پیغام پہنچاتے ہیں اور مسلمانوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ امت کے مجدد دین، رشد و ہدایت پر قائم ہوتے ہیں، خلفاء الراشدین والمهديين کے مصداق ہوتے ہیں اسی لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد دین کی پیشگوئی فرمائی۔ کیونکہ خلافت راشدہ ظاہری اعتبار سے تیس برس رہی مگر باطنی اعتبار سے ہر صدی کے سر پر مجدد دین کی صورت میں ہمیشہ کے لئے خلافت راشدہ کا سلسلہ قائم و دائم ہے۔ بظاہر مجددیت کو خلافت کے نام سے موسوم نہیں کیا جاتا اسکی وجہ یہ ہے کہ مجدد دِین خود کو خلیفہ نہیں کہتے اور نہ وہ خود کو مجدد کہتے ہیں کیونکہ امت کے مجدد دِین کو الہام کے ذریعہ مجدد نہیں بنایا جاتا اور نہ ہی مسلمانوں کی جانب سے انہیں منتخب کیا جاتا ہے بلکہ وہ اپنے اصلاحی کاموں اور اسلام کی خدمات کرنے کے باعث مسلمانوں کے نزدیک مجدد قرار پاتے ہیں۔ امت کے چودہ سو سالوں میں جتنے بھی مجدد دِین آئے کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ وہ بحیثیت ''عُلماءِ اُمت'' یا ''علماءِ اسلام'' کے طور پر کام کرتے ہیں اور اپنے اصلاحی کاموں اور اسلام کی خدمات کرنے کے باعث دین کو مضبوطی واستحکام دیتے ہیں، مسلمانوں میں تنزلی کے باعث جو خوف پیدا ہوجاتا ہے اسے دور کرتے ہیں اور امن دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں میں پھر سے عبادت کا ذوق وشوق پیدا کرتے ہیں اور اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ تو جو شخص ایسے نیک علماء کی مخالفت کریگا وہ بھی فاسقوں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ ایسے علماء جو صحیح معنوں میں تجدید دین کرتے ہیں وہ امت کے لئے روحانی خلیفے ہیں۔ قرآن کریم نے صادقین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ مجدد دِین جو روحانی خلیفے

ہوتے ہیں وہ سب سے بڑھ کر صادق ہوتے ہیں اسلئے انکی تائید اور انکی باتوں کی تصدیق کرنی چاہیے انکی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔اور جو صادقوں سے نفرت کرے اسے فاسق نہیں تو اور کیا کہیں گے؟ اِن روحانی خلیفوں کی اطاعت سورۃ النساء آیت ۵۹ کے حکم سے بھی ثابت ہے جس میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم ہے۔لفظ''اولی الامر''میں امت کے نیک علماء شامل ہیں۔حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے؛

> ''اولالی الامر کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں ا؛ خلفاء راشدین۔۲؛ عہد رسالت کے لشکروں کے حاکم۔۳؛ وہ علماء جو احکام شریعت کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

یعنی امت کے مفسرین کے نزدیک لفظ''اولی الامر''میں جس طرح خلفاء راشدین شامل ہیں ویسے ہی نیک علماء بھی شامل ہیں۔یہی بات حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر''دُرمنثور''میں اولی الامر کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کر کے لکھی ہے کہ اس میں امت کے نیک علماء کرام بھی شامل ہیں۔

> ''امام بن جریر،ابن منذر ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہا اور دین دار لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گذار جو دین کے معانی کو جانتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکی اطاعت لوگوں پر لازم کی ہے ۔۔۔امام بن عدی نے کامل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء ہیں۔۔۔۔ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے اولی الامر کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہا اور علماء ہیں۔''

(درمنثور جلد دوم۔صفحہ ۴۸۶ تفسیر سورۃ النساء ۵۹)

پس''اولی الامر'' کی اطاعت میں خلفاء راشدین اور امت کے نیک علماء شامل ہیں۔اور جن علماء کرام کو اُمت نے مجدد دِین میں شامل کیا ہے ان کا مقام و مرتبہ عام علماء سے بڑھ کر ہے۔پس ان سب کی اطاعت لازم ہے۔انکی اطاعت سے مراد انکی باتوں کی تصدیق کرنا ہے، انکی ہدایات پر عمل

کرنا ہے اور انکی صحبت اختیار کرنا ہے تا کہ دینی علم میں اضافہ ہو اور ایمان و عمل میں پختگی و مضبوطی آئے اور ہر مسلمان اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہو جائے اسکا دین اسکے لئے مستحکم ہو جائے۔ پس یہ امت کے لئے ''خلیفے'' ہیں، جو اِن سے اخلاص و محبت کا تعلق نہ رکھے بلکہ انکے خلاف بغض و نفرت ظاہر کرتا رہے (جیسے کہ آج کے زمانہ کے قادیانی احمدی لوگ ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کے معزز علماء کرام کی مخالفت کرنا اور انکے خلاف اپنا بغض و نفرت ظاہر کرنا ہے) وہ فاسق شمار ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

قَالَ رَسُولَ اللّٰه صَلَی اللّٰه عَليهِ وَسَلّم اِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَة قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰه قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا ئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَ عَامَتِهِم (سنن نسائی۔ ابن ماجہ کتاب السنۃ باب من بلغ علماً)

ترجمہ؛ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ دین، خلوص و خیر خواہی ہے۔ صحابہ نے عرض کی کس کے ساتھ یا رسول اللہؐ؟ آپؐ نے فرمایا؛ اللہ کے ساتھ، اسکے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے اماموں کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ۔''

یہاں مسلمانوں کے اماموں سے مراد مسلمانوں کے دینی رہنما یعنی علماء کرام مراد ہیں۔

مجدد؛ سورۃ النور آیت ۵۶ کا مصداق ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ لِهٰذِهِ الۡاُمَّةِ عَلٰى رَأسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنۡ يُّجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المئۃ)

ترجمہ؛ ''اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایسے لوگ مبعوث

فرماتا رہے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔‘‘

اہم نکات:

① صدی کے سر پر جو لوگ تجدید کرنے واسطے کھڑے ہونگے انہیں اللہ **مبعوث فرمائے گا**۔ رسولوں کی نسبت بھی یہی فرمایا؛

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوتَ ۚ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (سورۃ النحل: آیت ۳۶)

ترجمہ؛ ’’اور بیشک ہر اُمت میں ہم نے ایک رسول **مبعوث** کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی ٹھیک اُتری۔ تو زمین میں چل پھر کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔‘‘

گویا جس طرح نبی کو خدا بناتا ہے اور نبی کے خلیفہ کو بھی خدا بناتا ہے اسی طرح رسول کو بھی اللہ مبعوث فرماتا ہے اور رسول کے روحانی جانشین (مجدد) کو بھی اللہ ہی مبعوث فرماتا ہے۔

② صدی کے سر پر مبعوث ہونے والے مجدد دِین ایک یا ایک سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ پوری دنیا میں بیک وقت ایک شخص ساری زبانیں سیکھ کر ان تک اپنا پیغام نہیں پہنچا سکتا اور نہ محض پیغام پہنچانا مقصود ہوتا ہے بلکہ اپنے علاقوں کے لوگوں کے مسائل، انکے حالات سے آگہی اور فتنوں کا مکمل ادراک رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ کام صرف مجدد ہی کر سکتا ہے۔ اسلئے لازماً ہر ایک قوم اور جگہ کے مناسبت سے الگ الگ مجدد دین پیدا ہوتے رہیں گے اور جیسے کہ پچھلے چودہ سو سالوں کی تاریخ سے بھی ثابت ہے لوگوں نے ایک سے زیادہ افراد کو ایک صدی کا مجدد تسلیم کیا۔

③ پچھلے چودہ سو سالوں کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ کسی مجدد نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ بحیثیت ’’نیک عالمِ دِین‘‘ ہونے کے کام کیا۔ اسکے باوجود ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سب کو اللہ نے مبعوث فرمایا۔

④ مجدد کا کام اور مقصد دین کی تجدید کرنا ہے۔ گویا جو کام سورۃ النور آیت ۵۶ میں خلیفہ کی نسبت بیان

ہوا کہ وہ دین کو مضبوط و مستحکم کریگا۔ وہی کام مجدد کا ہے۔ اسلئے مجدد بھی سورۃ النور آیت ۵۶ کا مصداق اور امت کے لئے روحانی خلیفہ ہے۔ اور حدیث خلفاء الراشدین والمھدیین کے مطابق رشدو ہدایت پر قائم ہوتا ہے۔

خلافتِ راشدہ کی اصطلاح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد اختلافات ہونگے تب تم میری اور میرے خلفاء الراشدین والمھدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ اس ارشاد میں خلیفوں کی سنت کو مضبوطی کیساتھ پکڑنے سے مراد یہ ہے کہ امت کے جو خلیفے قرآن کریم کے بتائے گئے رستے پر قائم ہونگے صرف ان کی اطاعت کرنی ہے۔

قُلۡ اُوحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡا اِنَّا
سَمِعۡنَا قُرۡاٰناً عَجَباً ② یَّهۡدِیۡ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ
وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَداً (سورۃ الجن: آیت ۲ تا ۳)

ترجمہ: ’’تو کہہ دے میری طرف وحی کیا گیا ہے کہ جنّوں کی ایک جماعت نے (قرآن کو) توجہ سے سنا تو انہوں نے کہا یقیناً ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے، پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔‘‘

قرآن کریم میں رشد و ہدایت کے الفاظ گویا اھدِ نَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم کے ہم معنی استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی رشد و ھدایت پر قائم ہونا کوئی منصب نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کے لئے یہی ایک مقصد ہے کہ وہ رشد و ھدایت کی دعا مانگتا رہے اور اس پر قائم ہونے کی کوشش کرے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف ان خلفاء کی اطاعت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے جو رشد و ھدایت پر قائم ہونگے۔ یعنی جو قرآن وسنت کے مطابق اپنا ہر ایک عمل کرتے ہونگے وہی رشد و ہدایت پر قائم متصور ہونگے۔ اسلام کے پہلے چار خلیفے رشد و ہدایت پر قائم تھے اس لئے انکے واسطے یہ الفاظ بطور

اصطلاح استعمال ہونے لگے۔ پھر ملوکیت و بادشاہت کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی نسبت بھی 'خلیفہ راشد' کی اصطلاح ہمارے ہاں استعمال ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی رشد و ہدایت پر قائم تھے۔ انہیں دنیائے اسلام میں پہلی صدی کے مجدد کے طور بھی مانا جاتا ہے۔

''خلافت راشدہ'' منصب نہیں ہے، منصب صرف ''خلافت'' ہے۔ قرآن کریم نے ''خلافت راشدہ'' کی کوئی اصطلاح استعمال نہیں فرمائی بلکہ صرف ''خلیفہ'' کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے۔ سورۃ النور آیت ۵۶ میں جس خلافت کی طرف اشارہ ہے اس سے مراد ''اسلامی خلافت'' ہے۔ جس میں انتخابی خلیفے اور غیر انتخابی خلیفے (یعنی مجددین) شامل ہیں۔ مجددین کی حدیث دراصل سورۃ النور آیت ۵۶ کے لئے بطور تفسیر وارد ہوئی ہے۔ اسلئے الراشدین والمھدیین کے الفاظ اُن تمام خلفاء پر بولے جاسکتے ہیں جو سورۃ النور ۵۶ کے مصداق ہیں۔ کیونکہ تمام مجددین رشد و ھدایت پر قائم ہوتے ہیں۔ اسلئے انتخابی خلفاء کو غیر انتخابی خلفاء پر اپنے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کوئی فضیلت نہیں ہے کیونکہ دونوں شاخیں سورۃ النور آیت ۵۶ سے ہی پھوٹی ہیں۔ ہاں انتخابی خلیفے چونکہ ریاست کے حکمران ہوتے ہیں اسلئے انکے پاس شرعی قوانین کو جبراً نافذ کرنے کا اختیار ہوتا ہے جبکہ یہ اختیار غیر انتخابی خلیفوں کے پاس نہیں ہوتا کیونکہ وہ حکمران نہیں ہوتے۔ لیکن بنیادی طور پر اپنے مقام و منصب کے اعتبار سے دونوں ہی سورۃ النور آیت ۵۶ کے مطابق اپنے اپنے دائرے میں دین کو مضبوط و مستحکم کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ فضیلت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کی خلافت کو حاصل ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت یافتہ تھے، عشرہ مبشرہ میں شامل تھے اور بحیثیت صحابی رسولؐ انکا مقام و مرتبہ امت کے تمام مسلمانوں سے بڑھ کر ہے، پہلے چار خلیفوں کے باقائدہ نام لیکر انکی فضیلت کا اقرار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی اتباع کرنے کا خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا؛

اِقْتَدُوْ ابِاالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَر

''میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرنا۔'' (ترمذی ابواب المناقب)

لہٰذا پہلے چار خلفاء کی نسبت تو کوئی شک وشبہ ہی نہ تھا اسلئے انکی خلافت کی نسبت 'راشدہ' لفظ بولنے میں کسی کو تردد محسوس نہیں ہوا۔ مگر جو لوگ غیر انتخابی خلیفے ہوتے ہیں وہ نہ تو اپنے لئے مجدد کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور نہ ہی خلیفہ کا۔ لہٰذا انہیں مجدد کے طور پر تسلیم کر لینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے، مگر ہوتے وہ بھی سورۃ النور آیت ۵۶ کے

مصداق ہی ہیں۔

آیت استخلاف کی تفہیم:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُم فِیْ الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِیْ ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْناً ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئاً ط وَمَن کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْن

(سورۃ النور۔آیت ۵۶)

مفہوم؛ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے کہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے ان سے پہلے (امتوں میں) خلیفہ بنایا اور ضرور ان کے لیے مضبوط (ومستحکم) کر دیگا ان کا وہ دین جو اُن کے لیے (اللہ نے) پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے پچھلے (گناہوں کے) خوف کو امن سے بدل دے گا (کیونکہ خلیفوں کی نصیحتوں پر عمل کر کے وہ) میری عبادت کریں گے، میرا شریک کسی کو نہیں ٹھہرائیں گے، اور جو اس کے بعد (اسلامی خلیفوں کی) مخالفت کریگا تو وہ فاسق شمار ہوگا (کیونکہ وہ خلیفے کوئی نیا نظام یا کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے کسی نئی نبوت کا دعویٰ نہیں کرینگے بلکہ قرآن وسنت کی تبلیغ کریں گے اس لئے انکی تائید وتصدیق فرض ہے۔ وہ خلیفے قونوا مع الصادقین میں صادقین اور اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم میں اولی الامر کے مصداق ہیں)۔

اہم نکات:

❶ اس آیت میں خلیفہ سے مراد انتخابی اور غیر انتخابی دونوں قسم کے خلیفے شامل ہیں۔یعنی اگر خلیفہ کا انتخاب کرنا ہو تو اسکی اہلیت کا معیار ''ایمان'' اور ''عمل صالح'' ہے نیز یہ کہ وہ لوگوں کو ''دین پر قائم

کرنے'' کا علم و فہم رکھتا ہو۔ اور غیر انتخابی خلفاء میں امت کے نیک علماء، اولیاء اور مجددِ دین شامل ہیں جو اپنے دینی علم کے ذریعہ دین کو مضبوطی دیتے ہیں، تبلیغ و نصیحت کرتے ہیں اور لوگوں کو دین پر قائم اور مستحکم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تا کہ لوگ اللہ کے سچے عبادت گزار بندے بن جائیں اور پھر نہ کوئی خوف کھائیں اور نہ غم کریں۔

2 اسلامی خلافت کا وعدہ مشروط ہے۔ یعنی سچا خلیفہ وہی ہے جو ایمان اور عمل صالح کی شرط پر پورا اترے گا۔ جو اِس شرط پر پورا نہیں اتر یگا بلکہ بے ایمان اور بد عمل ہوگا وہ خلیفہ کہلا کر بھی سچا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ سچے خلیفہ کے لئے ایمان اور عمل صالح پر قائم ہونا لازمی شرط ہے۔ اور یہ وعدہ ہر مسلمان سے ہے کہ وہ ایمان و عمل صالح کی شرط پر پورا اتر کر علماءِ ربانی میں سے ہوسکتا ہے، اللہ کا ولی بن سکتا ہے اور اپنا مقصد یہ بنا سکتا ہے کہ وہ دین کو مضبوطی دے، لوگوں کو دین کی دعوت دے، انہیں دین اسلام پر قائم کرے اور لوگوں کو اللہ کا سچا عبادت گزار بنا دے۔ لیکن اسکی ذمہ داری بحر حال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پیغام پہنچا دینے تک ہے۔ کوئی اسکی بات پر کام دھرے یا نہ دھرے، کوئی اس کی صحبت اختیار کرے یا نہ کرے اس سے اسکی شخصیت اور اسکی ذات پر حرف نہیں آتا **وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ** ۔ ایسا خلیفہ اگر انتخابی خلیفہ ہے اور ریاست کا حکمران ہے تو وہ جبراً زکواۃ وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور مجرموں کو سزا دلوانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن خلیفہ اگر غیر انتخابی ہے اور عُلماءِ رَبّانی میں سے ہے تو اسکا کام صرف تبلیغ و نصیحت اور ترغیب و تحریص تک محدود ہوتا ہے وہ چونکہ ریاست کا حکمران نہیں اسلئے وہ شرعی قانون کو جبراً نافذ نہیں کرسکتا۔ آج کے دور میں انتخابی خلیفوں کے متبادل صدر مملکت اور وزیر اعظم کے عہدے رائج ہیں جو اسلامی ملکوں میں شرعی حدود و تعزیرات کا نفاذ کرتے ہیں اور ملک کے تمام مسلمانوں کو ایک نظام میں پرو دیتے ہیں۔ اگر کوئی خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو تو پولیس اور فوج جو انکے ماتحت کام کرتی ہے ملک میں نظم وضبط کا اہتمام کرتی ہے۔

3 امت محمدیہ میں پچھلی امتوں کی طرح خلیفے ہونگے۔ پچھلی امتوں میں ایک امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی جنہیں تورات عطا ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں خلیفے مختلف قسم کے تھے جن میں انبیاء بھی تھے، عُلماءِ رَبّانی (اولیاء) بھی تھے اور فقیہہ بھی تھے۔

اِنَّا اَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوا لِلَّذِيْنَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ

كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِيۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ (المائدہ آیت ۴۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور تھا، اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار انبیاء کرام اور علماءِ ربانی (اولیاء) اور فقیہہ کہ ان سے کتابُ اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے پس تم لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو اور جو اسکے مطابق حکم نہ کرے جسے اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ کافر ہیں۔

اس آیت میں موسوی امت کے خلیفوں کی صورت بیان کی ہے۔ کہ انکا مقصد بھی وہی تھا جو سورۃ النور آیت ۵۶ میں اسلامی خلیفوں کا مقصد بیان کیا ہے۔ یعنی اقامت دین، اور لوگوں کو اللہ کا مکمل فرمانبردار بنانا۔ یہ کام انبیاء کرتے ہیں اور انبیاء کے بعد آنے والے اولیاء ومجدد دِین جو عُلماءِ رَبّانی میں سے ہوتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عُلَمَاءِ اُمَّتِی کَانۡبِیَآءِ بَنِی اِسۡرَائِیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔ گویا بنی اسرائیل کی طرح امت محمدیہ میں بھی علماء خلیفے ہیں۔ اور انکا بھی وہی کام ہے جو انبیاء کا ہوتا ہے۔ چونکہ اس امت میں کوئی نبی نہیں آسکتا اسلئے اس امت میں نبی کے قائم مقام خلیفے رکھے گئے ہیں جو یا انتخابی ہونگے یا علماء ربانی (مجدددین) ہونگے، جو رسول کی جانشینی میں رسول کے پیغام کو آگے پہنچاتے رہیں گے۔

4 اسلامی خلیفوں کا مقصد دین (اسلام) کو مضبوطی دینا، تجدید دین کرنا اور مسلمانوں کے ایمان وعمل میں مضبوطی واستحکام پیدا کرنا ہے۔ لوگوں کو دین کی دعوت دینا اور لوگوں کو اللہ کا سچا عبادت گزار بنانا ہے۔ جب ایسا ہوگا تو مسلمان کسی سے خوف نہیں کھائیں گے اور جو خوف انہیں اپنی پچھلی بدعملی، بے ایمانی اور تنزلی کی وجہ سے لاحق تھا وہ امن وسلامتی میں بدل جائے گا کیونکہ وہ اسلامی خلیفوں کی نصیحتوں پر عمل کر کے اللہ کی عبادت کریں گے اور یہ ایمان رکھیں گے کہ اب وہ اللہ کی امان میں آ گئے ہیں، انہیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

⊙ بَلٰی ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا

هُمْ يَحْزَنُون (البقرہ:۱۱۲) بلکہ جس نے اپنی توجہ اللہ کی طرف پھیری اور وہ نیکوکار رہے تو اسکا اجر اسکے رب کے پاس ہے اور اسے نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

⊙ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (الاحقاف:۱۳) بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر ثابت قدم رہے ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

⊙ اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ وَاَقَامُواْ الصَّلَاةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُون (البقرہ:۲۷۷) بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی ان کا اجر، اُن کے رب کے پاس ہے، انہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

⊙ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُون (البقرہ:۳۸) پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوگا اُسے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔

5 اسلامی خلیفوں کی جو صحبت اختیار نہیں کریگا بلکہ انکار (یا مخالفت) کریگا وہ فاسق شمار ہوگا کیونکہ اسلامی خلیفے کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے بلکہ قرآن وسنت کے احکامات سے ہی مسلمانوں کو ہدایت دینگے اور غیر مسلمانوں کو بھی اللہ کے دین کی دعوت دینگے۔

مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش:

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا (ال عمران: آیت ۱۰۳) کے مطابق اسلامی خلفاء خواہ وہ انتخابی ہوں یا غیر انتخابی، مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات پر متحد کرنے کی کوشش اور جستجو کرتے ہیں۔لیکن یہ ظاہر بات ہے کہ امت مسلمہ کے سب سے افضل ترین خلفاء (خلفاء راشدین) جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر اسلام سیکھا سمجھا۔ان جیسے خلفاء قیامت تک پیدا نہیں ہو سکتے۔تو جب امت کے افضل ترین خلفاء اپنے زمانہ کے مسلمانوں کو زیادہ عرصہ تک متحد نہ رکھ سکے تو بعد میں آنے والے خلفاء کی نسبت ایسی توقع رکھنا کہ وہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے متحد رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے ایک خیال خام ہے۔اور ایسا سوچنے والا بچگانہ سوچ کا حامل ہے۔کیونکہ نہ عقل اس بات کو تجویز کرسکتی ہے اور نہ ہی مسلمان کا ایمان تجویز کرسکتا ہے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ کی نسبت رکھتا ہے۔پس یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ خلفاء اپنے زمانہ کے مسلمانوں کو لمبے عرصے تک متحد نہ رکھ سکے تو کوئی دوسرا یہ کام کیسے کرسکتا ہے؟ بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ

''ہر آنے والا دَور پہلے سے بدتر ہوتا ہے''۔

(ترمذی ابواب الفتن۔بخاری کتاب الفتن)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

ان اللّٰہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا مغاربھا و
انا امتی سیبلغ ملکھا مازوی لی منھا و اعطیت
الکنزین الاحمر والابیض وانی سالت ربی لامتی ان
لا یھلکھا بسنۃ عامۃ و ان لا یسلط علیھم عدوا من
سوٰی انفسھم فیستبیح بیضتھم وان ربی قال یا
محمد انی اذا قضیت قضآء فانہ لایرد وانی اعطیتك
لامتك ان لا اھلکھم بسنۃ عامۃ ولا اسلط علیھم
عدواً من سوٰی انفسھم فیستبیح بیضتھم ولوا
جتمع علیھم من اقطارھا او قال من بین اقطارھا
حتیٰ یکون بیضھم یھلك بعضا ویسبی بعضھم
بعضاً (صحیح مسلم۔ترمذی ابواب الفتن صفحہ ۷۹۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین میرے سامنے کردی اور میں نے اس کے مشرق ومغرب دیکھے۔میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک یہ میرے سامنے سمیٹی گئی ہے اور مجھے دو خزانے عطا کیے گئے سرخ اور سفید۔پھر میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کو ایک ہی مرتبہ قحط میں ہلاک نہ کرنا،اسکے علاوہ کسی اور دشمن کو ان پر مسلط نہ کرنا جو ساری امت کو ہلاک کردے۔اس پر رب نے فرمایا؛اے محمدؐ!جب میں کسی چیز کا حکم دیتا ہوں

تو وہ واپس نہیں لیا جاتا۔ میں نے تمہاری امت کو یہ عطا کر دیا ہے کہ میں انہیں قحط عام سے ہلاک نہیں کرونگا اور اسکے علاوہ کسی ایسے دشمن کو ان پر مسلط نہیں کرونگا جو اُنکی پوری جمیعت (امت مسلمہ) کو ہلاک کر دے۔ خواہ تمام اہل زمین ہی اس پر متفق کیوں نہ ہو جائیں۔ لیکن انہی (مسلمانوں) میں سے بعض لوگ دوسرے (مسلمانوں) کو ہلاک کریں گے اور انہیں قید کریں گے (یعنی امت کے مسلمان ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہ الٰہی تقدیر ہے)۔''

(ترمذی ابواب الفتن صفحہ ۷۹۴۔ صحیح مسلم)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ

وا ذا وضع السيف فی امتی لم يرفع عنهم الٰی يوم القيامة

''جب میری امت میں تلوار چل جائے گی تو پھر **قیامت تک** نہ رُکے گی''۔

(مشکواۃ کتاب الفتن۔ ترمذی ابواب الفتن۔ ابوداؤد)

پس امت کا اختلاف اور تفرقہ قیامت تک برقرار رہے گا اسے کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ بے شک اسکی مذمت کرنے والے اسلامی خلفاء و مجددِ دِین اور عُلماءِ رَبّانی اور اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے لیکن وہ قیامت تک مسلمانوں کی آپس کی لڑائی مکمل طور پر ختم نہ کرسکیں گے۔ امت میں فرقے اور لڑائی جھگڑے قیامت تک ہونگے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرين لا
يضرهم من خزلهم (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

ترجمہ: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا (اور) غالب رہے گا (اور) کسی کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔''

یہ گروہ عُلماءِ رَبّانی اور مجددِ دِین کا گروہ ہے۔ اور یہ وہی گروہ ہے جس کی نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ما انا عليه وا صحابه؛ یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی سنت پر قائم ہوگا۔ اور وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَّلاَ تَفَرَّقُواْ کا حقیقی مصداق ہوگا کیونکہ اس نے اللہ کی

رسی یعنی قرآن وسنت کومضبوطی سے پکڑا ہوگا۔لوگ اس گروہ کی مخالفت کریں گے انہیں برا کہیں گے اور (قادیانیوں سمیت) دیگر فرقے بھی ان پر مختلف فتوے لگائیں گے،انکی عزت کونقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے،انہیں نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے۔لیکن کسی مخالفت کی وہ پرواہ نہیں کریں گے اور تجدید دین کا کام کرتے رہیں گے۔وہ اگرانتخابی خلیفے ہوئے تو بھی عدل وانصاف سے حکومت چلائیں گے،وہ اگر غیرانتخابی روحانی خلیفے (یعنی مجددِ دِین،اولیاءاور علماء) ہوئے تو بھی کسی یزیدی خلافت کی بھی پرواہ نہیں کریں گے اور ہمیشہ حق بات کی تبلیغ کرتے رہیں گے۔خواہ انہیں خلفاء راشدین اور امام حسینؓ کی طرح شہید کردیا جائے یا حضرت امام بوحنیفہؒ کی طرح زہر دیکر ماردیا جائے۔یہ گروہ ہمیشہ قیامت تک پیدا ہوتا رہے گا جوحق بات کی گواہی دیگا اور کسی کے فتووں سے نہیں ڈرے گا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛''میری اُمت کا حال بارش کی مانند ہے
جس کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکا اول اچھا ہے یا آخر۔''

(ترمذی ابواب الامثال)

بعض لوگ اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ امت کے آخر پر آنے والے مسلمان لوگ،امت کے پہلے لوگوں (یعنی صحابہ کرام) سے عمل کے اعتبار سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔یعنی اگر خلفاء راشدین زیادہ عرصہ تک مسلمانوں کو متحدرکھنے میں کامیاب نہ ہو پائے،تو آخری زمانہ کے مسلمان لوگ، صحابہ سے آگے بڑھ سکتے ہیں اور مسلمانوں کو زیادہ عرصہ یا قیامت تک متحدرکھنے میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔قادیانی جماعت بھی اپنے امام مہدی صاحب کی نسبت یہی عقیدہ رکھتی ہے اوراس حدیث کواپنی جماعت کی افضلیت اور برتری کے طور پر پیش کرتی ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی غیرت مند مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ آخری زمانہ کے لوگ،رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ''عمل اور رتبے کے اعتبار سے افضل'' ہوسکتے ہیں۔حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت بھی ہرگز عمل اور رتبہ کے اعتبار سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کے صحابہ کی جماعت سے افضل نہیں ہوسکتی۔یہ وہ عقیدہ ہے جو ہر سچا مسلمان رکھتا ہے سوائے قادیانی جماعت کے۔کیونکہ انکے نزدیک تو انکا امام مہدی آگیا اور انہوں نے اپنے امام مہدی کو اور اپنی جماعت کو بہت بڑا مقام ورتبہ دے ڈالا۔اوراس حدیث کواکثر وبیشتر پیش کرکے اپنی جماعت کی افضلیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اوراس پر بہت خوش ہوتے ہیں۔اگر سچے غیرت مند مسلمان ہوتے تو کبھی

اس حدیث کو اپنی افضلیت کی دلیل کے طور پر پیش نہ کرتے۔ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ قیامت تک نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسا افضل انسان پیدا ہوسکتا ہے اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہؓ جیسے بلند مقام ومرتبہ کے لوگ پیدا ہوسکتے ہیں۔ بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے لوگ اپنی علمی فراست میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی نسبت کم درجہ کے ہونگے۔ پس امت کے آخری حصے کا ''علم و عمل اور رتبہ'' کے اعتبار سے صحابہ سے بہتر ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں واضح ارشاد ہے؛

> ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛
> میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی ان میں سے ایک (صحابی) کے (خرچ کیے گئے) مُد یا اسکے نصف کو بھی نہیں پا سکتا۔''

(صحیح مسلم، فضیلتوں کا بیان) (ترمذی ابواب مناقب)

> ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی۔ اے محمدؐ! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں بعض بعض سے روشن تر ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہے۔''

(مشکواۃ کتاب المناقب، مناقب صحابہ)

اور جہاں تک خلفاء راشدین کا تعلق ہے تو وہ دیگر صحابہ سے بھی افضل ہیں۔ ان جیسے عالم فاضل خلفاء قیامت تک پیدا نہیں ہوسکتے۔ پس آخری زمانہ کی کوئی انتخابی خلافت، اسلام کے پہلے چار خلفاء راشدین سے بہتر نہیں ہوسکتی۔

ہاں غیر اسلامی یا خود ساختہ اصولوں پر قائم ہونے والی ملوکیت والی خلافتیں اور موروثی بادشاہتیں اپنے مخصوص لوگوں اور صرف اپنی جماعت کے افراد کو زیادہ عرصہ متحد رکھنے میں کامیاب ہوتی ہیں لیکن

انکا مقابلہ خلافت راشدہ سے اس واسطے نہیں کیونکہ وہ اسلام کے اصولوں سے انحراف کر کے اپنی چالاکیوں سے کام کرتی ہیں جس میں جبر، زور اور دھوکا دہی کی سیاست شامل ہوتی ہے نیز وہ صرف اپنے مخصوص جماعتی لوگوں کو اپنا غلام اور خادم بنا کر رکھتی ہیں اور خود کو کسی کے سامنے جواب دہ نہیں سمجھتیں۔ انکی امارت وسیاست سراسر اسلامی اصولوں سے ہٹ کر ہوتی ہے اور جمہوریت کے نام پر آمریت کارفرما ہوتی ہے۔ اسلئے انسانوں کو محض متحد رکھنا کوئی بہادری والی بات نہیں بلکہ اصل بہادری یہ ہے کہ ''حبل اللہ'' یعنی اسلامی تعلیمات پر انسانوں کو متحد کیا جائے۔ اور یہ کام بہت مشکل ہے۔ اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب امت کے **افضل ترین لوگ** (یعنی صحابہ کرام) بہت کم عرصہ تک مسلمانوں کو متحد کر پائے تو بعد میں پیدا ہونے والے لوگ کیونکر اس کام کو زیادہ بہتر طریق پر سرانجام دے سکتے ہیں؟ بنوامیہ اور بنوعباس کی اسلامی خلافتیں بھی خالصتاً اسلامی اصولوں کی بنیاد پر قائم نہیں ہوئی تھیں بلکہ وہ اسلام کا صرف نام استعمال کر رہی تھیں اس واسطے ان نام نہاد اسلامی خلافتوں کا مقابلہ بھی ''خلافت راشدہ'' سے کرنا درست نہیں۔

ایک صحابی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا؛

> ''یارسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا۔ کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا؛ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا؛ ہاں۔ **لیکن اس خیر میں کمزوری ہوگی۔** میں نے پوچھا کہ اس کی کمزوری کیا ہوگی؟ رسول ﷺ نے فرمایا؛ کچھ لوگ ہونگے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے انکی بعض باتیں اچھی ہونگی اور بعض بُری۔ میں نے پوچھا؛ کیا پھر اس خیر کے بعد شر آئے گا؟ فرمایا؛ ہاں۔ جہنم کے دروازے پر بلانے والے ہونگے جو انکی بات مان لیگا وہ اس میں انہیں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ انکے کچھ اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا؛ کہ وہ ہمارے جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے پوچھا؛ پھر اگر میں نے وہ زمانہ پالیا تو آپ مجھے اسکے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تلزم جماعة المسلمین و امامھم کہ مسلمانوں کی جماعت اور انکے امام

کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا؛ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور نہ انکا کوئی امام ہوا؟ فرمایا؛ پھران تمام فرقوں سے الگ رہنا خواہ تمہیں درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔''

(بخاری کتاب الفتن۔ صفحہ ۷۶۹)

مذکور بالا حدیث میں دو اہم باتیں بیان ہوئی ہیں؛

اول؛ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد جو بھی خیر کا زمانہ آئے گا اُس میں کمزوری ہوگی۔ یعنی اچھی اور بری دونوں باتیں ہونگی۔ اشارہ عام مسلمانوں کی طرف ہے، مسلمانوں کی حکومتوں کی طرف ہے جن میں اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں اور بری بھی۔ نیز خلافتِ ملوکیت کی طرف بھی اشارہ ہے جس میں نیک اور برے دونوں اقسام کے خلفاء ہوتے ہیں۔

دوئم؛ فتنوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی جماعت اور مسلمانوں کے امام کے ساتھ رہنا چاہیے۔ تلزم جماعة المسلمین و امامھم اشارہ اس گروہ کی طرف ہے جس کا ذکر دوسری احادیث میں ہے کہ ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا''۔ یعنی مجددین کی جماعت۔ جن کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ لازمی نہیں کہ ایسے وقتوں میں پوری دنیا میں صرف ایک ہی جماعت ہو یا پوری دنیا میں صرف ایک ہی امام ہو۔ بلکہ جس طرح ایک زمانہ میں مجددین ایک سے زائد ہو سکتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں کی جماعتیں بھی ایک سے زائد ہو سکتی ہیں۔ اور وہ سب جماعتیں مجموعی طور پر ''جماعۃ المسلمین'' کی نمائندگی کریں گی۔ اور جب بھی امت میں فرقے پیدا ہوتے رہیں گے (جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ تہتر فرقے ہونگے مراد بے شمار گمراہ فرقوں کی طرف ہے) تو اس وقت یہی ''جماعۃ المسلمین'' ہی ہوگی جو ما انا علیه و اصحابه کی مصداق ہوگی۔ اور اسی جماعۃ المسلمین میں ربانی علماء کا وجود ہوگا۔ کیونکہ جس طرح بنی اسرائیل کی بدیوں کے مشابہ تہتر فرقے اس امت میں ہوئے ویسے ہی بنی اسرائیلی انبیاء کی مانند ربانی علماء اس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جو عُلَمَاءِ اُمّتی کَانبِیاٰء بَنِی اِسرَائِیل کے مصداق ہونگے۔ انہی کی نسبت فرمایا؛ من فارق الجماعة شبرًا فمات الا مات میتة جاھلیة (بخاری کتاب الفتن) یعنی جس نے ''جماعۃ المسلمین'' سے ایک بالشت جدائی اختیار کی اور اسی حال میں مرا تو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

وآخرین منھم لمّا یلھکوا بھم:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ③ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ④ (سورۃ الجمعہ آیت ۳ تا ۴)

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا وہ اُن پر اُس (اللہ) کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، بیشک وہ لوگ اِس (رسول کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور (اس رسولؐ کی بعثت) بعد میں آنے والوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے ملے نہیں۔ اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔''

آخرین سے مراد یہاں محض آخری زمانہ نہیں بلکہ بعد میں آنے والے لوگ مراد ہیں کہ ان کے واسطے بھی کوئی نیا رسول نہیں آئے گا بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بعد والوں اور قیامت تک پیدا ہونے والوں کے لئے رسول ہیں۔

یہ آیت جب نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ؛ آخرین منھم سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی (عجمی صحابی) پر ہاتھ رکھ کر فرمایا؛ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی جا پہنچا تو ان میں سے بعض اشخاص یا ایک شخص (رِجَالٌ او رَجُلٌ) اسے واپس لے آئیں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ سورۃ الجمعہ)

گویا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد آنے والوں کے لئے بھی رسول کریم ﷺ ہی رسول ہیں کوئی نیا رسول نہیں آسکتا مگر خدشہ ہے کہ بعد کے لوگوں کے دلوں سے ایمان اٹھ جائے تو اسے واپس لانے کے لئے جو اشخاص آتے رہیں گے انکے لئے عربی ہونا لازمی نہیں بلکہ وہ عجمی بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی

اشارہ مجددین کی طرف ہے۔ مجددین ہی ہیں جو بعد میں اور آخرین میں مبعوث کیے جائیں گے۔ جن کا آنا اس وقت ہوتا ہے جب لوگوں کے دلوں سے ایمان اٹھ جاتا ہے اور اتنی دُور چلا جاتا ہے گویا ثریا ستارے پر۔ تو اسے واپس لانے کے لئے اور دین کی تجدید کے لئے مجددین پیدا ہوتے رہیں گے اور جیسا کہ تاریخ سے بھی ثابت ہے دنیائے اسلام میں مختلف قوموں میں مجددین پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو ایمان کو ثریا ستارے سے اتار کر لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ:

هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ

(سورۃ الصّف آیت ۹ ۔ سورۃ التوبہ آیت ۳۳)

مفہوم: ''وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (دین حق) کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو برا لگے۔''

گویا جو مقصد جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمایا کہ تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے انہیں مبعوث فرمایا ہے نیز یہ کہ دین حق کو تمام باطل ادیان پر غالب کردے۔ یہی مقصد ہر مجدد کا بھی ہوتا ہے۔

اس غلبے کی جدو جہد جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور جہاں تک اور جن انسانوں تک انکی رسائی ممکن ہوئی انہوں نے دین حق کو غالب کرنے کی کوشش کی۔ بعض نے مانا اور بعض نے انکار کیا لیکن رسول پر سوائے پیغام پہنچا دینے کے کچھ فرض نہیں۔ لیظھر سے مراد دین حق کے پیغام کو (باطل دین کے ماننے والوں پر) ظاہر کرنا اور دین کا پیغام پہنچا دینا ہے، منوانا نہیں۔ دین حق کو باطل ادیان پر دلائل و برھان کی رُو سے فتح بخشنا ہے۔ نہ کہ ملک فتح کرنا یا جبراً مسلمان بنانا۔ یہ غلط فہمی ہے جو قادیانی جماعت میں پائی جاتی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کی نسبت ہے اور دین کا غلبہ امام

مہدی کے ذریعہ ہونا تھا یعنی مراد انکی مرزا صاحب سے ہے۔ انکا خیال ہے کہ دین کے غلبے سے مراد پوری دنیا کو مسلمان بنانا ہے اور پوری دنیا پر اسلامی حکومت کا تسلط قائم کرنا ہے۔ جبکہ انکا یہ خیال غلط ہے۔ اسلام جبراً مسلمان بنانے کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور نہ غیر مسلموں کی حکومت ذبردستی چھیننے کا درس دیتا ہے۔ رسول کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور یہ کوشش کرتے رہنا کہ دنیا کا ہر انسان مسلمان ہو جائے لیکن اس میں جبر نہیں۔ اسلئے لازماً بعض لوگ انکار کرتے ہیں اور بعض لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ کسی وقت پوری دنیا مسلمان ہو جائے۔

تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّوُم أكثَرُ النَّاسِ

''جب قیامت قائم ہوگی اس وقت اکثریت رومیوں یعنی عیسائیوں کی ہوگی۔''

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب تقوم الساعۃ الروم اکثر الناس)

یعنی قیامت تک مسلمانوں کو اکثریتی غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس قادیانی جماعت اپنے موقف میں غلط ثابت ہوئی اور انکے امام مہدی صاحب نے اپنی زندگی میں تمام دنیا کے انسانوں کو مسلمان نہیں بنایا۔ خود قادیانی خلیفہ دوم نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ ابھی عیسائیت کو شکست نہیں ہوئی (جبکہ مرزا صاحب کو فوت ہوئے صدی گذر چکی ہے)۔

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے بیان کیا؛

> ''جماعت کے سب دوستوں کو چاہیے کہ وہ اپنی کوشش اور جدوجہد اور نیک نمونہ کے ذریعہ سے عیسائیت کو شکست دینے کی کوشش کریں۔ یہ مت سمجھو کہ عیسائیت تو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ہم اسکو شکست دینے میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آج ہی میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ مجھے اس میں پیشگوئی نظر آئی کہ عیسائیت آخر شکست کھائے گی اور وہ دنیا سے مٹادی جائے گی۔''

(مشعل راہ جلد ا۔ صفحہ ۸۰۲۔ از مرزا بشیر الدین محمود احمد)

جبکہ قرآن میں ایسی کوئی پیشگوئی موجود نہیں، بلکہ رسول ﷺ کی پیشگوئی ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت اکثریت عیسائیوں کی ہوگی۔ نیز قرآن نے عددی اکثریت حاصل کرنے کو ''کامیابی''

قرار نہیں دیا۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا اُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: ''اے پیغمبر ﷺ! اِن سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہرحال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی کثرت تمہیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو، پس اے عقلمندلوگو! تم (کثرت کو کامیابی سمجھنے کے بجائے) اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے کتنے واضح الفاظ میں صرف تقویٰ اختیار کرنے کو کامیابی کی ضمانت قرار دیا۔ اسی طرح احادیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں نازل ہونے والے مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت فرمایا؛ کہ وہ صلیب کو توڑ یگا، خنزیر کو قتل کریگا۔ اس سے مراد بھی صرف قرآنی دلائل و براھین کے ذریعہ صلیبی عقائد کا بطلان ثابت کرنا ہے خواہ کوئی مانے یا انکار کرے، خنزیر کی طرح ناپاک چیزوں اور ناپاک اعمال ورسومات کے خلاف قلمی جہاد کرنا ہے، زبردستی اپنی بات منوانا نہیں۔ بلکہ اپنے تمام کام کو اسلامی اصولوں کے مطابق پیغام پہنچانے تک محدود رکھنا ہے۔ پھر کوئی مانے یا انکار کرے، اُن پر بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پیغام پہنچا دینے کے سوا کچھ فرض نہیں۔ يُهْلِكُ اللّٰهُ فِى زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال) مسیح ابن مریمؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کردیگا۔ اب اس حدیث میں بھی ہلاک کرنے سے مراد مٹانا نہیں۔ جیسا کہ قادیانی جماعت یہاں بھی ترجمہ کرتی ہے کہ مسیح کے ذریعہ تمام مذاہب دنیا سے مٹ جائیں گے۔ حالانکہ قرآنی اصطلاح میں باطل کو دلیل سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ **لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ** (الانفال آیت ۴۲) اس اعتبار سے اگر مرزا صاحب کو سچا امام مہدی تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی انکی وفات سے انکا کام ختم ہوگیا۔ اب قادیانی جماعت انکے نام کا سہارا لیکر جھوٹ بولتی ہے کہ ابھی مقصد پورا ہونا باقی ہے تاکہ اپنی خودساختہ نقلی خلافت کو شہرت دے سکے اور قادیانی دفتری طبقہ کے اعلیٰ عہدیداران، اپنے احمدیوں سے چندے لیکر اپنی تنخواہیں پوری کرتے رہیں۔ اور اپنی جماعت کو اس خوش فہمی میں مبتلاء رکھیں کہ ابھی غلبہ اسلام کے لئے ان سے مزید مالی قربانیوں کی ضرورت پڑتی رہے گی۔

پس اسلام میں تو مسیح ومہدی کا کام صرف پیغام پہنچا دینے تک ہے اور وہ اپنی زندگی میں اپنے کام کو پورا کر دیگا۔ جبکہ قادیانیوں کے نزدیک انکا امام مہدی، عیسائیت کو دنیا سے مٹانے کے لئے آیا تھا لیکن اپنا کام نامکمل چھوڑ کر چلا گیا۔

هُوَالَّذِيۡٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡن (سورۃ الصّف آیت ۹ ۔ سورۃ التوبہ آیت ۳۳)

''وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس (دین حق) کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگر چہ مشرکین کو برا لگے۔''

وَقَالَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا مِن دُوۡنِهٖ مِنۡ شَیۡءٍ نَّحۡنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِن دُوۡنِهٖ مِن شَیۡءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلَاغُ الۡمُبِيۡنُ

''اور مشرک لوگ کہتے ہیں: اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی بھی چیز کی پرستش نہ کرتے، نہ ہی ہم اور نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم اس کے (حکم کے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے، یہی کچھ ان لوگوں نے (بھی) کیا تھا جو اِن سے پہلے تھے، تو کیا رسولوں کے ذمہ (اللہ کے پیغام اور احکام) واضح طور پر پہنچا دینے کے علاوہ بھی کچھ ہے؟۔'' (النحل آیت ۳۵)

وَاِن تُكَذِّبُوۡا فَقَدۡ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلَاغُ الۡمُبِيۡنُ (سورۃ العنکبوت آیت ۱۸)

''اور اگر تم نے (میری باتوں کو) جھٹلایا تو یقیناً تم سے پہلے (بھی) کئی امتیں (حق کو) جھٹلا چکی ہیں، اور رسول پر واضح طریق سے (احکام) پہنچا دینے کے سوا (کچھ لازم) نہیں ہے۔''

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلَاغُ الۡمُبِيۡن (سورۃ النحل آیت ۸۲)

''اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو (اے محمدؐ) تم پر صاف صاف پیغام حق پہنچا دینے

کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔''

مَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ

(سورۃ المائدہ آیت ۹۹)

''رسول پر تو صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، آگے تمہارے کھلے اور چھپے سب حالات کا جاننے والا اللہ ہے۔''

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُواْ الرَّسُولَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ (سورۃ التغابن آیت ۱۲)

''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی طاعت کرو لیکن اگر تم اطاعت سے منہ موڑتے ہو تو ہمارے رسول پر صاف صاف حق پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔''

وَاَطِيْعُواْ اللّٰهَ وَاَطِيْعُواْ الرَّسُولَ وَاحْذَرُواْ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُواْ اَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن (سورۃ المائدہ آیت ۹۲)

''اللہ اور اُس کے رسول کی بات مانو اور باز آ جاؤ، لیکن اگر تم نے حکم عدولی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف حکم پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی۔''

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُولَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ (سورۃ النور آیت ۵۴)

''کہو، اللہ کے مطیع بنو اور رسولؐ کے تابع فرمان بن کر رہو لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ رسولؐ پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اُس کا ذمہ دار وہ ہے اور تم پر جس فرض کا بار ڈالا گیا ہے اُس کے ذمہ دار تم ہو اُس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے ورنہ رسول کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے۔''

فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِىَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ‌ وَقُلْ لِّلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَالۡاُمِّيّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ‌ فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اهۡتَدَوْا‌ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ‌ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ

(سورۃ ال عمران آیت ۲۰)

''اب اگر یہ لوگ تم سے جھگڑا کریں، تو ان سے کہو: میں نے اور میرے پیروؤں نے تو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب دونوں سے پوچھو: کیا تم نے بھی اس کی اطاعت و بندگی قبول کی؟ اگر کی تو وہ راہ راست پا گئے، اور اگر اس سے منہ موڑا تو (اے محمدؐ) تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی آگے اللہ خود اپنے بندوں کے معاملات دیکھنے والا ہے۔''

پس دین حق کو باطل ادیان پر غالب کرنے سے مراد صرف **تبلیغ دین** اور باطل ادیان کے باطل عقائد کو دلائل سے رد کرنا ہے۔ پھر کوئی مانے یا نہ مانے ہر انسان آزاد ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس مقصد میں کامیاب ہوئے اور قیامت تک آنے والے مجددین کا بھی یہی مقصد ہے کہ جہاں تک کسی کو وسعت اور توفیق ملے وہ دین حق کو باطل ادیان پر غالب کرنے کی جدوجہد کرتا رہے۔

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُـكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَاۤ اُولٰۤـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ‌ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ

(سورۃ الاعراف آیت ۴۲)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتے، یہی لوگ اہلِ جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

انتخابی خلافت کے لئے حکومت کا ہونا شرط ہے:

انتخابی خلافت کے لئے اسلامی حکومت کا ہونا شرط ہے بغیر اسکے انتخابی خلافت کا انعقاد نہیں ہوتا۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلّم اَسْتَخْلَفَ ابْنَ اُمِّ مَکْتُومٍ عَلَی الْمَدِینَۃِ مَرَّتَیْنِ

ترجمہ؛''حضرت انسؓ سے روایت ہے؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو دومرتبہ مدینہ کا خلیفہ بنایا۔''

(ابوداؤد۔باب:محصول غنیمت اورامارت وخلافت سے متعلق)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خلیفہ (انتخابی خلیفہ) کا لفظ ریاست کے سربراہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی انتخابی خلیفہ کا اصل مقصد ریاست کے مسلمانوں پر اسلامی قانون نافذ کرنا ہوتا ہے اور انہیں اسلامی نظام کے تابع رکھ کر منظّم کرنا ہوتا ہے۔جبکہ غیر انتخابی خلیفے ریاست کے حکمران نہیں ہوتے اسلئے وہ اسلامی قانون کو جبراً نافذ نہیں کر سکتے مسلمانوں سے جبراً زکواۃ وصول نہیں کر سکتے بلکہ تقریر وتحریر کے ذریعہ مسلمانوں کو دین پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔آج کے زمانہ میں غیر انتخابی خلافت موجود ہے جو مجددین وعلماء ربانی کی صورت میں دینی امور کی نصیحت کرتی رہتی ہے اور انتخابی خلافت کی ضرورت اسلئے محسوس نہیں ہوتی کہ اسکے متبادل اسلامی ممالک میں صدر مملکت، وزیر اعظم اور شرعی عدالتوں کے ذریعہ اسلامی قوانین وتعزیرات کا نفاذ لوگوں پر ہوجاتا ہے اور ملک کے مسلمانوں کو ایک نظام حکومت کے تابع کر کے منظّم کر دیا جاتا ہے اگر کوئی افراتفری کی صورتحال پیدا ہو تو پولیس اور فوجی عہدیداروں کی مدد لے لی جاتی ہے جو اسی اسلامی حکومت کے زیر تحت کام کرتے ہیں۔اور یہی انتخابی خلافت کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ ملک میں اسلامی قانون (مسلمانوں پر) جبراً نافذ کیا جاسکے اور ریاست کے مسلمانوں کو ایک نظام میں پرودیا جائے،ان سے زکواۃ اور جبری ٹیکس وصول کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے یعنی ملک کے غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور محتاجوں پر خرچ کیا جاسکے۔اور جس طرح انتخابی خلافت بھی یزیدی خلافت کا رنگ اوڑھ لیتی ہے اسی طرح اسلامی ممالک کے صدران اور وزرائے اعظم بھی بعض دفعہ بددیانتی اور ظلم کے مرتکب ہوجایا کرتے ہیں۔اسلئے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صدی کے سر پر مجدد دِین آیا کریں گے۔یعنی جب انتخابی خلافت (صحیح معنوں میں) نہ ہوا

کریگی تو روحانی خلافت مجددیت اور علماءِ ربانی کی صورت میں ہمیشہ موجود رہے گی۔

نبی کے جانشین کا انتخاب:

قرآن کریم نے نظم اجتماعی کے معاملات کو شوریٰ کے ذریعہ طے کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ امرھم شوریٰ بینھم کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتخاب ہوا۔ اور اسی طرح حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی امارت وخلافت کا انعقاد بھی مومنین کی شوریٰ کے ذریعہ ہی کیا گیا۔ خلفاء راشدین کی سنت سے ثابت ہے کہ خلیفہ منتخب کرنے کے واسطے مومنوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی جاسکتی ہے جو آپس میں مشاورت کر کے خلیفہ منتخب کرے۔ سورۃ النور آیت ۵۶ کے مطابق گو خلیفہ بنانے کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ لیکن خلیفہ کے انتخاب اور نبی کے انتخاب میں یہی فرق ہے کہ نبی کے انتخاب میں اِنسانی دَخل نہیں ہوتا، نبی کو اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے الہام کے ذریعہ نبی یا رسول بناتا ہے۔ لیکن نبی کے جانشین کا انتخاب الہام سے نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے انتخاب سے ثابت ہے کہ اللہ نے کسی کے دل پر کوئی الہام یا وحی وغیرہ نازل نہیں کی۔ بلکہ نبی کے جانشین کے انتخاب کو سورۃ النور آیت ۵۶ کے مطابق مومنوں کے ''عمل صالح'' سے مشروط قرار دیا گیا ہے۔ اور ''عمل صالح'' کا تقاضا ہے کہ مومنین آپس میں امرھم شوریٰ بینھم کے مطابق اپنے میں سے اہل شخص کی نسبت اعتماد کا ووٹ دیں۔ جیسا کہ سورہ النساء آیت ۵۸ میں مومنوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ ''اہل شخص کو (حکومت کی) امانت سونپیں'' اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَن تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا پس جب مومنین اس قرآنی حکم کے مطابق اپنے میں سے بہترین اور اہل شخص کو خلیفہ منتخب کرتے ہیں تو یوں وہ ''عمل صالح'' کی شرط پر پورا اترتے ہیں جو انتخاب سے متعلق ہے، اور اللہ کا وعدہ ان پر پورا ہوتا ہے۔ قرآن کے اس حکم کی نافرمانی کی صورت یوں ہوگی جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمایا؛

> ''قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ جب امانتیں ضائع کی جائیں گی۔ سوال ہوا کہ امانتیں کس طرح ضائع کی جائیں گی؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ جب نااہل اور غیر مستحق لوگوں کو حکمران بنایا جائے گا''۔

(بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً وھو مشتغل فی حدیثہ)

گویا سورہ النساء آیت نمبر ۵۸ کا حکم ان مسلمانوں کے لئے انتہائی اہم ہے جو خلافت کا انتخاب کرنے کے واسطے مشاورت کرتے ہیں۔

خلیفہ کی اہلیت:

چونکہ انتخابی خلافت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر خلیفہ کا انتخاب چھوڑا ہے۔لیکن اصول قرآن کی سورۃ النساء آیت ۵۹ میں بیان فرما دیا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا (سورۃ النساء آیت ۵۸)

اس آیت کے مطابق مجلس شوریٰ کا فرض ہے کہ اہل شخص کو خلیفہ منتخب کریں۔

اس آیت میں جہاں اللہ نے انتخاب خلیفہ کا قانون مقرر فرمایا ہے کہ ''اھل خلیفہ'' کا انتخاب کرو۔ وہیں خلیفہ کی اہلیت کا معیار بھی مقرر فرما دیا کہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلے کرو۔ فیصلے سنانا اسلامی نظام کی ذمہ داری ہوتی ہے اور اس سے اوپر خلیفہ جو اسلامی نظام کا سربراہ ہوتا ہے اس کی بات حتمی اور فیصلہ کن مانی جاتی ہے۔اس لئے آیت کا پہلا حکم خلیفہ کا انتخاب کرنے والوں کی نسبت ہے کہ وہ ''اھل خلیفہ'' منتخب کریں۔اور آیت کا دوسرا حکم، اسلامی نظام اور خلیفہ کی نسبت ہے کہ وہ جب بھی لوگوں کے درمیان فیصلے کریں تو عدل وانصاف سے کریں۔گویا آیت کے اس دوسرے حصے میں خلیفہ کی اہلیت کا تعین کر دیا کہ حکمران ایسا ہو کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلے کرنے کی استعداد وصلاحیت اپنے اندر رکھتا ہو۔

عدل وانصاف سے فیصلہ نہیں ہوسکتا اگر خلیفہ خود علمی یا عملی اعتبار سے کمزور اور پست ہو۔اگر اسے خود شریعت کے احکامات کا وسیع تر علم نہ ہو تو وہ کیونکر لوگوں کے مسائل کا حل شریعت کے دلائل سے دے سکتا ہے؟ پس عدل وانصاف سے لوگوں کے درمیان فیصلے سنانا شریعت کے وسیع علم وفہم کے بغیر ناممکن ہے۔ ورنہ نیم ملاں خطرہ ایمان کا باعث ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ خلیفہ کے غلط فیصلوں کے بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ حکم ہوا ہے کہ ''انصاف سے فیصلے کرو''۔اور یہ حکم سب سے اول ''خلیفہ'' پر لاگو ہوتا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ مکمل طور سے شریعت کے مسائل اور علوم وحقائق سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو۔اپنے زمانہ کے دوسرے عالموں کی نسبت اسکا دینی علم زیادہ وسیع تر ہو۔اسی واسطے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ''اھل خلیفہ'' منتخب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

پس اھل خلیفہ منتخب کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس انسان کو خلافت کے منصب کے لئے ووٹ دیا جائے یا نامزد کیا جانے لگے تو وہ انسان ایسا ہو جس میں خلافت کے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی استعداد اور صلاحیت موجود ہو،اور چونکہ خلافت،امارت اور امامت ہی کا دوسرا نام ہے اس لئے امارت یا امامت کے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں جس استعداد اور صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے اس میں سب سے نمایاں اور اول درجہ پر تقویٰ وطہارت اور دینی علم ومعرفت ہے۔یعنی انسان کا نیک اعمال پر قائم ہونا اور شریعت اسلام کا علم رکھنا۔اور چونکہ یہ دونوں صفات ہر اچھے مسلمان میں پائی جاتی ہیں اسلئے خلافت کے منصب کے لئے سب سے زیادہ اھل وہی ہوگا جس میں یہ صفات زیادہ پائی جائیں۔یعنی جو اعلیٰ درجہ کا متقی اور عالم فاضل شخص ہو۔یہ وہ خوبی ہے جو لفظ ''اھل'' میں شامل ہے۔

کِس میں کتنا تقویٰ ہے یہ تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن تقویٰ کی بظاہر علامتیں سب کو دکھائی دیتی ہیں۔دل میں جھانکنا مومن کا کام نہیں۔شریعت کا تعلق ظاہر سے ہے اور باطن کا علم خدا کو ہے۔اس لئے مومن اسی کے ذمہ دار اور مکلّف ہیں جو اُنہیں نظر آتا ہے۔یعنی جس کے اخلاق واعمال بہترین ہیں مومنوں کے نزدیک وہ متقی ہی سمجھا جائے گا۔اور جس کا دینی علم سب سے زیادہ ہے وہ بھی مومنوں کے سامنے ہوتا ہے۔اور اِنہی دو باتوں کی بنیاد پر اھل شخص کا فیصلہ کرنا مجلس شوریٰ کے مومنین کی ذمہ داری ہے۔

انتظامی معاملات (Administration) میں مہارت یا جنگی جہاد میں مہارت حاصل ہونا،خلافت کے لئے لازمی نہیں ہے۔اگر چہ کہ وقت وحالات کے پیش نظر اِن خوبیوں کو بھی مدنظر رکھا جاسکتا ہے۔مگر یہ خوبیاں دوسرے درجہ پر متصور ہونگی۔کیونکہ اگر انسان میں یہ دونوں خوبیاں پائی جائیں اور نیکی اور علمی فراست نہ پائی جائے تو وہ روح ختم ہوجاتی ہے جو امام الزماں کے لئے ضروری ہے۔کیونکہ جس طرح ملک وقوم کا انتظام پولیس اور فوج سنبھال لیتی ہے اسی طرح اسلامی جماعت کے انتظامی معاملات کی حفاظت کے لئے بھی پولیس اور فوج کے متبادل مختلف شعبے قائم کیے جاسکتے ہیں۔مگر دینی علم اور تقویٰ کے

بغیر خلافت، نا اھل ثابت ہوتی ہے۔ گویا نیکی اختیار کرنا تو ہر اچھے مسلمان کی خوبی ہے۔لیکن قرآن اور شریعت کے علم میں ماہر ہونا؛ یہ وہ خاص صفت ہے جو خلیفہ منتخب کرتے وقت مدنظر رکھنی چاہیے۔ کیونکہ الہام کے ذریعہ خلیفہ کو قرآن وحدیث کا عِلم نہیں سکھایا جاتا۔ خلفاء راشدین کی سنت سے بھی ثابت نہیں، کہ انہیں الہام کے ذریعہ شریعت کا علم سکھایا گیا ہو۔

حکومت کرنے کے واسطے محض نیک ہونا کافی نہیں بلکہ عالم دین ہونا بھی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت صرف انہی افراد کو عطا ہوئی جو قرآن وسنت کا علم باقیوں کی نسبت زیادہ رکھتے تھے۔اس وقت نیک افراد بہت تھے،مگر خلافت کے لئے صرف انہی کو نامزد کیا گیا جو نیک ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ چاروں ''اھل'' افراد میں سے تھے۔

انبیاء اور رسولوں کا معاملہ الگ ہے، کیونکہ انکا انتخاب براہ راست اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض انبیاء بالکل ان پڑھ بھی گزرے ہیں، جن میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ مگر چونکہ انکو حکومت کرنے کا اختیار اللہ نے براہ راست وحی والہام کے ذریعہ دیا، اسلئے اللہ نے خود ہی انہیں علم وعمل بھی عطا فرمایا، اور حکومت کرنے کے اہل بنایا۔ اور اس قابل بنایا کہ وہ پھر اللہ کے عطا کردہ علوم و معارف کے دلائل سے تمام انسانوں پر بھاری رہے۔ اور کوئی انکا مقابلہ علم ودلائل سے نہ کر پایا۔

مگر اب چونکہ دین اسلام ایک مکمل دین ہے اور قیامت تک کے لئے یہی دین ہے۔ اور قرآن کی شکل میں ہر انسان کے لئے ایک ضابطہ حیات موجود ہے، اسلئے اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اَن پڑھ رہونگا، اور انتظار کرونگا کہ خدا مجھے بھی الہام ووحی کے ذریعے خود علم وعرفان عطا فرمائے اور مجھے اہل بنائے۔ تو یہ بات غلط ہے، کیونکہ یہ بات غیر قرآنی وغیر اسلامی وغیر شرعی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن ہمارے پاس موجود ہے جو یہ حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے احکامات جو قرآن میں بیان ہوئے ان پر عمل کرو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔ جس کے لئے لازماً ضرورت پڑے گی قرآن سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی، جس کے لئے ضرورت پڑے گی، سنت رسول سے واقف ہونے اور اس پر عمل کرنے کی۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیے کہ اصل مسلمان درحقیقت وہی ہے جو دین اسلام کا علم حاصل کرتا ہو اور اس پر عمل کرتا ہو۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ ''مسلمانوں میں سب سے زیادہ اہل اور بہترین مسلمان وہ ہے جو دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ دین اسلام کا عالم ہو، اور باعمل ہو''۔ لہٰذا یہی وہ شخص ہے جو درحقیقت اسلامی نظام میں امارت وخلافت لئے اہل ہوتا ہے۔

خلیفہ کو بھی چونکہ براہ راست اللہ اپنے الہام کے ذریعہ خود منتخب نہیں فرماتا۔ بلکہ انتخابی خلافت کا تقرر مومنوں کے انتخاب پر منحصر ہے اسلئے خلیفہ کے انتخاب میں بھی یہی اصول اور معیار لاگو ہوتا ہے۔یعنی منصبِ خلافت کے لئے اُنہی مسلمانوں کا نام پیش ہونا چاہیے جو عام مسلمانوں کی نسبت بہترین علم وعمل والے ہوں۔قرآن کے اس اصول سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے، کہ

اول: امارت وخلافت کے انتخاب کے لئے صرف اُن مسلمانوں کا نام پیش ہونا لازمی ہے جو صحیح عالم دین اور نیک ہوں۔

﴿اسکا تعین انتخاب خلافت کمیٹی کی مجلس شوریٰ کے ذمہ ہے کہ جو لوگ عالم باعمل ہیں انکی فہرست تیار کی جائے۔کیونکہ خود اپنے آپ کو کسی عہدے کیلئے پیش کرنا اسلام میں برا سمجھا جاتا ہے﴾

دوئم: یہ کہ امارت وخلافت کے انتخاب کے موقع پر جو افراد انتخاب کرتے ہیں یا ووٹ دیتے ہیں وہ ان تمام افراد کے علم وعمل سے بخوبی واقف ہوں جو اہل کی فہرست میں شامل کیے گئے ہیں۔

دینی خلیفہ کی اطاعت کی حدود:

حضرت آدمؑ کی مثال سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بات سمجھائی کہ اللہ کا خلیفہ بھی شیطان کے بہکاوے میں آسکتا ہے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں بھی ذکر فرمایا؛

''اگر آپ لوگ مجھے رسولؐ کے معیار پر جانچیں گے اور مجھ سے وہ توقعات رکھیں گے جو حضورؐ سے آپ رکھتے تھے تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، کیونکہ وہ **شیطان سے محفوظ تھے** اور ان پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی۔اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کیجئے اور غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کر دیجئے''۔ (ابن ہشام)

لہٰذا خلیفہ کا مقام اور اسکے اختیارات رسولؐ کی نسبت کم درجہ کے ہیں۔خلیفہ میں یہ امکان موجود ہے کہ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ جائے۔سو چونکہ رسولؐ اور خلیفہ کے مقام و مرتبہ میں فرق ہے، اسلئے رسولؐ کے معیار کے مطابق خلیفہ سے توقع رکھنا غلط ہوگا۔یعنی جو اختیارات رسولؐ کے تھے وہی اختیارات خلیفہ کی نسبت تسلیم نہیں کیئے جاسکتے۔

رسولؐ اور خلیفہ کے اختیارات میں فرق:

❖ **دینی حکم کا تعین:** اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی زندگی کو اسوہ حسنہ ٹھہرایا۔آپؐ کی سنت کو دین قرار دیا۔یعنی جو قول و فعل رسولؐ سے سرزد ہوا وہ اُمت کے لئے دین ہے۔

جبکہ خلیفہ خود قرآن اور سنت رسولؐ کے مطابق حکومت چلانے کا پابند ہوتا ہے۔نئی چیزوں کو اصول بنا کر دین کا نام نہیں دے سکتا۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا؛

''میری اطاعت کرو، جب تک میں اللہ اور رسولؐ کا مطیع رہوں۔اور اگر میں اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔کیونکہ میں پیروی کرنے والا ہوں، نئی راہ نکالنے والا نہیں''۔

(ابن ہشام)

❖ **دینی امور میں اجتہادی غلطی:** اسی طرح رسولؐ سے جب لوگ دینی سوالات پوچھتے تھے تو آپؐ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ علم پا کر جوابات مرحمت فرماتے تھے۔لہٰذا دینی امور میں تو رسولؐ اجتہادی غلطی سے پاک تھے۔البتہ دنیاوی امور میں رسولؐ نے فرمایا کہ ''دنیا کے معاملات میں تم بہتر جانتے ہو۔'' (صحیح مسلم کتاب الفضائل۔باب وجوب امتثال ما قبل شرعاً) گویا دنیاوی وانتظامی معاملات میں رسولؐ سے اجتہادی غلطی کا صدور ممکن تھا۔ایسا ہی نمازوں کی رکعت بھول جانا وغیرہ روزمرہ کی بھول چوک جو ہر انسان کی بشریت سے جڑی ہوتی ہیں ان میں انبیاء بھی شریک ہیں لیکن انبیاء کرام دین کی حقیقت بیان کرنے میں غلطی نہیں کھاتے بلکہ وہی کچھ بتاتے ہیں جو اللہ نے نازل کیا ہوتا ہے۔جبکہ اسلامی خلیفہ کو دینی معاملات میں وحی نازل نہیں ہوتی۔جیسا کہ رسول کریمؐ کے خلفائے راشدین کی تاریخ سے ثابت ہے کہ کسی خلیفہ کو باوجود تلخ اور اختلافی حالات کے الہام یا وحی نازل نہیں ہوئی۔اسلئے خلیفہ کی

نسبت دینی امور میں اجتہادی غلطی کا امکان تسلیم کیا جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکرصدیقؓ نے فرمایا کہ ''اگر میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کردو''۔اگر غلطی کی صورت میں خلیفہ کوالہام ہونا ہوتا،تو حضرت ابوبکرصدیقؓ یہ فرماتے کہ ''اگر میں غلطی کروں تو مجھے آسمان سے وحی نازل ہوجائے گی اور یوں میری اصلاح ہوجائے گی۔''لیکن حضرت ابوبکرصدیقؓ مسلمانوں کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ غلطی دیکھ کر توجہ دلائیں۔غلطی سے مراد دینی امور میں اجتہادی غلطی ہے۔اوراجتہادی غلطی اپنی ذات میں کفر بھی ہوسکتی ہے۔گوکہ حضرت ابوبکرصدیقؓ کی نسبت کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ دانستہ طور پر کفر کا ارتکاب کرسکتے تھے کیونکہ وہ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔اورانکا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا۔لیکن غیردانستہ طور پر خلیفہ سے دینی غلطی ہوسکتی ہے۔اورحضرت ابوبکرصدیقؓ کا مطلب بھی یہی تھا۔کیونکہ کوئی اسلامی خلیفہ جان بوجھ کر دینی غلطی کا ارتکاب نہیں کرتا۔لیکن اگر غیردانستہ طور سے خلیفہ دینی امور میں غلطی کربیٹھے تو اس پر وحی نازل نہیں ہوتی بلکہ مسلمانوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ خلیفہ صاحب کو توجہ دلائیں،اورخلیفہ کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کی جستجو کریں۔حضرت ابوبکرصدیقؓ کا یہ قول مستقبل کے خلفاء کے لئے معیار مقرر کرتا ہے کہ اگر کبھی کوئی اسلامی خلیفہ ایسی بات کا حکم دے جو اپنے ساتھ قرآن وسنت کی کوئی دلیل نہ رکھتا ہوتو اسکی نہ صرف اطاعت فرض نہیں بلکہ اس صورت میں خلیفہ کو سیدھا کرنے کی ضرورت ہوگی۔یعنی رسولؐ کے معاملہ میں تو یہ معیار ہے کہ جو کچھ رسولؐ نے فرمادیا وہی ہمارے لئے دین ہے۔ لیکن خلیفہ کے معاملہ میں یہ معیار نہیں۔بلکہ یہ دیکھنا اورسمجھنا لازمی ہے کہ خلیفہ کا ہر حکم،ہر فیصلہ،ہر تحریک اپنے ساتھ قرآن وسنت کی دلیل رکھتا ہے یا نہیں۔یہی وجہ ہے کہ لشکر اسامہؓ کے معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں کو''حکم رسول'' کی دلیل دی کہ لشکر روانہ کرنے کا حکم رسول کا تھا اسلئے وہ لشکر اسامہ کے معاملہ میں نہ کسی سے اجازت طلب کرنے کے مجاز تھے اورنہ کسی سے مشورہ کرنے کے۔کیونکہ قرآن فرماتا ہے کہ جب اللہ اوررسول کسی معاملہ میں حکم صادر کردیں تو مومنوں کو اپنی مرضی (یعنی مشاورت وغیرہ) کرنے کا اختیار باقی نہیں بچتا۔ **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا** (الاحزاب:۳۷) پس اسی طرح لازمی ہے کہ اسلامی خلیفہ کا ہر حکم،قول،فعل،تحریک،وغیرہ اپنے ساتھ قرآن وسنت کی دلیل رکھتا ہو۔

پھر حضرت طلحہؓ اورزبیرؓ کا حضرت علیؓ سے قاتلین عثمان کے معاملہ میں اختلاف کرنا بھی ظاہر کرتا ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک اپنے خلیفہ سے تنازع ہوسکتا تھا جبکہ اس قسم کا تنازع رسول سے نہیں ہوسکتا

تھا بلکہ رسول کا ہر فیصلہ اٹل اور صحیح تصور ہوتا ہے۔ رسول کی کسی بات پر تنقید کرنے والا منافق قرار پاتا ہے۔

❖ **مشاورت:** دنیاوی اور انتظامی معاملات میں رسول کریمؐ اپنے صحابہ کرام سے مشورے طلب فرماتے تھے۔ جبکہ دینی معاملات میں مشورے نہیں لیتے تھے کیونکہ دین اور شریعت کے تمام امور حکم الٰہی سے طے پاتے تھے۔ دنیاوی اور انتظامی معاملات میں رسول کریمؐ اگر چاہتے تو صحابہ کرام کے مشوروں کو شرف قبولیت فرماتے، اور اگر چاہتے تو رد فرما دیتے۔ اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (ال عمران:۱۶۰) اس آیت کی رو سے رسول کریمؐ کے پاس یہ اختیار تھا کہ وہ صحابہ کرام کے مشوروں کو رد فرما سکتے تھے۔

لیکن خلیفہ، نبی کریمؐ کی طرح معصوم نہیں ہوتا۔ علم و عمل میں ہوسکتا ہے کہ وہ سب سے ممتاز ہو، امارت و خلافت کے لئے اہل ہوسکتا ہے، اور خود کو احق بھی سمجھ سکتا ہے، لیکن جس طرح مجرد یہ فضیلت اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کی رائے کو نظر انداز کر کے خلافت کا منصب سنبھالنے کی کوشش کرے، اسی طرح مسلمانوں کے مشورے سے خلافت کے منصب پر فائز ہو جانا بھی اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ اب وہ ہر خطا سے محفوظ ہے اور اسے یہ حق حاصل ہوگیا ہے کہ وہ اپنی تنہا رائے کے مقابلہ میں اہل الرائے کے اجماع یا انکی اکثریت کی رائے کو رد کر دے۔ رسولؐ کو یہ حق حاصل تھا اور اسی وجہ سے حاصل تھا کہ آپؐ فی الواقع ایک معصوم ہستی تھے، لیکن تاریخ و سیرت کی کتابوں سے اس امر کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی کہ آپ نے کسی معاملے میں اپنی رائے کے مقابلہ میں مسلمانوں کے اہل الرائے کی اکثریت کو نظر انداز کر دیا ہو۔

پس آیت فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (ال عمران:۱۶۰) صرف محمد رسولؐ کے لئے ہی خاص ہے۔ خلیفہ یا امیر کی نسبت نہیں ہے۔ (کیونکہ قرآن کی کئی آیات ہیں جن کا اطلاق محض رسولؐ کی ذات تک محدود ہوتا ہے) اسلئے رسولؐ تو مجلس شوریٰ کی اکثریتی رائے کو رد کرنے کا اختیار رکھتے تھے مگر خلیفہ یا امیر یہ اختیار نہیں رکھتا۔ بلکہ خلیفہ یا امیر، امرھم شوریٰ بینھم (شوریٰ:۳۹) کے مطابق مجلس شوریٰ کی اکثریتی رائے کو ماننے کا پابند ہے۔ سوائے شریعت کی قطعیات (جیسا کہ زکواۃ اور حکم سولؐ وغیرہ) کے، باقی تمام مصلحتی اور اجتہاتی امور میں خلیفہ یا امیر، مجلس شوریٰ کی اکثریتی رائے ماننے کا پابند ہے۔ یعنی شریعت اسلامی کے قطعی احکامات کی تنفیذ میں خلیفہ کو مجلس شوریٰ سے مشورہ یا اجازت لینے کی

ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ اور رسولؐ کے حکم کو وہ بغیر کسی مشورہ و اجازت کے پورا کرتا ہے۔ مثلاً اگر لوگ نماز نہ پڑھیں تو خلیفہ یا امیر، مجلس شوریٰ سے مشورہ نہیں کریگا کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کی نصیحت کرے یا نہیں۔ بلکہ وہ اسے **حکم شرعی** جانتے ہوئے بغیر کسی مشورہ کے، شرعی احکام کی تنفیذ کرے گا۔ اس مثال کو یوں سمجھئے کہ اسلامی حکومت کے حدود میں کوئی جماعت اگر قتل و غارت شروع کر دے تو خلیفہ یا امیر کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اس جماعت کی سرکوبی کے لئے شوریٰ سے اجازت طلب کرے، بلکہ اسکا فرض یہ ہے کہ قرآن نے محاربین کے لئے جو قانون بتایا ہے اسکی تنفیذ کے لئے اپنے اختیارات بے دھڑک استعمال کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے لشکر اسامہ کی روانگی کے موقع پر شوریٰ سے اجازت طلب نہیں کی۔ کیونکہ لشکر اسامہ کی روانگی کا حکم، رسولؐ اپنی زندگی میں دے چکے تھے۔ اسی طرح زکواۃ کا مسئلہ بھی ایک قطعی شرعی مسئلہ ہے جس کی تنفیذ اور اجراء سے متعلق خلیفہ کو شوریٰ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ فرماتا ہے؛ **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا** (الاحزاب:۳۷) یعنی کسی مومن مرد (خلیفہ یا امیر) اور کسی مومن عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور اسکا رسولؐ کوئی حکم صادر کر دیں تو اپنے حکم کا انہیں اختیار باقی رہے۔

چونکہ مسلمانوں کے اجتماعی نظام کی اساس امرھم شوریٰ بینھم ہے۔ اس لئے انکے امراء و حکام کا انتخاب اور حکومت و خلافت کا انعقاد مشورے ہی سے ہوگا اور امارت و خلافت کا منصب سنبھال لینے کے بعد بھی وہ یہ اختیار نہیں رکھتے کہ اجتماعی معاملات میں مسلمانوں کے اجماع یا اکثریت کی رائے کو رد کر دیں۔ امرھم شوریٰ بینھم کا تقاضا ہے کہ خود خلیفہ کا انعقاد مشورے کے ذریعہ ہو۔ نظام مشورہ سے ہی وجود میں آئے۔ مشورہ دینے میں سب کے حقوق برابر ہوں۔ جو کچھ مشورے سے بنے، وہ مشورے سے توڑا بھی جا سکے۔ اجماع و اتفاق سے فیصلہ نہ ہو سکے تو فصل نزاعات کے لئے اکثریت کی رائے قبول کر لی جائے۔

❖ **تنازع و تنقید:** قرآن کریم میں رسول کریمؐ کی یہ شان بیان فرمائی ہے کہ کسی ایک آیت میں بھی رسولؐ سے دین کے معاملہ میں اختلاف یا تنازع کرنے کا حق نہیں دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک رسول کریمؐ کی نافرمانی کی کوئی صورت پیدا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن خلیفہ سے تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

يٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا

(النساء: آیت ۵۹)

ترجمہ؛ ''اللہ کی اطاعت کرو۔اور رسول کی اطاعت کرو۔اور اپنے میں سے صاحب امر کی۔پس اگر تم کسی معاملہ میں (صاحب امر) سے اختلاف کرو۔تو اس (اختلاف) کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔''

مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت میں اولی الامر سے تنازع کا امکان ظاہر کیا ہے اور اولی الامر میں خلیفہ شامل ہے۔خلیفہ سے تنازع ہو ہی نہیں سکتا اگر خلیفہ کا ہر حکم قرآن وسنت کے مطابق ہو۔کیونکہ رسول کریمؐ نے امام کی اطاعت کو ہر حالت میں کرنے کا حکم فرمایا ہے،خواہ امام کی بات پسند آئے یا ناپسند آئے،خوشی کی حالت ہو یا ناخوشی کی حالت۔امام کی اطاعت لازمی ہے۔اسلئے خلیفہ سے اختلاف یا تنازع اسلامی امور میں ہو ہی نہیں سکتا۔تنازع تو تبھی ہوسکتا جب آپ کو خلیفہ میں ایسی بات نظر آئے جو اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے خلاف ہو۔اسلامی امور میں امام کی نافرمانی کرنے کو رسولؐ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔لہٰذا اسلامی اور شرعی امور میں تو خلیفہ سے تنازع کا حق ہی کسی کو نہیں حاصل۔اب جبکہ اسلامی امور میں خلیفہ سے تنازع کا حق کسی کو نہیں حاصل تو سورہ النساء آیت ۵۹ میں لازماً جس تنازع کا بیان ہے اس سے مراد صرف کفر ومعصیت ہی ہوسکتی ہے۔کیونکہ کفر ومعصیت کے علاوہ باقی امور میں امام کی اطاعت ہر حال میں فرض قرار دی گئی ہے۔پس ثابت ہوا کہ خلیفہ میں کفر ومعصیت کا امکان موجود ہے۔چنانچہ ایسی صورت میں خلیفہ کی اطاعت فرض نہیں۔بلکہ قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡل سے مراد یہی ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق عمل کرو۔

اس کے جواب میں بعض لوگ (خصوصاً قادیانی احمدی حضرات) ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خلیفہ سے تنازع کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔اور کہتے ہیں کہ سورۃ النساء آیت ۵۹ میں جس تنازع کا ذکر ہوا ہے وہ تنازع صرف دنیاوی حکمرانوں کی نسبت ہے۔حدیث یہ ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا؛

''میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔اس صورت میں تم پر میری اور میرے خلفاء الراشدین والمھدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا لازمی ہے''۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)

گویا اس حدیث سے یہ استدلال پیش کیا جاتا ہے کہ جس طرح رسولؐ کی سنت امت کے لئے حجت ہے۔اسی طرح خلفاء کی سنت بھی امت کے لئے حجت ہے۔جس طرح رسول کی سنت ہمارے لئے میزان ہے۔اسی طرح خلفاء کی سنت بھی ہمارے لئے میزان ہے۔اور جس طرح رسولؐ سے تنازع واختلاف منع ہے۔اسی طرح خلفاء سے بھی تنازع واختلاف منع ہے۔اور چونکہ تنازع بغیر کفر ومعصیت کے ہو نہیں سکتا اسلئے ثابت ہوا کہ خلیفہ میں کفر ومعصیت کا امکان موجود نہیں۔

دراصل یہ دلیل پیش کر کے قادیانی احمدی حضرات اپنی نام نہاد خلافت کو یہ درجہ دیتے ہیں کہ انکے خلیفوں میں کفر ومعصیت کا امکان موجود نہیں ہے۔حالانکہ اس حدیث سے ایسا کچھ ثابت نہیں ہوتا۔اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء جو رُشد و ہدایت پر قائم ہونگے صرف انکی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا لازمی ہے۔کیونکہ امت مسلمہ کا ہر خلیفہ اس بات کا پابند ہے کہ وہ رسولؐ کی سنت اختیار کرے اور رسولؐ کے اسوہ حسنہ کے مطابق اپنی زندگی استوار کرے۔جب ایسا ہوگا تو گویا وہ خلیفہ رشد وہدایت پر تصور کیا جائے گا۔اور اسکی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا گویا رسولؐ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا متصور ہوگا۔کیونکہ خلیفہ کی ذاتی کوئی سنت نہیں ہوتی۔خلیفہ خود ساختہ رسوم وروایات اختیار کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔نئی نئی چیزیں دین میں داخل کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔بلکہ وہ صرف اور صرف قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔اور اسکی کوئی سنت ذاتی نہیں ہوتی۔بلکہ اسکی ہر سنت رسولؐ کی سنت کے مطابق ہوتی ہے۔تبھی اسے راشد کہا جاتا ہے۔حدیث میں خلفاء الراشدین المھدیین کے الفاظ آئے ہیں جو مضمون کو واضح کر دیتے ہیں،کہ ایسے خلفاء جو رشد وہدایت پر قائم ہوں۔اور رشد وہدایت پر وہی ہوتا ہے جو قرآن وسنت کے مطابق عمل کرتا ہے۔گویا مراد یہ ہے کہ اگر ایسے خلفاء ہوں جو رشد و ہدایت کے مصداق نہ ہوں یعنی وہ رشد وہدایت پر قائم نہ ہوں،قرآن و سنت کے مطابق اپنا ہر عمل نہ بناتے ہوں تو انکی نسبت رسولؐ کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔یہ حدیث صرف رشد و ہدایت پر قائم ہونے والے خلفاء کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔رشد وہدایت کے بغیر جو خلفاء ہوں انکی سنت کو پکڑنے کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔کیونکہ جیسا کہ سورہ النساء آیت ۵۹

نے اولی الامر (خلیفہ) سے تنازع کا حق دیا ہے۔تو تنازع رشد وہدایت والے خلیفہ کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ صرف اسی سے ہوسکتا ہے جو رشد وہدایت کے بغیر چلتا ہو۔تو حدیث میں رسولؐ کا اشارہ صرف ان خلفاء کی طرف ہے جو رشد وہدایت پر قائم ہیں۔پس یہ حدیث کسی صورت ثابت نہیں کرتی کہ خلیفہ میں کفر ومعصیت کا امکان موجود نہیں ہے۔

اس مضمون کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ رسول کریمؐ نے اپنے صحابہ کرام کی سنت کو بھی ہدایت کا موجب قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے میرے کسی صحابی کی پیروی کی وہ ہدایت یافتہ ہے۔ بلکہ یہانتک فرمایا؛

''میرے اصحاب کو برامت کہو۔اور نہ انکے کسی اقدام پر تنقید کرو''۔

(ابن ماجہ جلد ا، کتاب السنۃ۔ باب فضل اھل بدر یعنی اہل بدر کے فضائل) (ترمذی ابواب المناقب صفحہ ۵۹۹)

اور پھر اختلافات کے زمانہ میں جب امت مسلمہ کو تہتر فرقوں میں بٹ جانا تھا۔رسول کریمؐ نے صحابہ کرام کی سنت کو اسی طرح حق و صداقت کا معیار قرار دیا جس طرح خلفاء الراشدین المهديين کی سنت کو قرار دیا۔جیسا کہ فرمایا کہ ماانا علیه و اصحابی یعنی جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق عمل پر ہونگے وہ ناجی فرقہ میں شمار ہونگے۔

لیکن اس کے باوجود کیا یہ امر ثابت نہیں کہ ''قیامت کے دن بعض صحابہ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے۔جنہیں دیکھ کر رسول کریمؐ پکاریں گے کہ اصحابی اصحابی یعنی یہ تو میرے صحابہ ہیں۔تو تب اللہ فرمائے گا جب تو ان سے جدا ہوا تو یہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے تھے''۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء وکتاب التفسیر سورہ المائدہ) پس اسی طرح خلفاء کی نسبت الراشدین المهديين بول دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خلفاء، کفر ومعصیت کے ارتکاب سے محفوظ ہوگئے ہیں۔گو مسلمانوں کے نزدیک خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے اسلئے ان میں کفر و معصیت کا امکان موجود ہونے کے باوجود وہ محفوظ تھے۔کیونکہ اللہ نے اپنے پیارے نبیؐ کے ذریعہ انکے جنتی ہونے کی خوشخبری سنادی تھی۔تو جس کے جنتی ہونے کی خبر خود اللہ دے وہ کیسے کفر ومعصیت میں ملوث ہوسکتا ہے؟ لیکن جس کی نسبت اللہ نے ایسی کوئی خبر نہیں دی تو اس کے قول وفعل پر بحر حال شک کی گنجائش موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ خلفاء راشدین نے ایسا طرز عمل اختیار کیا کہ ہر ایک کو تنقید کرنے کا حق دیا۔جو مستقبل کے خلفاء کے لئے مشعل راہ اور سبق ہے کہ جب عشرہ مبشرہ کے خلفاء اپنے اوپر تنقید کرنے

کا حق دے سکتے ہیں تو دوسرے خلفاء جو عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں وہ کیونکر خود کو صرف خدا کے سامنے جواب دہ سمجھیں اور مسلمانوں کے سامنے جواب دہ نہ سمجھیں؟ خلفاء راشدین نے اپنے مقام ومنصب کو سمجھتے ہوئے، مسلمانوں کو کبھی تنقید کرنے سے روکا بھی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو تنقید کا بھرپور حق دیا اور معقول جواب دیکر انہیں مطمئن کیا۔ جبکہ انبیاء کرام پر تنقید کا حق کسی کو نہیں دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد رسول کریمؐ پر انکے کسی فعل یا قول پر تنقید کی وہ ''منافق'' قرار پائے۔ جبکہ خلفاء راشدین پر جن مسلمانوں نے تنقید کی وہ منافق قرار نہیں پائے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس فعل پر تنقید کی گئی کہ لشکر اسامہ کو روانہ کرنا درست نہیں، جس کا حضرت ابوبکرؓ نے معقول و مدلل جواب دیکر مطمئن کیا۔ اور کسی کو منافق یا فاسق قرار نہیں دیا۔ ایسا ہی حضرت عمرؓ کے کُرتے پر اعتراض کیا گیا تو اسکا بھی حضرت عمرؓ نے معقول و مدلل جواب دیکر اعتراض کرنے والے مسلمان کو مطمئن کیا، اور اعتراض کرنے والے کو منافق یا فاسق قرار نہیں دیا۔ ایسا ہی حضرت علیؓ کے دور خلافت میں ان پر تنقید کی گئی ہے کہ وہ قاتلین عثمانؓ سے بدلہ نہیں لے رہے، تو ان کو بھی حضرت علیؓ نے معقول جواب دیکر مطمئن کیا۔ تنقید کرنے والوں میں حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عائشہؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے۔ اب ظاہر ہے کہ ان صحابہ کرام کی نسبت کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ انکو اسلام کی تعلیمات کی صحیح سمجھ نہ تھی، یا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے تھے اس واسطے انہوں نے خلفاء کے افعال پر تنقید کی (نعوذ باللہ) بلکہ یہ وہ صحابہ کرام تھے جنہوں نے حضرت رسول کریمؐ کی زندگی میں انکے قریب رہ کر انکی صحبت سے مستفید ہو کر اسلام کی اصل تعلیمات کو جذب کیا۔ رسول کریمؐ کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ تھا جو خلفاء راشدین، اپنے اوپر تنقید کا حق سب کو دیتے ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ تنقید کرتے تھے۔ لیکن خلفاء راشدین بوجہ علم و رتبہ میں دیگر صحابہ کرام سے افضل ہونے کے انہیں دلائل سے مطمئن کر دیا کرتے تھے۔ مثلاً لشکر اسامہ کے معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جواب یہ تھا کہ اس لشکر کو روانہ کرنے کا حکم رسول نے اپنی زندگی میں دیا ہے، اسلئے وہ اس لشکر کو ہر حال میں روانہ کریں گے۔ اب ظاہر بات ہے کہ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنا کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور جس معاملہ میں رسول کا حکم موجود ہوتا ہے اس معاملہ میں کسی اور رائے کی نہ ضرورت باقی بچتی ہے اور نہ اس معاملہ میں کسی سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے۔ بلکہ رسول کے حکم کو بلا توقف اور بلا جھجک عمل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انکے اس موقف میں ''حکم رسول'' کی دلیل کے باعث صحابہ کرام مطمئن ہوئے۔ ایسا ہی حضرت عمرؓ کے کُرتے سے متعلق حضرت عمرؓ کا جواب کہ یہ کُرتا انہیں انکے بیٹے نے دیا ہے، تنقید کرنے والے کے لئے تسلی کا باعث بنا۔ پھر بعد میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے

دور خلافت میں جولڑائی جھگڑے پیدا ہوئے ، اُن کے پیچھے کسی صحابی کا ہاتھ نہیں تھا، بلکہ وہ منافقین کی ریشہ دوانیوں کے باعث ہوئے۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ صحابہ کرام کا خلفاء پرتنقید کے نتیجہ میں فتنے پیدا ہوئے۔ کیونکہ ان تنقیدوں کے مدلل جوابات سن کرصحابہ کرام مطمئن ہو جایا کرتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر خلفاء پرتنقید کرنا کسی فتنہ وفساد کا باعث ہوتا تو سب سے پہلے خلفاء راشدین جوعلم وتقویٰ میں اپنے زمانہ کے صحابہ سے بڑھے ہوئے تھے،تنقید کرنے والوں کوتنقید کا حق نہ دیتے ، بلکہ ان پر فتویٰ لگا کرانہیں سزا وغیرہ دیتے یا مومنوں کی جماعت سے نکال دیتے۔ مثلاً جس شخص نے حضرت عمرؓ پر شک کیا کہ ہمارے پاس ایک ایک کُرتا ہے آپ کے پاس دو کُرتے کہاں سے آئے؟ تو حضرت عمرؓ نے یہ جواب نہیں دیا کہ مجھے اللہ نے خلیفہ بنایا ہے،تم ہوتے کون ہو مجھ پر شک کرنے والے۔ بلکہ اس شک و شبہ کا جواب پیش کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شک وشبہ صرف اللہ اور رسولؐ کی نسبت منع ہے کیونکہ اللہ، رسولؐ پر شک کرنے والا ’’منافق‘‘ قرار پاتا ہے۔ لیکن خلفاء پر شک وشبہ کا امکان موجود ہے اسلئے خلفاء مسلمانوں کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اور یہ اصول خلفاء راشدین کی سنت سے ثابت ہے۔ پس اگر کوئی خلفاء راشدین پر یہ الزام لگاتا ہے کہ ان کو اسلام کی تعلیمات کا صحیح پتہ نہیں تھا،جس کے باعث انہوں نے مسلمانوں کوتنقید کا حق دے رکھا تھا،تو وہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کی گستاخی کا مرتکب ہے۔ کسی غیرت منداور سچے مسلمان میں یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ ان صحابہ کرام اوران خلفاء کوغلط قرار دے،جنہوں نے نبیوں کے سردار حضرت خاتم النبیینؐ کی صحبت میں رہ کر اسلام سیکھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلیہِ وَسَلم اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّ کُمْ

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب۔ صفحہ ۲۰۱)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم ایسے لوگ دیکھو جو صحابہ کو برا کہتے ہوں۔ تو ان سے کہہ دو۔ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت۔‘‘

پس خلفاء راشدین والمهديين کی سنت کومضبوطی سے پکڑنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ

جو خلفاء رشد و ہدایت پر قائم ہونگے انکی سنت کو مضبوطی سے پکڑ نا ہے۔ اور جو رُشد و ہدایت پر قائم نہیں ہونگے انکی سنت کو پکڑ نا لازمی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب یزید خلیفہ بنا تو حضرت امام حسینؓ اور دیگر صحابہ کرام نے اسکا انکار کیا کیونکہ اسکا طریق اسلامی تعلیمات کے مخالف تھا۔ اور اسکا عمل رشد و ہدایت کے برخلاف تھا۔

اسی ضمن میں وہ لوگ جو خلیفہ کی ذات میں کفر و معصیت کا امکان تسلیم نہیں کرتے (خصوصاً قادیانی احمدی حضرات)، سورۃ النور آیت ۵۶ کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اس آیت میں خلیفہ کا انکار کرنے والے کو فاسق قرار دیا ہے جس سے انکے نزدیک ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ میں کفر و معصیت کا امکان موجود نہیں۔

جبکہ اس آیت میں بھی خلیفہ کے صرف اس پہلو کو بیان فرمایا ہے جو رشد و ہدایت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی دین و شریعت کا نفاذ۔ جب ایک خلیفہ صحیح معنوں میں رشد و ہدایت اور ''عمل صالح'' پر قائم ہوگا تو اسکے باعث دین کو تمکنت نصیب ہوگی، مومنوں کا خوف امن میں تبدیل ہوگا۔ خلیفہ توحید کے قیام کا باعث بنے گا۔ اور شرک ختم ہوگا۔ جب ایسا ہوگا تو اس صورت میں جب کوئی شخص، خلیفہ کو نہیں مانے گا، اسکی بات نہیں سنے گا، اسکی اطاعت نہیں کریگا۔ تو تب وہ فاسق قرار پائے گا۔ یہ وہی مضمون ہے جسے رسول کریمؐ نے ایک حدیث میں بیان فرمایا؛

''جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی''۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

اب اس حدیث سے اگر کوئی یہ استدلال پیش کرے کہ رسول کریمؐ کے امیر کی نافرمانی کسی صورت جائز ہی نہیں ہے۔ تو یہ استدلال غلط ہوگا۔ کیونکہ دوسری احادیث میں رسولؐ نے امیر کی اطاعت کفر و معصیت والے امور میں نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حدیث ہے؛

''حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو امیر مقرر کیا تا کہ لوگ اسکی بات سنیں اور اسکی اطاعت کریں۔ اس شخص نے ایک موقع پر راستہ میں آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ آگ میں کود جائیں۔ بعض نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیار

ہو گئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے
فرمایا؛اگر یہ لوگ آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ ہی آگ میں رہتے۔امیر کی
اطاعت معروف یعنی جانے پہچانے اچھے امور میں ہے۔کھلی معصیت والے
کاموں میں اطاعت واجب نہیں۔''

(ابوداؤد کتاب الجھاد۔باب فی الطاعۃ)

تو یہ امیر بھی رسول کریمؐ کا ہی قائم کردہ امیر تھا۔رسولؐ نے ہی اسے مقرر فرمایا تھا۔اوراسی کی نسبت بعد میں رسولؐ نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت کھلی معصیت والے کاموں میں فرض نہیں۔پس معلوم ہوا کہ امیر کی نافرمانی اس صورت میں رسول کی نافرمانی متصور ہوگی جب امیر،اسلامی اصولوں پر مبنی حکم دے رہا ہو۔اسی طرح سورہ النور آیت ۵۶ کے مطابق خلیفہ کا انکار بھی اس صورت میں فاسق بنائے گا جب خلیفہ، اسلامی اصولوں پر مبنی خلافت چلا رہا ہو۔اور عمل صالح پر قائم ہو۔لیکن اسکے باوجود وہ مسلمانوں کے سامنے جواب دہ ہے اور اس کا فرض ہے کہ سوال پوچھنے والوں یا تنقید کرنے والوں کو جواب دے۔یہ نہیں ہوسکتا کہ خلیفہ خود کو راشد خلیفہ سمجھے اور پھر اپنے مسلمانوں کے سامنے خود کو جواب دہ نہ سمجھے۔اور کہے کہ میں صرف خدا کے سامنے جواب دہ ہوں۔بلکہ اسکا فرض بنتا ہے کہ اگر وہ واقعتاً خلیفہ راشد ہے تو وہ اپنے مسلمانوں کے سامنے آئے اور ہر ایک کے سوالوں کے جوابات دے۔**وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَالِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** (النور: آیت ۵۶) میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اگر خلیفہ خود بھی ایمان اور اعمال صالحہ پر پوری طرح عمل نہ کرے،کفر ومعصیت کا مرتکب ہوتو وہ خلیفہ خود بھی فاسق بن جائے گا۔ یعنی اس آیت کی رو سے نہ صرف خلیفہ راشد کے صحیح حکموں کی نافرمانی کرنے والا فاسق ہے بلکہ خلیفہ خود بھی اگر رشد وہدایت کے پہلو کو چھوڑ دے اور جو شرط سورۃ النور آیت ۵۶ میں خلیفہ کی نسبت بیان فرمائی کہ اس میں ایمان اور عمل صالح کا ہونا شرط ہے تو اگر اس شرط میں کمی آجائے اور خلیفہ میں بے ایمانی یا بدعملی کا عنصر پیدا ہو جائے تو وہ خود بھی فاسق قرار پائے گا۔جیسے یزید بظاہر خود کو مسلمانوں کا خلیفہ کہتا تھا لیکن اس میں عمل صالح کا فقدان تھا اسلئے وہ فاسق کہلایا۔

❖ **اطاعت فی المعروف**: خلیفہ میں کفر ومعصیت کا امکان موجود نہیں ہے۔اس بات کو ثابت کرنے کے واسطے بعض لوگ (خصوصاً قادیانی احمدی حضرات) یہ دلیل دیتے ہیں کہ ''معروف میں اطاعت کرنے کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی آیا ہے **وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ**

(سورۃ الممتحنۃ: آیت۱۲) تو کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کفر ومعصیت کا امکان موجود تھا؟ پس جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت [معروف] کا لفظ استعمال ہونے سے رسولؐ میں کفر ومعصیت کا امکان موجود نہیں تھا اسی طرح خلیفہ کی اطاعت کے تعلق میں بھی ''معروف'' کا لفظ استعمال کرنے سے خلیفہ میں کفر ومعصیت کا امکان ثابت نہیں ہوتا۔''

یہ دلیل دراصل کم فہمی کے باعث پیدا ہوئی ہے، کیونکہ ایک لفظ جب رسول سے تعلق میں استعمال ہو، تو اسکا الگ مطلب ہے، اور وہی لفظ جب رسول کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی نسبت استعمال ہو تو اسکا الگ مطلب ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ''اطاعت'' کا لفظ جب رسول سے متعلق ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ رسول کی کامل اطاعت کرنی ہے اور نافرمانی کی گنجائش موجود نہیں۔ مگر یہی لفظ ''اطاعت'' جب رسول کے علاوہ کسی اور شخصیت کی نسبت استعمال ہو جیسے ''اولی الامر'' ہے تو یہ مراد نہیں کہ اسکی بھی کامل اطاعت کرنی ہے اور اس میں بھی نافرمانی کی گنجائش نہیں بلکہ ''اولی الامر'' سے تنازع کا حق تو قرآن نے دیا ہے اور اسکا جواز تبھی پیدا ہوگا جب اولی الامر غلط رستہ پر ہو جائے۔ اسی طرح ''معروف'' کا لفظ جب رسول سے تعلق میں استعمال ہو تو مراد یہ ہے کہ رسول کا ہر حکم ہی معروف ہوتا ہے، اور غیر معروف نام کی کوئی چیز رسول کے حکم میں موجود نہیں ہے۔ لیکن یہی لفظ ''معروف'' جب اولی الامر یا خلیفہ یا امیر کی نسبت استعمال ہو تو وہاں اسکا مطلب بدل جاتا ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اولی الامر یا خلیفہ یا امیر جب تک معروف حکم دیتا رہے تب تک اسکی کامل اطاعت کرو لیکن جب وہ غیر معروف حکم دینا شروع کر دے تو پھر تم پر اسکی کوئی اطاعت لازم نہیں۔ **فلا سمع و لا طاعة !**

خلاصہ کلام یہ کہ پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ سے تنازع و اختلاف کا حق کسی کو نہیں دیا۔ بلکہ رسول کے قول و فعل کو دین قرار دیا۔ لیکن اولی الامر سے تنازع (اختلاف و تنقید) کرنے کا حق دیا ہے۔ جس میں خلیفہ اور امیر شامل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ خلیفہ اور امیر جب تک رشد و ہدایت، اور عمل صالحہ پر قائم ہیں تب تک انکی اطاعت گویا رسول کی اطاعت ہے۔ اور انکی نافرمانی گویا رسول کی نافرمانی اور فسق میں شامل ہے۔ لیکن جب خلفاء یا امراء، رشد و ہدایت کو چھوڑ دیں، اور عمل صالح کی شرائط کو ترک کر دیں، اور قرآن و سنت سے ہٹ کر چلانے کی کوشش کریں تو اس میں **فلا سمع و لا طاعة** یعنی نہ انکی سنو اور نہ انکی اطاعت کرو۔ یعنی ایسی صورت میں خلیفہ یا امیر کی اطاعت نہ کرنا ہی دراصل، رسول کی اطاعت کرنا ہے۔

کیا دینی (انتخابی) خلیفہ معزول کیا جا سکتا ہے؟

اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتیں چھیننے کا حق سوائے اللہ کے دوسرا کوئی نہیں رکھتا۔ انسان کو جو بھی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں جیسا کہ زندگی کی نعمت، زمین پر پیدا ہونے والی کھانے پینے کی نعمت، زمین پر رہنے کی نعمت، آنکھوں کی نعمت، کانوں کی نعمت، ٹانگوں کی نعمت، جسمانی اعضاء کی نعمت، اور بحیثیت انسان، خلافت کے منصب پر فائز ہونے کی نعمت۔ کائنات کی کوئی چیز اور کوئی جاندار خلافت کے منصب پر فائز نہیں سوائے انسان کے۔ یہ منصب، اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، اس منصب کی ذمہ داریوں میں خدا کے احکامات پر چلنا شامل ہے۔ کسی کو حق نہیں کہ انسان کو اللہ کی عبادت سے روکے، کسی کو حق نہیں کہ انسان کو زمین پر الٰہی احکامات بجالانے سے روکے۔ یہی انسانی خلافت کا منصب ہے اور اس پر سے کوئی معزول نہیں کر سکتا، کوئی روک نہیں سکتا۔ سوائے اسکے کہ شرعی جواز پیدا ہو جائے۔ مثلاً زندگی اللہ کی نعمت ہے۔ کسی کو حق نہیں کہ دوسرے انسان کا قتل کرے۔ لیکن جو انسان قاتل ہو اسے موت کی سزا دلوانا اللہ کا حکم ہے۔ اسی طرح آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان کی نعمت چھیننا شامل ہے۔ ظالم انسان کو اسکے ظلم کی سزا دلوانا، اللہ کا ہمیشہ سے قانون رہا ہے۔ اسی طرح ہاتھ، اللہ کی نعمت ہے۔ لیکن چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا شرعی تقاضا ہے۔ پس جس طرح اللہ کا بنایا ہوا خلیفہ یعنی کہ انسان باوجود خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے گمراہ ہو سکتا ہے۔ اور الٰہی نعمتوں کی قدر نہ کرنے اور شرعی حدود سے تجاوز کرنے کے باعث قابل سزا ٹھہر سکتا ہے۔ اسی طرح جو خلیفہ، آیت استخلاف کے تحت مجلس شوریٰ کے ذریعہ منتخب ہوتا ہے، وہ بھی اگر شرعی حدود سے تجاوز کرے تو اسے بھی وہی لوگ معزول کر سکتے ہیں جنھوں نے مشاورت کے ذریعہ اسکا انتخاب کیا ہے۔ اللہ کے نبی یا رسول کو کوئی معزول نہیں کر سکتا سوائے اللہ کے۔ کیونکہ رسول یا نبی کے انتخاب میں انسانی دخل نہیں ہوتا۔ جبکہ رسول کے نائب (انتخابی خلیفہ) کے انتخاب میں انسانی دخل ایک شرعی تقاضا ہے۔ جس طرح مومنین مشاورت کے ذریعہ رسول کا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح وہ مشاورت ہی کے ذریعہ منتخب شدہ خلیفہ کو معزول کرنے کا حق اور اختیار بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں پر چھوڑا گیا ہے، اسی طرح خلیفہ کا عزل بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

بعض لوگ (خصوصاً قادیانی احمدی حضرات) حضرت عثمانؓ کے واقعہ کو پیش کرتے ہیں کہ جب

منافقین نے حضرت عثمانؓ سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے انہیں یہ جواب دیا ''جو قمیص مجھے اللہ نے پہنائی ہے، اسے میں نہیں اتار سکتا''۔ گویا اس واقعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ جبکہ یہ بات درست نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی نسبت رسول کریمؐ کی پیشگوئی تھی:

قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم يَا عُثْمَانُ اِنَّ وَلَّاكَ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ يَوْمًافَاَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِيْصَكَ الَّذِیْ قَمَّصَكَ اللّٰهُ فَلَا تَخْلَعْهُ (ابن ماجہ کتاب فی الایمان جلد۱ صفحہ ۱۷)

ترجمہ: ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اے عثمان خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا جسے منافقین اتارنے کی کوشش کریں گے لیکن تم اسے مت اتارنا''۔

یعنی حضرت عثمانؓ کا منافقین کو جواب دینا رسولؐ کی پیشگوئی کا نتیجہ تھا۔ یہ واقعہ لازماً وقوع پزیر ہونا الٰہی تقدیر تھی۔ یہ بات ایسی ہی ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ''خلافت (یعنی انتخابی خلافت۔ ناقل) تیس سال تک رہے گی۔'' مگر کیا اس سے اسلامی خلافت کا تیس سال تک رہنا کوئی اسلامی قانون قرار پاسکتا ہے؟ ظاہر ہے پیشگوئی کے نتیجہ میں کسی بات کا وقوع پزیر ہونا، کسی اسلامی قانون کو ثابت نہیں کرتا۔ خلافت کا تیس سال سے زیادہ قائم رہنا کوئی گناہ کی بات نہیں۔ مگر چونکہ رسولؐ کی پیشگوئی تھی اس لئے اس بات کو پورا ہونا تھا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کی نسبت رسول کریمؐ کی پیشگوئی تھی کہ منافقوں کے مطالبہ پر خلافت کی قمیص کو نہیں اتارنا۔ پس اس پیشگوئی کو بھی لازماً پورا ہونا تھا۔ لہٰذا یہ واقعہ اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ خلیفہ معزول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جیسا کہ خلیفہ کا انتخاب بہر حال کسی الہام یا وحی کے ذریعہ سے نہیں ہوتا بلکہ مجلس شوریٰ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اسلئے جس چیز کو مومنین کے ہاتھ میں رکھا ہے اور امرھم شوریٰ بینھم کے تابع رکھا ہے اس میں مومنین پورا پورا حق رکھتے ہیں کہ جسے وہ مشورہ سے منتخب کریں اسے مشورہ سے ہٹا بھی سکیں۔ جو قمیص اللہ تعالیٰ، مومنوں کے ذریعہ پہناتا ہے اسے مومنوں کے ذریعہ ہی اتارا جاسکتا ہے نہ کہ منافقوں کے ذریعہ۔

پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ انتخابی خلیفہ ایک دینی امام کا درجہ رکھتا ہے اور اسکے ساتھ اطاعت کا تعلق اخلاص پر مبنی ہوتا ہے اسلئے اسے معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ رسول کریمؐ کے قائم کردہ کسی بھی امیر کی اطاعت کا تعلق بھی اخلاص پر ہی ہوتا ہے۔ اور رسول کریمؐ کے امیر کی نافرمانی کرنا گویا رسولؐ کی نافرمانی کرنا تصور ہوتا ہے۔ لیکن کیا اسکے باوجود رسول کریمؐ کے امیر میں کفر و معصیت کا امکان ثابت نہیں ہوتا؟ اسی طرح خلیفہ میں بھی کفر و معصیت اور اہلیت کھو بیٹھنے کا امکان موجود ہے جس کے باعث اسے معزول کرنا ایک شرعی تقاضا بن جاتا ہے۔ اگر خلیفہ باوجود خلیفہ ہونے کے اہلیت کھو بیٹھے تو اس سے خلافت کا عہدہ اور منصب چھین کر کسی ایسے شخص کو دینا جو اسکا اہل ہو، سورہ النساء: آیت ۵۹ کے حکم میں شامل ہے۔ کیونکہ خلیفہ منتخب کرنے کے ذمہ دار مومنین ہیں۔ جبکہ انبیاء کا انتخاب کرنے کی ذمہ داری اللہ کی ہے۔ انبیاء کے معاملہ میں مومنوں کو ٹانگ اڑانے اور دخل اندازی کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ خواہ انبیاء کسی کی نظر میں اہل ہوں یا نہ ہوں۔ انکے معاملہ میں کسی کو خلاف بولنے کا حق نہیں۔ لیکن خلیفہ کے معاملہ میں جس طرح انتخاب مومن کرتے ہیں اسی طرح معزول کرنے کا حق بھی وہی رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے جس کا انتخاب مومنین کی مجلس شوریٰ کا محتاج ہو وہ کیونکر خلیفہ بننے سے معصوم یا محفوظ ہو سکتا ہے؟ اور اگر محض ''اللہ کا کسی کو خلیفہ بنانا'' اسے معصوم یا محفوظ بنا دیتا ہے تو انسان کو بھی اللہ نے خلیفہ بنایا، انسان کیوں معصوم یا محفوظ نہیں بن جاتا؟ کیوں انسان میں کفر و معصیت کا امکان موجود ہوتا ہے؟ کیا انسان کو اللہ نے خلیفہ نہیں بنایا؟

خلیفہ خدا بناتا ہے: (قرآن کا عام محاورہ ہے)

اسی طرح ان اماموں کو بھی اللہ نے امام بنایا جن کا کام دوسروں کو جہنم کی طرف بلانا ہوتا ہے۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ

(سورۃ القصص آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: ''اور ہم نے (یعنی اللہ نے) انہیں ایسے امام بنایا جو آگ کی طرف بلاتے تھے اور روز قیامت وہ مدد نہیں دیئے جائیں گے''۔

یعنی ایسے امام جولوگوں کوآگ کی طرف بلاتے تھے اُنہیں بھی **اللہ ہی نے امام بنایا**۔تو کیاان آئمہ کوبھی وہی مقام ومرتبہ ملنا چاہیے جو''اللہ کے بنانے'' سے ملتا ہے؟ پس اللہ کاکسی کوخلیفہ بنانا یا اللہ کا کسی کوامام بنانا یا اللہ کاکسی کو بادشاہ بنانا یہ قرآن کا عام محاورہ ہے۔سوائے نبیوں اور رسولوں کے کہ انکو خدابراہ راست اپنے الہام سے نبی یا رسول بنا تا ہے اور **اپنی مرضی سے چلاتا ہے** باقی ہر ایک کو بنانا الگ معنوں میں ہے۔جس طرح آگ کی طرف بلانے والے امام اپنی مرضی سے لوگوں کوآگ کی طرف بلاتے ہیں نہ خدا کی مرضی سے اسی طرح نیکی اور اسلام کی طرف بلانے والے خلفاء بھی اپنی مرضی سے لوگوں کواللہ کی طرف بلاتے ہیں باوجود اسکے کہ دونوں کواللہ نے خلیفہ اور امام بنایا ہوتا ہے۔خلافت بھی امت مسلمہ کے واسطےنعمت کے علاوہ ایک امتحان ہے کہ خلفاء صحیح طریقے سے کام کرتے ہیں یا ٹھوکر کھاتے ہیں۔ یہ انکی آزمائش ہے۔ایسا نہیں ہے کہ جسے اللہ بناتا ہے اسے اپنی مرضی سے چلاتا ہے۔نہیں نہیں!ورنہ آزمائش اور امتحان کہاں گیا؟ انسان تو امتحان اور آزمائش کی خاطر پیدا کیا گیا ہے اور خلافت بھی نعمت کے ساتھ ساتھ آزمائش کے طور پر ہے۔جیسے اولاد بھی نعمت کے ساتھ ساتھ والدین کے واسطے آزمائش ہے کہ وہ کہاں تک اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرتے ہیں یا خراب تربیت کرتے ہیں۔پس سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ میں اللہ نے خلیفہ بنا کر جو نتیجہ بتایا ہے کہ اسکے بعد انکا دین مضبوط ہو جائے گا، انکا خوف امن میں بدل جائے گا وغیرہ یہ نتائج تب نکلیں گے جب خلیفہ ایماندار اور اعمال صالحہ پر قائم ہوگا۔ اسی آیت میں ایمان اور عمل صالح کی شرط بیان فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک خلیفہ ایماندار اور اعمال صالحہ پر قائم ہوگا تو اسکے اچھے نتائج نکلتے رہیں گے۔لیکن جب خلیفہ بے ایمان ہو گیا یا بدعمل ہو گیا تو اسکی خلافت کی حیثیت ایسی ہی ہوگی جیسے یزیدی خلفاء کی تھی۔پس اللہ کا خلیفہ بنانے سے وہ خلیفہ محفوظ نہیں ہو جاتا۔جس طرح آگ کی طرف بلانے والے امام محفوظ نہیں ہو گئے بلکہ انہوں نے اپنی مرضی سے لوگوں کوآگ کی طرف بلایا جبکہ انہیں اللہ ہی نے امام بنایا تھا۔**وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً** !

اسی طرح نبیوں کے دشمنوں کوبھی اللہ ہی بناتا ہے جیسا کہ فرمایا؛

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ط
وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا (سورۃ الفرقان آیت ۳۱)

ترجمہ:''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنا دیے

تھے۔اور تمہارا رب ہدایت کرنے اور مدد فرمانے کے لئے کافی ہے۔''

یعنی نبیوں کے دشمنوں کو بنانے والا اللہ ہے۔لیکن وہ دشمن، نبیوں سے اپنی مرضی سے دشمنی کرتے ہیں نہ خدا کی مرضی سے۔اسی باعث وہ قابل مواخذہ بھی ٹھہریں گے۔ورنہ اگر وہ دشمنی بھی اللہ کی مرضی سے کرتے ہیں تو اس صورت میں وہ بے قصور ہیں۔کیونکہ جس گناہ کے کرنے میں انکی اپنی مرضی شامل نہیں وہ کیونکر پوچھے جاسکتے اور جہنم میں ڈالے جاسکتے ہیں؟ کیا اللہ بے انصاف ہے کہ کسی کو اپنی مرضی سے کسی کا دشمن بنائے اور پھر اسے جہنم میں ڈال دے؟ (نعوذ باللہ) پس یہاں بھی قرآنی محاورے کے مطابق اللہ فرماتا ہے کہ نبیوں کے دشمنوں کو بھی بنانے والا اللہ ہی ہے۔اسی طرح لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے والے خلفاء کو بھی اللہ ہی بناتا ہے لیکن خلفاء بھی اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں۔یعنی جس طرح نبیوں کے دشمنوں پر اللہ اپنی مرضی مسلط کر کے دشمنی نہیں کروا رہا ہوتا اسی طرح خلیفوں پر بھی اپنی مرضی مسلط کر کے اللہ کام نہیں کرواتا بلکہ ہر شخص آزاد ہوتا ہے اور ہر ایک کی آزمائش ہو رہی ہوتی ہے کہ وہ کس قدر نیک کام کرتا ہے اور کس قدر بدیوں میں ملوث ہوتا ہے۔اسی واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کہ خدا تمہیں میرے بعد خلیفہ بنائے گا تا کہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ **اِنّ اللّٰہَ مُستَخلِفکُم فِیھَا فَنَاظِرٌ کَیفَ تعمَلُونَ** (ابن ماجہ کتاب الفتن۔ترمذی ابواب الفتن) یہی وجہ ہے کہ سورۃ النور آیت ۵۶ کے آخر میں فرمایا؛ **وَمَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِکَ فَأُولٰئِکَ ھُمُ الفَاسِقُونَ** کہ خلیفہ بن جانے کے بعد جو خلیفہ کفر کا ارتکاب کریگا وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔پس خدا کے بنانے کے باوجود خلیفہ کفر و معصیت کے ارتکاب سے محفوظ نہیں ہو جاتا۔اسلئے اگر انتخابی خلیفہ کفر و معصیت کا ارتکاب کرے تو اسے معزول کرنا لازمی ہے۔

بات یہ ہے جس قسم کا انسان کا عمل ہوتا ہے اسی کے مناسب حال اللہ کی طرف سے اسے جزا ملتی ہے۔اگر انسان اللہ پر ایمان نہیں لائے گا تو اللہ اسے شیطان کا ساتھی بنا دیگا۔ **اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ لِلَّذِیْنَ لاَ یُؤْمِنُونَ** ترجمہ؛ ''بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔'' (الاعراف:۲۸) اگر انسان ایمان لائے گا اور ایمان کے مطابق عمل نیک بھی کریگا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ اسے خلیفہ (علماءِ ربانی) بنا دیگا۔کیونکہ ہر مسلمان انتخابی خلیفہ نہیں بن سکتا۔لیکن ہر مسلمان اللہ کا ولی ضرور بن سکتا ہے۔اپنے اردگرد کی برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ امر بالمعروف ونھی عن المنکر کرسکتا ہے۔اور یہی وہ چیز ہے جسے خلافت کہتے ہیں۔جس سے

ایک مسلمان کے دین کو تمکنت نصیب ہوتی ہے، وہ اپنے دین کو اپنے اوپر بھی مضبوطی سے قائم کرتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اسکی نیک صحبت سے مستفید ہو کر دین پر مضبوطی سے قائم ہوتے جاتے ہیں۔ انکا خوف امن میں بدل جاتا ہے اور وہ اللہ کی عبادت ذوق وشوق سے بجالاتے ہیں۔ لیکن جو کفر کرتا ہے اور اللہ کے احکامات سے انحراف کرتا ہے (اللہ پر ایمان نہیں لاتا، عمل صالح نہیں کرتا، صادقوں کی صحبت اختیار نہیں کرتا) وہ فاسق شمار ہوتا ہے پھر شیطان اسکے دوست بن جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اصولی بات ہے کہ جب انسان نیک لوگوں کی صحبت اختیار نہیں کرتا انہیں اپنا دوست نہیں بناتا تو ضرور شیطان اس سے رشتہ جوڑتا ہے۔

اسی طرح بادشاہت بھی اللہ کا انعام ہے اور بادشاہ کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ فرمایا؛

وَإِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيكُمْ اَنبِيَآءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكاً وَّآتٰـكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحداً مِّنَ الْعَالَمِينَ

(المائدہ: آیت ۲۱)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بادشاہ کو بھی اللہ بناتا ہے اور یہ بھی خلافت کی طرح نعمت ہی ہوتی ہے۔ ماضی میں مسلمان بادشاہوں نے بھی ''بادشاہ خدا بناتا ہے'' کا بہانہ بنا کر اپنی بادشاہت کو بھی غیر معمولی اونچا مقام دینے کی کوشش کی اور حدیث **اِنَّ السُّلْطٰنَ ظِلُّ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ** (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء) یعنی ''بادشاہ، زمین پر خدا کا ظل ہے'' کو اپنی بادشاہت کی تائید میں پیش کیا کہ وہ زمین پر خدا کے ظل ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی بادشاہت کو اسی طرح بہت بلند مقام دینے کی کوشش کی تھی جس طرح آج کے زمانہ میں قادیانی جماعت اپنی خلافت کو ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' اور ''خلیفہ نبی کا ظل ہوتا ہے'' کہہ کر اپنی خلافت کو بہت بلند و بالا مقام دینے کی کوشش کرتی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت جیسی انتخابی خلافت آئندہ بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ دور آخرین کی نسبت پیشگوئی بھی ہے لیکن وہ خلافت، خلافت راشدہ سے درجہ اور مقام میں کم ہوگی اسکی دو وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ خلفاء راشدین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت یافتہ تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا افضل ترین وجود آئندہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ دوسری وجہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی جنّتی ہونے کی خوشخبری سنادی تھی اور انہیں عشرہ مبشرہ میں شامل فرمادیا تھا۔ اور انکی فضیلت کا اعتراف خود فرمایا تھا۔پس آئندہ کوئی بھی انتخابی خلافت ہوئی خواہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بعد کی انتخابی خلافت ہی کیوں نہ ہووہ بحرحال خلفاء راشدین سے مقام ورتبے میں کم درجہ کی ہوگی۔نبیوں کے سردار سے تربیت پانے والے اور دین سیکھنے والے خلفاء قیامت تک آنے والے ہر قسم کے خلفاء پر بھاری ہیں۔کوئی خلیفہ نہ انکے مقام تک پہنچ سکتا ہے اور نہ انکی علمی فراست سے زیادہ ہوسکتا ہے۔اس بات سے قادیانی جماعت کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے کیونکہ وہ تو ہردم اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح سے وہ اپنے خلفاء کو خلافت راشدہ کے برابر بلکہ ان سے بڑھ کر ثابت کر پائیں،اسکے لئے انہوں نے اپنی خلافت کو بھی خلافت راشدہ کہنا شروع کر دیا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیانی خلفاء کا مقام و مرتبہ

اب تک مسلمانوں کی اکثریت یہ سمجھتی آئی ہے کہ قادیانی جماعت کا سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ مرزا صاحب کی نبوت ہے۔ جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ قادیانی جماعت کے نزدیک سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ ''قادیانی خلیفۂ وقت کی مکمل اطاعت'' ہے۔ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو نبی مان لے اور مرزا صاحب کے تمام دعوے سچے تسلیم کر لے تب بھی وہ قادیانی جماعت کی نظر میں احمدی نہیں بن جاتا جب تک کہ وہ ''قادیانی خلیفہ وقت'' کی بیعت اور اسکی مکمل اطاعت و وفاداری کا عہد نہیں باندھ لیتا اور اپنی جان اور مال کو قادیانی خلیفہ کے حکموں کے مطابق خرچ نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے قادیانی احمدی افراد جو کسی وجہ سے قادیانی خلیفہ کی بیعت واطاعت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں انہیں جماعت احمدیہ میں منافق، فاسق اور باغی قرار دیا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ تمام احمدی لوگ جنہوں نے قادیانی خلیفہ کی بیعت کی ہوتی ہے وہ اپنے خلیفہ کی محبت وعقیدت میں اس شخص سے ناطہ توڑ لیتے ہیں اور بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص اگر احمدیہ مسجد جاتا ہے تو کوئی اس سے سلام دعا نہیں کرتا، کوئی اسکی بات نہیں سنتا۔ اور سب لوگ اسے نفرت وحقارت سے دیکھتے ہیں۔ اسکے لئے اپنی مسجد جانا اور احمدیوں سے ملاقات کرنا ایک وبال جان بن جاتا ہے۔ اسکے لئے دو ہی صورتیں بچتی ہیں یا تو اسے مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ قادیانی خلیفہ کی بیعت میں شامل ہو جائے یا پھر جماعت سے الگ ہو جائے۔ درمیان کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ گویا قادیانی خلیفہ کی تلوار اس کے سر پر لٹک رہی ہوتی ہے کہ آؤ میرے غلام بن جاؤ یا پھر جاؤ کہیں دفعہ ہو جاؤ!

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا کافی نہیں جب تک قادیانی خلفاء کی اطاعت نہ کی جائے:

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا:

''بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔'' (الفضل ۵ستمبر ۱۹۳۷ء)

قادیانی خلیفہ کی اطاعت کے بغیر اطاعتِ رسول نہیں ہوسکتی:

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا؛

''اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریمؐ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔۔۔ کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب خلافت ہوگی، اطاعت رسول بھی ہوگی''۔

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ ۳۶۹)

یہ اچھی وحدت ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات کے سات سال بعد احمدیہ جماعت دو بڑے فرقوں میں تقسیم ہوگئی اور دونوں ایک دوسرے پر الزام قائم کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو کافر و منافق قرار دیتے ہیں۔ دونوں فرقوں کے ویب نام یہ ہیں۔

(قادیانی احمدی www.alislam.org) اور (لاہوری احمدی www.aaiil.org)

ایمان نام ہے قادیانی خلیفہ کی مکمل اطاعت کرنے کا:

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا؛

''یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ (یعنی قادیانی خلیفہ۔ ناقل) کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔۔۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ ناقل) پر

ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص (یعنی قادیانی خلیفہ۔ناقل) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اسکی (یعنی قادیانی خلیفہ کی۔ناقل) اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا''۔ (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

یہی وجہ ہے کہ قادیانی جماعت میں محض مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا کافی نہیں سمجھا جاتا جبتک کہ قادیانی خلیفہ کی بیعت اور اسکی مکمل اطاعت وفرمانبرداری اختیار نہ کی جائے۔

شروع شروع میں جب قادیانی خلیفہ دوم نے دیکھا کہ بعض احمدی افراد خود کو صرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ماننے تک ہی محدود رکھتے ہیں اور قادیانی خلیفۂ وقت کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تو قادیانی خلیفہ دوم نے **بیعت کے متبادل** ایک نیا سسٹم رائج کیا اور وہ سسٹم یہ تھا کہ احمدیوں کی عمروں کے حساب سے تنظیمی مجالس بنا ڈالیں اور ان تنظیمی مجالس میں شمولیت فرض قرار دیدی۔ تنظیمی مجالس میں شامل نہ ہونے والے احمدیوں کو مجرم اور قابل سزا ٹھہرایا۔ ان تنظیمی مجالس میں شامل کر کے احمدیوں سے زبانی عہد لیا جاتا ہے کہ وہ ''اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو ہر دم اپنے خلیفہ کے حکم کے مطابق قربان کرنے کیلئے تیار رہیں گے''۔ گویا یہ خلیفہ کی بیعت کے متبادل ایک جبری سسٹم تھا۔ قادیانی خلیفہ دوم نے یزید کی طرح بیعت نہ کرنے والوں کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں چھوڑا۔

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا؛

''میں جماعت کو آئندہ تین گروہوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ اول؛ اطفال الاحمدیہ 8 سے 15 سال تک۔ دوم؛ خدام الاحمدیہ 15 سے 40 سال تک۔ سوم؛ انصار اللہ 40 سے اوپر تک۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی عمر کے مطابق کسی نہ کسی مجلس کا ممبر بنے۔''

(مشعل راہ جلد ا۔ صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴۔ از مرزا بشیر الدین محمود احمد) (سبیل الرشاد۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۵)

''ہر وہ نوجوان جو خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے لیکن وہ اس میں شامل نہیں ہوا اس نے ایک قومی **جرم** کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جو چالیس سال سے اوپر کی عمر رکھتا ہے مگر وہ انصار اللہ کی مجلس میں شامل نہیں ہوا تو اس نے بھی ایک قومی **جرم** کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اگر کوئی بچہ اطفال الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے اور اسکے ماں باپ نے اسے اطفال الاحمدیہ میں شامل نہیں کیا تو اس کے ماں باپ نے بھی ایک قومی **جرم** کا ارتکاب کیا ہے۔''

(مشعل راہ جلد ا۔ صفحہ ۲۱۸۔ از مرزا بشیر الدین محمود احمد) (سبیل الرشاد جلد اول۔ صفحہ ۲۸)

''ہر وہ احمدی جس کی پندرہ سے چالیس سال تک عمر ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام لکھا دے۔ اگر پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کا کوئی احمدی پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام نہیں لکھائے گا تو پہلے اسے **سزا** دی جائے گی اور اگر اس سے بھی اسکی اصلاح نہ ہوئی تو اسے **جماعت سے خارج** کر دیا جائے گا۔''

(مشعل راہ جلد ا۔ صفحہ ۲۰۷۔ از مرزا بشیر الدین محمود احمد) (سبیل الرشاد۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۶)

''جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم سزا نہیں لیتے۔ ہم خدام الاحمدیہ کے ممبر نہیں رہنا چاہتے انکے متعلق خدام الاحمدیہ **فوراً** ایک کمیٹی بٹھا دیں جو تحقیق کرے کہ ان پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ پھر جن کا جرم ثابت ہو جائے انہیں تین تین دن کے **مقاطعہ کی سزا** دی جائے۔ ان تین دنوں میں **کسی کو اجازت نہیں ہوگی کہ ان سے بات چیت کرے۔ نہ باپ کو اجازت ہوگی، نہ ماں کو اجازت ہوگی، نہ بیوی کو اجازت ہوگی، نہ بیٹے کو اجازت ہوگی اور نہ کسی اور قریبی رشتہ دار اور دوست کو اجازت ہوگی۔** اسی طرح ان دنوں میں انہیں قادیان سے باہر جانے کی اجازت بھی

نہیں ہوگی۔ مبادا وہ خیال کرلیں کہ ان دنوں وہ قادیان سے باہر چلے جائیں گے اوراس طرح وہ اپنے جرم کو چھپالیں گے۔ بلکہ انہیں قادیان میں رہتے ہوئے یہ تین دن پورے کرنے پڑیں گے۔اورانکی کسی قریب ترین ہستی کو بھی ان سے بولنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ہاں انہیں صبح شام روٹی پہنچانا خدام الاحمدیہ کا کام ہوگا۔اسی طرح جن لوگوں نے وعدہ کرکے کام نہیں کیا سوائے دسویں جماعت کے طلباء کے (جن کو مقرر کرنے میں خود خدام الاحمدیہ کے افسروں کی غلطی ہے) انکے الزام کی بھی تحقیق کی جائے اور جب الزام ان پر ثابت ہوجائے تو انکو بھی ایک دن کے مقاطعہ کی سزادی جائے گی۔اس عرصہ میں **ماں اور باپ اور بیوی اور بچوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں کا فرض ہے کہ جس طرح ایک گندہ چیتھڑا اپنے گھر سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ، بچے کو نکال دے۔ بھائی دوست وغیرہ سب اس دن کے لئے اس سے قطع تعلق کرلیں**۔اور وہ گھر کو چھوڑ کر مسجد یا کسی اور مناسب مقام پر چلا جائے اور چوبیس گھنٹے تک لگا تار وہیں رہے۔ ہاں ان لوگوں کو بھی کھانا پہنچانا خدام الاحمدیہ کا کام ہوگا۔مگر میں سمجھتا ہوں کام کی ذمہ داری صرف پندرہ سے چالیس سال کی عمر والوں پر ہی نہیں بلکہ اس سے اوپر اور نیچے والوں پر بھی ہے۔"

(مشعل راہ جلد۱۔صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸۔ازمرزابشیرالدین محمود احمد)(سبیل الرشاد۔جلداول۔صفحہ ۱۷)

"اگر کوئی شخص ان مجالس میں سے کسی مجلس میں شامل نہیں ہوگا تو وہ ہرگز جماعت میں رہنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا۔"

(مشعل راہ جلد۱۔صفحہ ۲۱۵۔ازمرزابشیرالدین محمود احمد)(سبیل الرشاد۔جلداول۔صفحہ ۲۷)

تنظیمی مجالس میں جبراً شامل کرنے کے بعد احمدیوں سے یہ عہد لیا جاتا ہے؛

''اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله میں اقرار کرتا ہوں (یا کرتی ہوں) کہ دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہونگا۔ اسی طرح **خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار رہونگا۔ اور خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اسکی پابندی کرنی ضروری سمجھونگا۔''** (لائحہ عمل۔ نظارت اشاعت ربوہ)

اس عہد میں ''معروف فیصلہ'' سے مراد قادیانی جماعت کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ انکا خلیفہ کوئی غیر معروف حکم بھی دے سکتا ہے بلکہ قادیانی جماعت کے نزدیک انکے خلیفہ کا ہر حکم اور ہر فیصلہ معروف ہی ہوتا ہے۔ نیز ''دینی، قومی اور ملی مفاد'' سے مراد اول درجہ پر ''قادیانی جماعت کا مفاد'' ہے جس کا لیڈر انکا قادیانی خلیفہ ہوتا ہے۔ گویا مراد یہ ہے کہ ''دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر اپنے خلیفہ کے ہر حکم کو معروف سمجھ کر اسکی مکمل پابندی کرونگا۔'' یہ وہ عقیدہ ہے جو ہر احمدی رکھتا ہے۔

یہ تھی تنظیمی مجالس کے نام پر ایک سکیم جس کا سب سے بڑا مقصد احمدیوں کو قادیانی خلیفہ کے دائرہ اطاعت میں شامل کرنا تھا۔ اور یہ سکیم آج بھی جماعت احمدیہ میں رائج ہے۔ گویا بیعت جس کا مقصد کامل اطاعت ہوتا ہے اسکے متبادل یا قائم مقام یہ تنظیمی مجالس رکھی گئی ہیں جو احمدیوں کو انکے خلیفہ وقت کی مکمل اطاعت کے دائرے میں شامل کر دیتی ہیں۔

قادیانی خلیفہ دوم کی یہ سکیم کس قدر یزیدیت کی روح اپنے اندر رکھتی ہے اس کا احساس احمدیوں کو اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ پیدائشی طور سے اپنے والدین کے کہنے پر قادیانیت کے پورے سسٹم میں خود کو داخل سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک عیسائی کو اپنے مشرک ہونے کا احساس نہیں ہوتا اسی طرح احمدیوں کو بھی اپنے نظام کے یزیدی ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ اور چونکہ احمدیوں کی اکثریت شروع بچپن سے ہر بات مانتی آئی ہوتی ہے اپنی خوشی اور مرضی سے اپنی جماعت کی ہر تنظیم میں شامل ہوتی ہے اسلئے وہ اس بات کا ادراک نہیں کر سکتے کہ انکے انکار کرنے پر قادیانی نظام کیا کاروائی کر سکتا ہے۔ لیکن جونہی کوئی احمدی، تنظیمی مجلس میں شامل ہونے سے انکار کرتا ہے یا خلیفۂ وقت کی بیعت سے خود کو نکالتا ہے تب اسے سمجھ آجاتی ہے کہ وہ اب تک یزیدی نظام کی اطاعت کر رہا تھا۔ لیکن اسکے سمجھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اسے جماعت میں منافق، فاسق اور باغی وغیرہ قرار دیا جا چکا ہوتا ہے اس سے افراد جماعت کا

بائیکاٹ کروا دیا ہوتا ہے کوئی اسکی نہ بات سنتا ہے اور نہ اس پر اعتبار کرتا ہے۔ بلکہ اسے قادیانی نظام کے کارندوں کی جانب سے لعن طعن کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔

جو پالیسی قادیانی خلیفوں کے خلاف ہوگی اسے قادیانی جماعت ناکام بنانے کی خاطر پورا زور لگاتی ہے:

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا؛

''۔۔۔۔جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے۔اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی **اُسے ناکام بنائیں گے**۔پس اگر کوئی مبائع اور مومن کوئی اور طریق اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے ناکام کریں گے۔۔۔۔**صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے**''۔ (خطبہ مندرجہ الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

قادیانی خلیفوں سے اگر غلطی ہو جائے تو خدا انہیں مطلع کر دیتا ہے:

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا؛

''یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس **غلطی پر مطلع** کر دیتا ہے۔صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔گویا انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔بیشک بولنے

والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوگا''۔

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۷۶)

قادیانی خلیفہ کا یہ بیان صاف جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ اور صرف اپنی خلافت کو اونچا کرنے کی ناجائز کوشش ہے تاکہ اسے ماننے والے اپنے خلفاء پر مکمل اعتماد کریں اور شک نہ کریں۔ خلافت راشدہ کے زمانہ میں دشمن ظاہری اعتبار سے خلفاء پر غالب ہوا، انہیں قتل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اللہ نے کسی خلیفہ کو قبل از وقت مطلع نہیں کیا۔ اگر مطلع کیا ہوتا تو وہ منافقوں کی وار اور انکی چالوں سے بچ سکتے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کی خلافت کے بعد اصل خلافت ختم ہوگئی۔ اور مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی، مسلمانوں کی جماعت تباہ گئی۔ لیکن اسکے مقابل پر قادیانی خلافت کی شان اتنی بلند و بالا ہے کہ قادیانی خلفاء اگر غلطی کرتے ہیں تو خدا انہیں مطلع کر دیتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اصل میں تو قادیانی خلافت، عیسائی خلافت کی نقل اور اسی کے نقش قدم پر ہے۔ قادیانی جماعت کی وحدت عیسائیوں (Catholic) کی وحدت کے مشابہ ہے جو وہ دو ہزار سالوں سے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ورنہ سچے لوگ ظاہری اعتبار سے بھی تباہ ہو جایا کرتے ہیں جیسے کہ خلفاء راشدین اور حضرت امام حسینؓ اور انکے رفقاء کی چھوٹی سی جماعت کو یزیدی خلافت نے ظاہری اعتبار سے تباہ کیا تھا۔ پس قادیانی خلیفہ دوم کا یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو'' انتہائی جھوٹی بات ہے۔ اور محض اپنی قادیانی خلافت کو چمکانے اور اونچا کرنے کی ناجائز کوشش ہے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

جماعت احمدیہ کے افراد ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کہہ کر اپنی احمدیہ خلافت کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔اس سے انکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس طرح نبی کو خدا بناتا ہے اسی طرح انکے خلیفہ کو بھی خدا بناتا ہے۔ یہ عقیدہ انہوں نے سورہ النور آیت نمبر ۵۶ سے نکالا ہے جس میں فرمایا **لیستخلفنھم**۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا محاورہ ہے کہ وہ ہر نیک و بد کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ اسے اللہ نے بنایا ہے۔لیکن قادیانی لوگ اسے محاورہ نہیں سمجھتے بلکہ اسے الگ معنوں میں لینے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی خلافت کو قریب قریب نبی کے مقام پر لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔اگر کوئی شخص خواہ وہ مسلمانوں میں سے ہو یا قادیانی احمدیوں میں سے وہ اگر قادیانی خلیفہ پر انگلی بھی اٹھاتا ہے یا اسکے کسی فعل پر تنقید کرتا ہے تو وہ قادیانی جماعت کے نزدیک ابلیس اور شیطان تصور ہوتا ہے۔گویا خلافت راشدہ پر تو مسلمان لوگ اپنے خلفاء کے قول یا فعل پر تنقید بھی کرتے تھے لیکن انہیں ابلیس یا شیطان نہیں کہا جاتا تھا۔لیکن قادیانی خلافت اتنی بلند شان کی حامل ہے کہ جو اس پر تنقید کرے وہ ابلیس اور شیطان قرار پاتا ہے۔

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔میں اسے کہتا ہوں **اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہو گی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔''**

(مقام خلافت اور اسکی عظمت واہمیت۔شائع کردہ؛نظارت اشاعت ربوہ)

قادیانی خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) نے کہا:

''خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا۔مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ

کرنا پڑا۔پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔۔۔۔پھر میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے اسجدو الادم کی طرف لے آئے گی۔اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔۔۔۔پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر وعمر کو خلیفہ بنایا۔۔۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔''

(بدر۴ جولائی۱۹۱۲)

قادیانی خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کی وفات کے بعد دوسرے قادیانی خلیفہ (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے اسی عقیدہ کو مزید تقویت دی اور ایک تقریر کی جو کتابی شکل میں دستیاب ہے۔جس کا نام ہے''نظام آسمانی کی مخالفت اور اسکا پس منظر''۔اس کتاب میں مرزا بشیر الدین محمود نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قادیانی خلفاء بھی آدمؑ اور داؤدؑ کی طرح کے خلفاء ہیں جن کی مخالفت کرنے والا ابلیس قرار پاتا ہے۔

دراصل قادیانی خلفاء کی یہ کوشش ہے کہ وہ اپنی خلافت کو نبی کی طرح ایک بلند اور اونچا مقام دیں تاکہ جس طرح لوگ نبی کی اطاعت کرتے ہیں اور نبی کے معاملہ میں شک وشبہ حرام ہوتا ہے اسی طرح لوگ قادیانی خلیفوں کی بھی اطاعت کریں اور شک وشبہ نہ کریں۔

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے کہا؛

''بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔'' (الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

دراصل ایسا کہہ کر قادیانی جماعت، دنیا کو دھوکا دیتی ہے اور لوگوں پر یہ تاثر ڈالنا چاہتی ہے کہ لوگ انکے خلیفہ کو نبی جیسا سمجھیں۔جبکہ حقیقت میں نبی اور نبی کے خلیفہ میں بہت فرق ہے۔انکے اختیارات میں فرق ہے۔انکی بات کی حیثیت میں فرق ہے۔انکے حکموں میں فرق ہے۔نبی پر کوئی تنقید نہیں کرسکتا

جبکہ خلیفہ پر کر سکتا ہے۔ نبی کے قول وفعل پر کوئی شک نہیں کر سکتا جبکہ خلیفہ پر شک کیا جا سکتا ہے۔ نبی مسلمانوں کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتا جبکہ خلیفہ مسلمانوں کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ نبی سے علمی اختلاف نہیں ہو سکتا جبکہ خلیفہ سے ہو سکتا ہے۔ نبی کی ترقی صداقت کی دلیل ہوتی ہے جبکہ خلیفہ کی ترقی صداقت کی دلیل نہیں ہوتی بلکہ جھوٹے اور نا اھل خلفاء بھی دنیاوی ترقیات وفتوحات حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلئے جب احمدی لوگ کہتے ہیں کہ ''خلافت احمدیہ کی ترقی خدا کی فعلی شہادت کی علامت ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ خدا کی تائید ونصرت انکے ساتھ ہے''۔ تو ایسا کہہ کر یہ دنیا کو دھوکا دیتے ہیں اور بے وقوف بنانا چاہتے ہیں کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ کئی جھوٹے، نا اھل اور غلط خلیفے ظاہری اعتبار سے دنیا میں کامیاب رہے۔ خلافت راشدہ صرف تیس برس رہی جبکہ ملوکیت والی خلافتیں لمبا عرصہ چلیں۔

اب ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کی حقیقت کیا ہے؛

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَاباً مُّؤَجَّلاً ؕ

(ال عمران:۱۴۶)

ترجمہ: ''کسی جان کے لئے مرنا ممکن نہیں سوائے اسکے کہ اللہ کے اذن سے ہو یہ ایک طے شدہ نوشتہ ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے موت کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کہ کسی انسان کو موت نصیب نہیں ہو سکتی جبتک کہ اللہ چاہے۔ اللہ کا اذن ہوگا تو بندہ، موت کا مزا چکھے گا۔

لیکن اسکے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ انسانوں کے قاتلوں کو دنیا میں سزا دی جاتی ہے، انہیں پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے محض اسلئے کہ انہوں نے دوسری جانوں کا قتل کیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ تو اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ بھئی ان کو کیوں سزا دی جاتی ہے؟ اس میں انکا کیا قصور۔ موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور قرآن بھی فرماتا ہے کہ اللہ کے اذن سے ہی موت نصیب ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک انسان دوسرے شخص کو چپکے سے کھانے میں زہر دیکر ہلاک کردے اور جب اس زہر دینے والے شخص پر الزام قائم کیا جائے تو وہ آگے سے کہے کہ بھئی موت دینا تو اللہ کا کام ہے۔ انسان تو کسی کو موت دے ہی نہیں سکتا۔ تو ایسی باتوں کی نسبت ہر عقلمند مسلمان یہی کہے گا کہ بیشک موت اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن چونکہ انسان کو بھی

اللہ نے بدی اور گناہ کا اختیار دیا ہے اسلئے وہ ظلم بھی کرسکتا ہے۔اور ناحق قتل بھی کرسکتا ہے۔

گویا اس سے ہمارے سامنے یہ نقطہ آیا ہے کہ جب انسان کے پاس اختیار ہوتا ہے تو وہ اس اختیار کا غلط استعمال بھی کرسکتا ہے۔اور اپنے غلط فعل پر پردہ بھی ڈال سکتا ہے۔اور ایسا بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کسی انسان کو چپکے سے زہر دیکر ہلاک کردے اور کوئی اس کی نسبت سمجھ نہ پائے اور دنیا والے یہی سمجھیں کہ اسکی موت ایک طبعی موت ہے۔اور اللہ کے اذن سے ہوئی ہے۔اور یوں وہ زہر دینے والا شخص اپنے فعل پر پردہ ڈال کر بچ جائے۔اور اپنے فعل کو اللہ کی نسبت منسوب کرے کہ موت دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔تو ایسا ہونا بالکل ممکن ہے۔اور دنیا میں ایسا ہوتا بھی ہے۔**پس جہاں اللہ نے ایک کام کو اپنی طرف نسبت دی ہو اور اس کام میں انسان کا دخل بھی ممکن ہو تو معاملہ مشتبہ ہوسکتا ہے۔اور دنیا والوں کو دھوکا لگ سکتا ہے۔**

پس اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ النور آیت نمبر ۵۶ میں **لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم** فرما کر خلیفہ بنانے کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔تو سورہ النساء آیت نمبر ۵۸ **اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا** میں خلیفہ کے انتخاب میں مسلمانوں کے دخل کو بھی لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنے میں سے اہل شخص کو خلیفہ منتخب کریں۔اب یہ بات سب جانتے ہیں کہ جہاں اللہ کا حکم مسلمانوں کے لئے ہو وہاں اس حکم کی نافرمانی کرنے کا پورا پورا امکان بھی موجود ہوتا ہے۔جیسا کہ خود جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے؛

> ''اور یہ عادت اللہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو کوئی حکم دیتا ہے یا اُنکو کوئی دعا سکھلاتا ہے تو اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ بعض لوگ ان میں سے اس گناہ کے مرتکب ہونگے جس سے انکو منع کیا گیا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۴۔اور لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱۵)

> ''جب سے دنیا میں خدا کی کتابیں آئی ہیں خدا تعالیٰ کا ان میں یہی محاورہ ہے کہ جب کسی قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے کہ مثلاً تم زنا نہ کرو یا چوری نہ کرو یا یہودی نہ بنو تو اس منع کے اندر یہ پیشگوئی مخفی ہوتی ہے کہ بعض ان میں سے ارتکاب ان جرائم کا کریں گے۔۔۔۔غرض یہ قطعی اور یقینی اور مُسلّم سنت الٰہی ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کسی کتاب میں کسی قوم یا جماعت کو ایک برے کام

سے منع کرتا ہے یا نیک کام کیلئے حکم فرماتا ہے تو اُس کے علم قدیم میں یہ ہوتا ہے
کہ بعض لوگ اس کے حکم کی مخالفت بھی کرینگے۔''

(روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ۱۴تا۱۵تذکرۃ الشھادتین)

اب مثلاً اگر حکم ہو کہ نماز قائم کرو۔تو اس حکم کی نافرمانی یوں ہوگی کہ نماز قائم نہ کی جائے۔اسی طرح حکم ہو کہ زکواۃ ادا کرو۔تو اس کی نافرمانی یوں ہوگی کہ زکواۃ ادا نہ کی جائے۔پھر اس طرح جب حکم ہو کہ نشے کی حالت میں نماز مت پڑھو۔تو اس حکم کی نافرمانی یوں ہوگی کہ نشے کی حالت میں نماز پڑھی جائے۔ اور اسی طرح اگر حکم ہو کہ خلیفہ کا انتخاب کرو۔تو اسکی نافرمانی یوں ہوگی کہ خلیفہ کا انتخاب نہ کیا جائے۔لیکن قرآن میں یہ حکم نہیں ہے کہ خلیفہ منتخب کرو۔ بلکہ قرآن میں یوں حکم ہے کہ اھل شخص کو امانت حکومت سپرد کرو (یعنی اھل خلیفہ کا انتخاب کرو) تو اس حکم کی نافرمانی یوں ہوگی کہ نا اھل شخص کو امانت سپرد کی جائے، یعنی نا اھل شخص کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔پس چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں مسلمانوں کا دخل ہوتا ہے اسلئے عین ممکن ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے کسی نا اھل شخص کو خلیفہ منتخب کرلیں۔اور اسکی نسبت یہی شور مچائیں کہ خلیفہ خدا نے بنا دیا۔اور یوں دنیا والوں کی نظروں میں دھول جونکیں۔جس طرح ایک زہر دینے والا شخص اپنے فعل پر پردہ ڈال کر مرنے والے کی موت کو اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے کہ اسے تو اللہ نے موت دی ہے۔جبکہ اسکی موت ایک ''غیر اسلامی فعل'' کے سبب ہوئی ہوتی ہے۔اور اس میں انسانی دخل ہوتا ہے۔

سورہ النساء آیت نمبر ۵۸ کی تشریح میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے فرزند مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں؛

''قرآن شریف خاص خلافت وامارت کے سوال میں بھی قومی یا خاندانی حق کے خیال کو رد کرتا ہے۔چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے؛اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا (النساء:۵۸) **یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے** کہ حکومت کی باگ ڈور صرف اھل لوگوں کے سپرد کیا کرو خواہ وہ کوئی ہوں اور جو لوگ امیر منتخب ہوں انہیں چاہیے کہ اپنی حکومت کو عدل وانصاف کے ساتھ چلائیں۔اس آیت میں خلیفہ یا امیر کے لئے صرف یہ شرط

رکھی گئی ہے کہ وہ حکومت کا اھل ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور شرط نہیں لگائی گئی جو اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ **اسلام میں خلیفہ یا امیر کے لئے اہلیت کے سوا کوئی شرط نہیں ہے۔''**

(سیرت خاتم النبیین ۔ از مرزا بشیر احمد ایم اے، صفحہ ۶۴۵)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے لکھا ہے؛

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے **اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا** (النساء آیت نمبر ۵۹) یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن آیت میں ذکر چونکہ حکومت کا ہے اسلئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔ آگے طریق انتخاب کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اُسوقت سیاسی تھی مگر اسکے ساتھ مذہبی بھی۔ اسلئے دین کے قائم ہونے تک اُس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ خلیفہ کا انتخاب صحابہ کریں۔ **کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے۔''**

(ماھنامہ الفرقان ۔ پاکستان جولائی ۱۹۵۷)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک **اھل خلیفہ منتخب کرنا** اسلام کا اصول اور اللہ کا حکم ہے۔ صحابہ نے بھی اسی پر عمل کیا اور قیامت تک یہی اصول چلے گا۔

پس اگر ''خلیفۃ الرسول'' کے انتخاب کو اللہ نے کلیۃً اپنے ہاتھ میں رکھا ہوتا تو معاملہ کبھی مشتبہ نہ ہوتا۔ جیسا کہ نبوت کے معاملہ میں کلیۃً کام اللہ کا ہے کہ وہ نبی خود منتخب کرتا ہے اور نبی بنانے میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوتا۔ مگر خلیفۃ الرسول کے بنانے میں اللہ نے انسانی دخل کو لازمی کیا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۵۸ میں ''خلیفۃ الرسول'' کے انتخاب میں مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ اھل شخص کو منتخب کریں۔ یعنی جب اس حکم کی پابندی کر کے اھل شخص کو خلیفہ منتخب کیا جائے گا تو تب وہ انتخاب اللہ کی طرف منسوب ہوگا۔ لیکن اگر نا اھل شخص کو خلیفہ منتخب کیا جائے گا تو وہ انتخاب اللہ کی طرف منسوب نہیں ہوگا بوجہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے کے۔ جس طرح ایک زہر سے مرنے والے اور قتل ہونے والے کی موت، اللہ کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔ باوجود اسکے کہ موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح نا اھل خلیفہ کا انتخاب بھی اللہ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ گو کہ لوگ دھوکا دے سکتے ہیں اور انتخاب خلافت کمیٹی کسی نا اھل کو خلیفہ

منتخب کر کے اس کی نسبت ڈھنڈورا کرسکتی ہے کہ اسے اللہ نے خلیفہ بنایا۔اور یوں دوسرے لوگ بھی ان کی باتوں میں آ کر گمراہ ہوسکتے ہیں۔

پھر اگر نااھل خلیفہ بن بھی جائے تو بھی وہ دنیاوی ترقیات وفتوحات حاصل کرسکتا ہے۔جیسا کہ خلافت بنوامیہ اور بنوعباس کے خلفاء جو صحیح اسلامی خلفاء نہ تھے انہوں نے دنیاوی فتوحات حاصل کیں۔ اور اسلامی حکومت کا ظاہری انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔تو ایسی صورت میں اگر نااھل خلفاء اپنی دنیاوی ترقیات وفتوحات کو خدا کی تائید ونصرت کا نشان قرار دیں تو بھی وہ غلط ہونگے۔کیونکہ دنیاوی ترقیات و فتوحات صرف نبوت کی صداقت کا معیار ہیں۔**خلافت کی صداقت کا معیار نہیں ہیں**۔یہی وجہ ہے کہ خلافت بنوامیہ اور خلافت بنوعباس کے عہد کے خلفاء نے خود کو اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی منسوب کیا اور خود کو اسلامی خلیفہ ہی قرار دیا تھا۔اور بظاہر اسلام ہی کے نام پر اپنی حکومت چلاتے رہے تھے۔مسلم علماء کرام کو اپنے ماتحت کیا ہوا تھا۔پس نااھل خلفاء دنیاوی ترقیات وفتوحات حاصل کرسکتے ہیں۔اور یہ انکی صداقت کی نشانی ہرگز نہیں۔خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ یزید کے ہاتھ سے اسلام کو ترقی ہوئی۔

> ''یہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتھ سے بھی اسلامی ترقی ہوئی۔یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔وہ چاہے تو فاسق کے ہاتھ سے بھی ترقی ہوجاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ ۵۸۰۔ایڈیشن جدید)

اسی طرح جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ کا کہنا ہے کہ عیسائی خلافت پچھلے دو ہزار سالوں سے قائم ہے۔

> **''اُنیس سو سالوں سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آئی ہے۔**
> عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے بیشک انہیں وہ نور حاصل نہیں جو پہلے زمانوں میں حاصل ہوا کرتا تھا۔'' (تفسیر کبیر سورہ النور آیت ۵۶۔صفحہ ۳۹۰)

یعنی اشارہ عیسائیوں کی پاپائیت کی طرف ہے جو پچھلے دو ہزار سالوں سے قائم ہے۔اب دیکھو وہ بھی خود کو سچے نبی کی طرف منسوب کر کے دنیا میں ترقیات وفتوحات حاصل کیے ہوئے ہیں۔تو کیا عیسائیوں کی ترقی بھی خدا کی فعلی شہادت ہے؟ کیا عیسائیوں کی دنیاوی ترقی خدا کی تائید ونصرت کی نشانی ہے؟ تو جب عیسائی قوم سچے نبی کی طرف خود کو منسوب کر کے دجل وفریب سے کام لیکر دنیا میں ظاہری ترقیات و

فتوحات حاصل کرسکتی ہے اور اسکے باوجود ہم انہیں سچا نہیں کہہ سکتے تو وہی باتیں اگر جماعت احمدیہ کی خلافت میں پائی جائیں تو کیسے وہ انکی سچائی کی دلیل بن گئیں؟ بلکہ یہ کہنا تو خود اپنی ذات میں دجل و فریب ہے کہ جو چیز عیسائیوں میں ہے اسی چیز کو اپنی صداقت قرار دے دیا جائے۔یعنی اگر جماعت احمدیہ دو ہزار سالوں تک بھی اپنی خلافت کو قائم رکھ کر عیسائیوں کی طرح عبادت گھر تعمیر کرے، عیسائیوں کی طرح تبلیغی مواد شائع کرے، عیسائیوں کی طرح اپنی تعداد بڑھائے، عیسائیوں کی طرح دعوے کرے کہ انکا تعلق خدا سے جڑا ہوا ہے، عیسائیوں کی طرح خوابیں سنائے۔تب بھی جماعت احمدیہ سچی نہیں بن جاتی۔پس ''خدا کی فعلی شہادت'' اور ''خدا کی تائید و نصرت'' کا یہ ثبوت باطل ہے۔اور ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کہہ کر یہ صرف دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ دنیا والے انکی ترقیات و فتوحات کو خدا کی تائید و نصرت سمجھنے لگ جائیں۔قادیانی جماعت اپنے خلیفے کو جس شدّ و مد اور شدت اور بے انتہا جوش اور ولولے کیساتھ اونچا مقام دینے کی کوشش کرتی ہے کہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ لوگ اب یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ ''خلیفہ خدا ہے'' ! (نعوذ باللہ)

خلافت نعمت ہے جیسے رزق نعمت ہے

جس طرح رزق حاصل کرنے کی خاطر انسان کو خود محنت کرنی ہوتی ہے، منصوبہ بنانا ہوتا ہے کہ کونسی نوکری کرے یا کیا تجارت کرے اور محنت سے رزق کماتا ہے۔تب اسکی اپنی محنت سے اسے جو رزق ملتا ہے، وہ رزق اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔کیونکہ قرآن میں اللہ نے رزق کی عطا کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے کہ سب کو اللہ رزق عطا فرماتا ہے۔اور یہ خلافت کی طرح ''اللہ کی نعمت'' ہے۔جیسا کہ نیچے آیات سے ثابت ہے:

فَكُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّهُ حَلالاً طَيِّباً وَاشْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ اِن كُنتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (سورۃ النحل: آیت ۱۱۴)

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ فَاَنَّى تُؤْفَكُون (سورۃ فاطر: آیت ۳)

وَاللّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ اَنفُسِكُمْ اَزْوَاجاً وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ اَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّهِ هُمْ

یَکْفُرُونَ (سورۃ النحل: آیت ۷۲)

وَلاَ تَقْتُلُوا اَوْلاَدَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْأً کَبِیْراً (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۱)

وَلاَ تَقْتُلُوا اَوْلاَدَکُمْ مِّنْ اِمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ (سورۃ الانعام: ۱۵۱)

یہ نہیں کہ انسان کہے چونکہ رزق اللہ دیتا ہے اسلئے وہ کوئی نوکری نہیں کرے گا یا کوئی تجارت اور کوئی کاروبار نہیں کرے گا، کوئی محنت مزدوری نہیں کرے گا۔ اگر انسان ایسا سوچے تو وہ پاگل یا جاھل کہلائے گا۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیسا انعام ہے کہ محنت تو انسان کرے اور خدا اسے اپنی نعمت قرار دیکر اپنی طرف منسوب کرے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کی تمام قوتیں اور صلاحتیں اور اسباب سب اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں اسلئے اسی کے پیدا کردہ وسائل اور چیزوں اور اصولوں کو استعمال میں لا کر جو رزق کمایا جاتا ہے سب خدا کی نعمت اور خدا کی عطا شمار ہوتا ہے۔

پس اسی طرح خلافت کی نعمت ہے۔ اللہ حکم فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ''بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ک امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو اسکے اہل ہیں''۔ (النساء: ۵۸) یعنی خلیفہ اسے منتخب کرو جو اسکا اہل ہے۔ ایسا کرو گے تو تم میں خلیفہ بن جائے گا۔ اور اسکا انتخاب خدا کی طرف منسوب ہوگا۔ کیونکہ تم نے اللہ کی بات مانی اور اسکے پیش کردہ اصول (یعنی ایمان وعمل صالح کرکے اھل کو منتخب کرنا) پر عمل کیا لہٰذا تمہارا انتخاب، خدا کی طرف منسوب ہوگا۔ گویا محنت تم کرو گے، منصوبہ تم بناؤ گے کہ کون کون انتخاب خلافت کمیٹی کا ممبر ہوگا اور کون نہیں؟ کس جگہ پر خلیفہ کا انتخاب ہوگا؟ خلیفہ کا انتخاب عام لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے یا نہیں؟ کتنے افراد انتخاب خلافت کمیٹی کے ممبر بنیں، انکی تعداد معین ہو یا لامحدود، کمیٹی کے ممبران عام لوگ ہوں یا بڑے بڑے عہدوں پر فائز عہدہ دار لوگ، ان تمام باتوں کی منصوبہ بندی تم خود کرو گے۔ لیکن اصول اللہ کا چلے گا کہ انتخاب کرنے والے ایمان اور عمل صالح والے ہوں نیز جب وہ انتخاب کریں تو اھل شخص کو منتخب کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو انکا انتخاب اللہ کی طرف منسوب ہوگا۔ اور انکی خلافت صحیح اسلامی خلافت قرار پائے گی۔

لیکن اگر وہ ایسا نہیں کریں گے بلکہ کسی ''نا اھل'' (عملی یا علمی اعتبار سے کمزور) شخص کو منتخب کریں گے اس خیال سے کہ ہم نا اھل خلیفہ کو بطور کٹ پتلی کے استعمال کرسکیں گے۔ تو خلیفہ تو پھر بھی بن ہی جائے

گا۔مگر درحقیقت وہ فعل خدا کی نافرمانی میں تصور ہوگا۔یہ ایسا ہی ہے کہ رزق کی نعمت اللہ دیتا ہے۔اور اصول بھی بیان فرماتا ہے کہ زمین میں پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔یعنی محنت مزدوری کر کے حلال کمائی حاصل کرو۔اب اگر کوئی اس اصول پر عمل نہ کرے اور حرام طریق سے رزق کمائے ،تو رزق تو اسکو تب بھی مل ہی جائے گا اور اسکی نسبت وہ یہ کہہ بھی سکتا ہے کہ یہ رزق مجھے اللہ نے دیا ہے کیونکہ رزق سب کو اللہ ہی دیتا ہے۔لیکن درحقیقت وہ شخص اللہ کے اصول پر عمل نہ کرنے کے باعث گناہ گار رہے اور اسکا کمایا ہوا رزق اسکے لئے عذاب کا باعث بنے گا۔

پس خلافت اور رزق دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔مگر دونوں کے حصول کا طریق اللہ نے بیان فرما دیا ہے۔اگر اس طریق پر یہ دونوں نعمتیں حاصل نہ کی جائیں تو خلافت اور رزق پھر بھی مل سکتے ہیں مگر وہ حقیقت میں گمراہی اور گناہ کا باعث بنیں گے۔

دراصل جس طرح حرام کمائی کمانے والا دنیا کو دھوکا دے سکتا ہے اسی طرح غلط طریق پر منتخب شدہ خلیفہ بھی دنیا کے لئے دھوکے کا باعث ہوتا ہے۔خلیفہ کا نام استعمال کر کے غلط طریق پر منتخب شدہ خلیفہ، دنیا میں کامیاب ہوسکتا ہے۔جس طرح خلافت بنوامیہ،خلافت عباسیہ وغیرہ ہیں۔لہٰذا خلافت کے نام پر دھوکا دینا ممکن ہے۔یعنی غلط طریق پر منتخب شدہ خلیفہ،خود کو بیشک سچے نبی کی طرف منسوب کرے گا، سچے دین اسلام کی طرف منسوب کرے گا۔اور ممکن ہے دنیا کی ترقیات وفتوحات بھی حاصل کرے۔پس رزق اور خلافت کی نعمت جائز طور سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں اور ناجائز طور سے بھی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ

کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر میں بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیا۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۹)

✡✡✡

احمدیوں کے اس اعتراض کا جواب کہ مجدد دِین وعلماءِ رَبّانی، آیت استخلاف سورۃ النور ۵۶ کے مصداق نہیں ہیں

بعض قادیانی احمدیوں کے ساتھ گفتگو ہوئی جب اُن کے سامنے یہ بات بیان کی گئی کہ امت کے مجدد دِین بھی سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کے مصداق ہیں تو انہوں نے نکار کیا اور کہا کہ خلافت صرف تیس برس تک رہی اسکے بعد چودہ سو برسوں تک امت خلافت سے محروم رہی اور اب چودہ سو برسوں بعد خلافت صرف انکی جماعت کے پاس ہے باقی کسی کے پاس خلافت جیسی نعمت نہیں۔امت کے درمیان کا حصہ خلافت سے خالی رہا۔ نیز انکے نزدیک مجدد دِین، سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کے مصداق نہیں ہیں۔
چنانچہ اسکا جواب ہم یہاں دے رہے ہیں جس سے یہ بھی ثابت ہوجائے گا کہ قادیانی احمدی خود اپنے امام مہدی صاحب کی تعلیم سے کس قدر ناواقفیت رکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ انکے امام مہدی نے امت کے مجدد دِین اور اولیاء پر بھی سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کا اطلاق کیا ہے۔

ذیل میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوجاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نزدیک امت کے مجدد دِین جو عُلماءِ رَبّانی میں سے ہوتے ہیں سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کے کے مصداق ہیں۔

☆ ''ہم کب یہ کہتے ہیں کہ **مجدد** اور محدث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات کا ایک غبار پڑجاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے **مجدد** اور محدث اور **روحانی خلیفے** آتے ہیں۔۔۔۔ وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں۔۔۔۔ افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ **مجددوں** اور **روحانی خلیفوں** کی اس اُمت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۳۳۹ تا ۳۴۰: شہادۃ القرآن صفحہ ۴۴۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مذکور بالا اقتباس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجددیت کو روحانی خلافت قرار دیا۔

☆ ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم (ﷺ) کے **خلیفے** وقتاً فوقتاً بھیجتا رہونگا اور **خلیفہ** کے لفظ کو اس **اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہونگے** اور اسکی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ انکے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن ہوگا یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا پھر انکے آنے کے بعد جو ان سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ **اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔** سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں** اگر مخالفت پر ہی مریں۔''

(روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۳۳۹۔ شہادۃ القرآن صفحہ ۴۳۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

یہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے **اولیاء کو نبی کا جانشین اور خلیفہ قرار دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اولیاء پر ایمان لانا فرض ہے۔** اب اولیاء کون ہوتے ہیں؟ وہ لوگ جو ایمان لانے والے متقی ہوتے ہیں **وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ** (سورۃ الجاثیہ آیت ۱۹) **وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ** (آل عمران آیت ۶۸) **اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا** (البقرہ آیت ۲۵۷) **اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ○ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْن** (سورہ یونس آیت ۶۲ تا ۶۳)۔ ایمان اور تقویٰ کا تقاضا ہے کہ بندہ کامل طور پر اللہ کے احکامات کی پابندی کرنے والا اور کامل طور پر سنت رسولؐ کی پیروی کرنے والا ہو۔ ایمان و عمل میں ناقص شخص، اللہ کا ولی نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ چیز بغیر دینی علوم کے ممکن نہیں۔ اسلئے اللہ نے فرمایا: **اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا** (سورہ فاطر آیت ۲۸) یعنی اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں۔ جو ایمان اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں۔ گویا علماء ربانی ہی اولیاء ہیں جو اِس امت میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جن سے قادیانی جماعت کے لوگ نفرت کرتے ہیں اور ان کی تحقیر و تذلیل کرنے کی غرض سے انہیں معمولی مُلّا

کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

☆ ''یہ کہنا کہ **مجددوں** پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے ومن کفر بعد ذالك هم الفاسقون (سورۃ النور: آیت ۵۶) یعنی بعد اسکے جو **خلیفے** بھیجے جائیں پھر جو شخص انکا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴: شہادۃ القرآن صفحہ ۴۸۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

یہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجدد دِین کو سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کا مصداق قرار دیتے ہوئے خلیفہ قرار دیا ہے۔ اور مجدد جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا ہے امت کے ربانی علماء ہی ہوتے ہیں جن کے لئے مجدد کا دعویٰ کرنا لازمی نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی خدمات اسلام اور اصلاحی کاموں کے باعث مجدد ٹھہرتے ہیں۔

☆ ''ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے **رُوحانی معلم** بھیجے جاتے ہیں جو **وارث رُسل** ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس **مجدد** کی کاروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کاروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۸: شہادۃ القرآن صفحہ ۵۲۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مذکور بالا اقتباس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا حوالہ دیا کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِنَّ الْعُلَمَآءِ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ** (ترمذی ابواب العلم۔ ابن ماجہ کتاب السنۃ) یعنی میری امت کے علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہاں انہی عُلماءِ رَبّانی کی نسبت مجدد کا لفظ استعمال کیا۔

☆ ''حدیث میں آیا ہے کہ علماء امّتی کانبیآء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماءِ رَبّانی، بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس

حدیث میں بھی علماء ربّانی کو ایک طرف امّتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۳۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

☆ ’’خدا تعالیٰ نے **خلافت** کو تجویز کیا تا دنیا **کبھی اور کسی زمانہ میں** برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو **شخص خلافت کو صرف تیس برس مانتا** ہے وہ اپنی نادانی سے **خلافت** کی علت غائی **کو نظر انداز** کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اسکے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں ۔۔۔۔اور پھر یہ آیت **خلافت آئمہ** پر گواہ ناطق ہے **وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ** (الانبیاء آیت۱۰۶) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ **اسلامی خلافت دائمی ہے**۔۔۔۔موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا، کیا اس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اس نے خود **وکان فضل اللہ علیک عظیماً** اور ایسا ہی اس امت کی نسبت فرمایا **کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس** تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے؟۔۔۔۔سوا ے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا، سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہیگی اور غیر مذاہب والے تم سے روشنی حاصل کرینگے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے

لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جسکو دوسرے لفظوں میں **خلافت** کہتے ہیں۔ **پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر** پھر زاویہ **عدم میں مخفی ہوگئی؟**۔۔۔قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سے آیتیں ہیں کہ جو اس **اُمت میں خلافت دائمی** کی بشارت دیتی ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد۶ صفحہ۳۵۳ تا۳۵۵۔شہادۃ القرآن صفحہ۵۸تا۶۰۔ازمرزاغلام احمد صاحب قادیانی)

یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ بیان کیا کہ **حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے'' خلافت اسلامی'' دائمی طور پر چلتی آرہی ہے**۔اول پہلے چار خلفاء راشدین کی صورت میں اور دوم خلافت آئمہ اور مجددِین کی صورت میں۔یعنی ایک انتخابی خلافت کی صورت میں اور دوسری غیر انتخابی خلافت کی صورت میں۔

قادیانی جماعت کے خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد صاحب نے بیان کیا؛

☆ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ **ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا یہ قرآن کریم کی کس آیت کی تفسیر ہے** پھر ہمیں اس حدیث کے صحیح معنی معلوم ہونگے ورنہ ہم غلطی کھا جائیں گے۔حضرت مسیح موعود نے متعدد بار اور بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ **یہ حدیث قرآن کریم کی آیت استخلاف کی ایک تفسیر ہے**۔۔۔تو آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ناقل) نے اپنی ساری بحث میں وضاحتاً بھی اور اشارۃً بھی یہ بتایا ہے کہ **خلافت اور تجدید دین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں**۔اور یہ وعدہ جو دیا گیا ہے کہ **ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ آیت استخلاف کے وعدے کا ایک حصہ ہے**۔''

(سبیل الرشاد جلد۲۔صفحہ۹۵) نیز (روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء صفحہ۳ تا۱۲)

پھر بیان کرتے ہیں؛

☆ ''پس اس **سلسلہ خلافت** میں دو یا چار یا بارہ کا سوال نہیں

ہزاروں لاکھوں ہیں جو اُمت محمدیہ میں پیدا ہونگے اور اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے اور انکی مثال نجوم کی مثال ہے اور انکی تعداد کی کوئی حد بست نہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے پیدا ہوگئے اور کتنے پیدا ہونگے۔ جیسا کہ امت موسویہ میں ہزارہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہوئے۔ اسی طرح امت محمدیہ میں ہزارہا بلکہ لکھوکھا شاید کروڑہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہونگے کیونکہ امت محمدیہ اپنی وسعت مکانی اور اپنی وسعت زمانی میں امت موسویہ سے بہت بڑھ کر ہے۔''

(سبیل الرشاد جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۶) نیز (روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۳ تا ۱۲)

آگے بیان کرتے ہیں؛

☆ ''آیت استخلاف میں خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے جو پہلی دوشاخوں سے مختلف ہے۔ ہے تو یہ خلافت حقہ ہی لیکن ہم نے ایک اصطلاح بنائی تھی اس لئے اس کو ہم خلافت راشدہ نہیں کہتے گو رُشد سے وہ بھی بھری ہوئی ہے۔ ہم اسے خلافت آئمہ کہیں گے اور خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے جیسا کہ امت موسویہ میں سینکڑوں ہزاروں خلفاء پیدا ہوئے کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربانی علماء کے نام سے آئے۔''

(سبیل الرشاد جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۱) نیز (روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۳ تا ۱۲)

پھر لکھتے ہیں؛

☆ ''خلافت کے معنی جو حضرت مسیح موعود نے کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ {خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے

بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں} (ملفوظات جلد۲، جدید ایڈیشن صفحہ ٦٦٦) پس خلیفہ کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانشین کے ہیں جو ضرورت کے وقت تجدید دین کی خاطر آئے اور ان میں صحیح روح اسلام پیدا کرے اور بدعات کو اسلام سے باہر پھینک دے۔''

(سبیل الرشاد جلد۲۔صفحہ ۹۵ تا ۹٦) نیز (روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر ۱۹٦۸ء صفحہ ۳ تا ۱۲)

اوپر کی تحریر میں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حوالہ درج کیا ہے کہ ''**نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے**''۔**تو یہ تاریکی نبیوں کی وفات کے فوراً بعد نہیں پھیلتی بلکہ کچھ زمانہ بعد پھیلتی** ہے۔اور اسی تاریکی کو دور کرنے کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے **مجدد دِین** کی پیشگوئی فرمائی ہے۔جس کا کام دین کی تجدید کرنا ہوتا ہے۔اور اسی تجدید دین کرنے کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خلافت قرار دیا ہے۔

پس ان حوالوں سے قادیانی احمدیوں کے جھوٹے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں کہ خلافت صرف انکے پاس ہے دوسرے مسلمانوں کے پاس خلافت نہیں ہے۔ بلکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کی تحریرات کی روشنی میں امت مسلمہ تو کبھی خلافت سے محروم نہیں ہوئی۔ پس ہم مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ امت مسلمہ میں اب بھی عُلماءِ رَبّانی کا وجود موجود ہے جو اسلام کی تجدید کے لئے کوشاں ہیں اور وہی سورۃ النور آیت نمبر ۵٦ کے حقیقی مصداق ہیں اور امت کے لئے خلیفے ہیں۔ نیز قادیانی جماعت، ان عُلماءِ رَبّانی کی مخالفت کرنے کے باعث فاسقین میں شمار ہو چکی ہے۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے؛

''اس بات کا جواب کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں۔''

(روحانی خزائن جلد٦ صفحہ ۳۳۹۔شہادۃ القرآن صفحہ ۴۳۔از مرزا غلام احمد قادیانی)

پس خلافت کے منکرین ہم نہیں بلکہ جماعت احمدیہ ہے۔اور نہ صرف منکر بلکہ قادیانی جماعت اُن روحانی خلفاء کی توہین وتذلیل کرنے کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔امت کے ربانی علماء کومُلاّ کہہ کرمزاق اڑاتے پھرتے ہیں۔انکے خلاف پراپیگنڈے کرتے ہیں تاکہ ان روحانی خلیفوں کو نیچا دکھا کر صرف اپنی جماعتی نام نہاد نقلی انتخابی خلافت کواصل خلافت قرار دے سکیں۔اوراسکے لئے انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ انکی خلافت بھی ''خلافت راشدہ'' ہے (نعوذ باللہ)۔درحقیقت قادیانی خلافت،''خلافت راشدہ'' کے پاؤں کی جوتی تک بھی نہیں پہنچتی اور''خلافت راشدہ'' کے پاؤں کے خاک برابر بھی نہیں۔یہ صرف اپنی جماعت کے بھولے بھالے احمدیوں کو بے وقوف اورالو بنا سکتی ہے،ہم مسلمانوں کونہیں!

قادیانی نام نہاد انتخابی خلافت سے لاکھ درجہ بلکہ کروڑہا درجہ بہتر تو امت محمدیہ کی غیرانتخابی خلافت ہے جوعُلماءِ رَبّانی ومجددِ دین کی صورت میں امت کو ہر زمانہ میں میسر آتی رہتی ہے۔ الحمد لِللّٰہ رب العٰلمین ۔پس قادیانی جماعت کا فرض بنتا ہے کہ وہ جس چالاکی اوردھوکا دہی کے ذریعہ سورۃ النور آیت ۵۶ سے اپنے نام نہاد خلفاء کو''اونچا مقام ومرتبہ'' دینے کی کوشش کرتی آئی ہے اس سے توبہ کرے۔اور امت مسلمہ کے غیرانتخابی خلیفوں یعنی علماءِ ربانی کے حق میں یہ بات تسلیم کرے کہ وہی ہیں جو حقیقی معنوں میں سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ہیں۔لیکن اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو وہ نہ صرف اپنے نام نہاد خلیفہ پرسورۃ النور ۵۶ کا اطلاق کر کے گناہگار ہونگے بلکہ امت کے غیرانتخابی خلیفوں یعنی علماءِ ربانی کی مخالفت کر کے فاسقین میں شمار ہونگے۔۔۔بلکہ ہو چکے ہیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ اس زمانہ کے عُلماءِ رَبّانی میں کون علماء شامل ہیں جن پرسورۃ النور آیت ۵۶ کا اطلاق ہوسکتا ہے تو واضح رہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی برکت سے بے شمار عُلماءِ رَبّانی موجود ہیں۔جو اس وقت اسلام کی خدمت اورمسلمانوں کی اصلاح کرنے میں مصروف ہیں۔اورانکی عاجزی وانکساری کا یہ عالم ہے کہ وہ قادیانیوں کی طرح اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بنتے اور خود کو خلیفہ یا مجدد قرار نہیں دیتے بلکہ خود کو اسلام کے ادنیٰ طالب علموں میں شمار کرتے ہیں۔لیکن جو بھی انکی صفات حسنہ،اخلاق جمیلہ اورفہم وفراست پراطلاع پاتا ہے وہ یقیناً جانتا ہے کہ وہ علماءِ ربانی میں سے ہیں اوروہی ہیں جن پرحقیقی طور پر سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کا اطلاق ہوتا ہے۔نیز علماء امّتی کانبیآء بنی اسرائیل کی حدیث کے مطابق جس طرح انبیاء بنی اسرائیل تجدید دین کا کام کرتے رہے اسی طرح اس امت کے علماء تجدید دین کا کام کررہے ہیں اورامت محمدیہ کے لئے رُوحانی خلیفے ہیں۔

اِن عُلماءِ رَبّانی کوخود کوخلیفہ کہلوانے یا مجدد کہلوانے کا کوئی شوق نہیں ہوتا گو کہ اپنی صفات وکردار کے باعث یہ سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ہی ہوتے ہیں۔یہی ہیں وہ جو دین کو تمکنت اور مضبوطی دینے اور مسلمانوں پر اسے قائم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، مسلمانوں کے دلوں میں جو خوف مختلف فتنوں اور بدعتوں کے باعث پیدا ہوتا رہتا ہے اس خوف کوامن میں بدلنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں، مسلمانوں کوشرک سے بچاتے اور اللہ کی عبادت پر لگانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور حق کا پیغام پہنچاتے ہیں **وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً يَعْبُدُونَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئاً** (النور: آیت۵۶) بعض انکی بات مانتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں مگران پر بھی رسول کی طرح سوائے پیغام پہنچادینے کے کچھ فرض نہیں ہے۔جو انکے پیغام پر لبیک کہتا ہے اسکا دین مضبوط ہوجاتا ہے، وہ دین پر قائم ہوجاتا ہے، اور امن میں بھی آجاتا ہے۔وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے اور شرک سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

جبکہ قادیانی خلافت صرف **اپنی جماعت، اپنے فرقے اور اپنی تنظیم** کو مضبوط کرتی ہے، نہ کہ دین اسلام اور مسلمانوں کو۔قادیانی جماعت مسلمانوں کوامن دینے کی کوشش نہیں کرتی بلکہ انہیں اپنے فتنہ میں مبتلاء کرنے کی کوششیں کرتی ہے۔انکا اَمن صرف انہی کے ماننے والوں تک محدود ہوتا ہے جس طرح ایک جابر حکمران صرف اسی کوامن دیتا ہے جو اسے مانتا ہے اور اسکی غلامی اختیار کرتا ہے۔

پس قادیانی خلافت کے خلاف تو سورۃ النور آیت ۵۶ کی علامات بھی گواہی دیتی ہیں کہ وہ صرف نام نہاد نقلی خلافت ہے جسے صرف اپنی جماعتی مضبوطی اور جماعتی تنظیم کی مضبوطی سے غرض ہے نہ کہ اسلام اور مسلمانوں سے۔انکا حال تو بعین ہی آجکل کی سیاسی پارٹیوں جیسا ہے جو اپنی پارٹی کوشہرت دیتے ہیں اور دوسری سیاسی پارٹیوں پر الزامات لگاتے ہیں، انکے خلاف نفرت اُگلتے ہیں۔اپنے ماننے والوں کو امن دیتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو اپنا دشمن قرار دیتے ہیں۔

پس امت کے اولیاء اور علماءِ رَبّانی؛ خلیفہ نہ کہلا کر بھی سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ثابت ہوئے۔اور قادیانی خلفاء، خلیفہ کہلا کر بھی سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ثابت نہیں ہوتے۔

☼☼☼

قادیانی خلافت کی حیثیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سچے نبی تھے۔لیکن عیسائیوں نے اپنے دین میں غلو سے کام لیکر حق و باطل کو ملا جلا کر ایک نیا مذہبی نظام بنا ڈالا۔ پاپائیت کو حضرت مسیح علیہ السلام کا جانشین قرار دیا اور پچھلے دو ہزار سالوں سے مادی ترقیات حاصل کرتے آئے ہیں۔عیسائیوں سے مالی چندے لینا، نئی نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنا، مسیحیت کی اشاعت کی خاطر کتابیں چھپوانا یہ سلسلہ پچھلے دو ہزار سالوں پر محیط ہے۔گویا سچے نبی کی طرف منسوب کیے جانے والے غلط مذہبی سلسلے بھی دنیاوی ترقیات حاصل کرلیا کرتے ہیں۔یہی حال قادیانی جماعت کا ہے، انہوں نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف اپنا مذہبی نظام منسوب کیا ہے لیکن اپنے دین میں حق و باطل ملا جلا کر غلو سے کام لیا ہے۔اور عیسائیوں کے طرز پر انکی بھی خلافت قائم ہے اور اسی طرز پر یہ لوگ بھی دنیاوی ترقیات کے خواہشمند ہیں اور اسکو اپنی صداقت کی نشانی قرار دیتے ہیں۔اس لحاظ سے قادیانیت کو عیسائیت سے شدید ترین مشابہت ہے۔یہاں تک کہ جس طرح بعض extremist لوگ، احمدیوں کو قتل کرتے ہیں اسی طرح عیسائیوں کو بھی پچھلے دو ہزار سالوں سے extremist لوگ قتل کرتے آئے ہیں۔لیکن عیسائیوں کی persecution ہونے کے وجود کوئی شخص اور کوئی بڑی سے بڑی دنیا کی طاقت، عیسائیت کو دنیا سے مٹا نہیں سکی۔

قادیانی خلافت اپنے امام مہدی (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کی بنائی ہوئی انجمن کی خلاف ورزی کر کے معارض وجود میں آئی ہے۔اور قادیانی جماعت کے خلیفہ دوم سے لیکر اب تک جو قادیانی خلافت چل رہی ہے اس نے اپنے امام مہدی کی انجمن کو بھی دھوکا دیکر بھولے بھالے قادیانیوں کو اپنے شکنجے میں پھسایا ہوا ہے۔اسلئے قادیانی خلافت کا نہ اسلام سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اپنے امام مہدی کی اصل تعلیمات سے۔ بلکہ یہ جس طرح اسلام کا صرف نام استعمال کر رہی ہے ویسے ہی اپنے امام مہدی کا بھی صرف نام استعمال کر کے اپنی نام نہاد خلافت کو چمکا رہی ہے۔قادیانی خلافت کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت پر بھی ایمان لاتا ہے لیکن قادیانی خلیفہ کی بیعت نہیں کرنا چاہتا تو وہ قادیانی جماعت کے نزدیک منافق شمار ہوتا ہے اور ایسے شخص کی قادیانی جماعت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔اسلئے قادیانی جماعت میں انکی خلافت کی اہمیت،

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوائے نبوت سے بھی زیادہ ہے۔ یہ لوگ اپنے خلیفہ کی بیعت کروا کے بھولے بھالے لوگوں کو اپنی نام نہاد خلافت کا پکا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اور اپنے خلیفہ کی غیر مشروط اطاعت کروانا چاہتے ہیں۔ قادیانی جماعت کا اول و آخر انکا نام نہاد خلیفہ ہے۔ قادیانی لوگ ہر عبادت اور ہر قربانی محض اپنے خلیفہ کو خوش کرنے اور اسکی رضا حاصل کرنے کی خاطر کرتے ہیں۔ اور قادیانی خلافت کے ایجنٹ ہر قادیانی کے پاس جا کر اس سے نمازوں کی، روزوں کی، نوافل کی، صدقات کی اور ہر عبادت کی رپورٹ طلب کرتے ہیں اور یہ احساس ان میں پیدا کرتے ہیں کہ آپ کی ہر عبادت صرف قادیانی نظام کی رضا حاصل کرنے کے واسطے ہے۔ یعنی کوئی قادیانی احمدی چھپ کر کوئی عبادت یا کوئی مالی قربانی نہیں کرسکتا اسے لازماً اپنا ہر عمل قادیانی خلافت کے عہدیداروں کے سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ اور ایک کھلی کتاب کی صورت میں اپنی زندگی قادیانی جماعت میں گزارنی ہوتی ہے۔ اسلئے سب قادیانیوں کی ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے اندر نیک نامی، عزت و شہرت پیدا کر کے اپنے خلیفہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرسکیں۔ قادیانی احمدی لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر انکا خلیفہ ان سے خوش ہے تو گویا خدا بھی ان سے خوش ہے۔ اسلئے انکا سارا زور اپنے خلیفہ کو خوش کرنے کے واسطے صَرف ہوتا ہے۔ اسی کو شرک خفی کہتے ہیں کہ انسان نیک اعمال خدا کے لئے نہیں بلکہ کسی اور کے لئے بجالائے۔ **اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْک** (ابن ماجہ کتاب الفتن) یعنی ''تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے''۔ اور احمدیوں کے توکُل اعمال کی پوچھ گچھ ہوتی ہے، زیادہ چندے دینے والے احمدیوں کا خطبات میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔ گویا قادیانی خلافت شرک ختم کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ شرک کروانے کا ذریعہ بنی ہے۔

> ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اللہ عزوجل فرماتا ہے میں تمام شریکوں میں سے زیادہ بے پرواہ ہوں شرک سے۔ پس جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں کسی اور کو شریک کرے تو میں اس عمل سے بیزار ہوں۔ کبھی اسکو قبول نہ کرونگا۔ وہ اسی کے لئے ہے جسکو شریک کیا گیا۔''

(سنن ابن ماجہ جلد ۳ کتاب الزہد۔ صفحہ ۳۷۴)

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ جس کا ڈر ہے وہ شرک ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج یا چاند یا بُت کو پوجیں

گے بلکہ وہ غیر اللہ کے لئے عمل کریں گے (یعنی اللہ کے علاوہ کسی اور شخص کی رضا مقصود ہوگی)۔''

(سنن ابن ماجہ جلد ۳ کتاب الزہد۔ صفحہ ۳۷۵)

''ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں جس کا ڈر مجھے تمہارے لئے دجال سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے عرض کیا بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا؛ شرک خفی اور وہ یہ ہے کہ آدمی کو دیکھ کر اپنی نماز کو زینت دے (یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز ادا کرنا شرک خفی ہے)۔''

(سنن ابن ماجہ جلد ۳ کتاب الزہد۔ صفحہ ۳۷۵)

پھر قادیانی نظام نے اپنے احمدیوں میں یہ سوچ پیدا کی ہوتی ہے کہ ہر قسم کی عزت خلیفہ کی بات ماننے میں ہے۔ یعنی اللہ تو فرماتا ہے کہ عزت اللہ دیتا ہے۔ لیکن انکا ''نظام'' عام احمدیوں میں یہ سوچ پیدا کرتا ہے کہ اگر کسی نے عزت حاصل کرنی ہے تو عزت خلیفہ کو خوش کیے بغیر، خلیفہ کی رضا حاصل کیے بغیر، خلیفہ کو زیادہ سے زیادہ چندے دیے بغیر نہیں مل سکتی۔ گویا انکے نزدیک عزت دینے والا انکا خلیفہ ہے۔ خلیفہ کو خوش کرو گے تو عزت پاؤ گے۔ اسی طرح ذلت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن انکا ''نظام'' یہ سوچ اپنے عام احمدیوں میں پیدا کرتا ہے کہ اگر تم خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے عمل نہیں کرو گے، خلیفہ کی رضا چاہنے کے واسطے زیادہ سے زیادہ چندے مرکزی دفتر میں نہیں بھیجو گے تو ہم تمہیں ذلیل کریں گے، تمہیں بدنام کریں گے۔ گویا اس طرح سے عزت و ذلت قادیانی خلیفہ کے ہاتھ میں ہے اور خلیفہ کے ماتحت دفتری طبقہ (مرکزی نظام کے افسران بالا) کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اپنی جماعت میں جس کو چاہیں عزت دیں، جس کو چاہیں ذلت دیں۔ اور یہ صرف اسی احمدی کو عزت دیتے ہیں جو انکا بندہ اور غلام بن کر رہے۔ اور یہ صرف اسی کو ذلت دیتے ہیں جو انکی مرضی کا نہ بنے۔ گویا انکی جماعت میں انکا خلیفہ سب سے بڑا ''معبود'' ہے جس کے لئے ہر قربانی دی جاتی ہے۔ اور قادیانی نظام کے دفتری عہدیدار چھوٹے معبود ہیں جنہوں نے احمدیوں کی عزتوں اور ذلتوں کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ احمدیوں کے نیک اعمال اور بد اعمال کی رپورٹ تیار کرنی ہوتی ہے، اپنے خلیفہ کو بھجوانی ہوتی ہے تا کہ پھر اگر خلیفہ صاحب چاہیں تو اپنے خطبہ میں کسی کی عزت کا فیصلہ سنا دیں یا چاہیں تو کسی کی ذلت کا فیصلہ کر دیں۔ گویا انکی عبادت گاہیں کسی کی

غیبت کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں، کسی کی جاسوسی کرنے کے واسطے استعمال ہوتی ہیں، کسی کو ذلیل وبدنام کرنے کے لئے خطبے دیے جاتے ہیں اور مجموعی طور پر احمدیوں میں ریاکاری کی ذہنیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ اور یوں مسجد کا بھی غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ مسجد کو عبادت کے بجائے شرک کروانے کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے، ریاکاری کروانے کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے۔ کم چندے دینے والے کو ذلیل کرنا، خلیفہ کی تحریک میں شامل نہ ہونے والے کو ذلیل کرنا باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔ قادیانی مساجد میں جو کچھ بھی ہوتا ہے سب خلیفہ صاحب کو خوش کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر کوئی خلیفہ سے اختلاف کرے، اسے مسجد میں آنے کی اجازت نہیں، آئے گا تو قادیانی عہدیدار تنگ کریں گے۔ آنکھیں دکھائیں گے، چھیڑیں گے۔ گویا انکی مسجدیں خدا کا گھر نہیں بلکہ قادیانی خلیفے کا گھر ہے۔ اس اعتبار سے سورۃ النور آیت ۵۶ میں جو سچے خلیفے کی نشانی بتائی کہ اسکے ذریعہ شرک ختم ہوتا ہے، اس نشانی کے برعکس قادیانی خلافت شرک کروانے کا باعث بنتی ہے۔

قادیانی جماعت کے بھولے بھالے سادہ لوح احمدی افراد میں ''تحریکِ طالبان'' کی طرح جوش و ولولہ پیدا کیا جاتا ہے تاکہ جس طرح طالبان اپنے امیر کے حکم پر اپنی گردنے کٹواتے ہیں اسی طرح گویا احمدی لوگ بھی اپنی نام نہاد خلافت کو بچانے کی خاطر تیار رہیں اور گردنے کٹوانے سے بھی دریغ نہ کریں تو انکا جوش بھی طالبان کے جوش کے برابر ہے جنہیں دین کا علم پوری طرح نہیں سکھا جاتا بلکہ جہاد اور قتال سے متعلق آیتیں یاد کروائی جاتی ہے اسی طرح احمدیوں کو بھی چند مسائل دینیہ جو انکی تبلیغ سے متعلق ہوتے ہیں سکھا کر انہیں دنیاوی علوم سیکھنے پر لگا دیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت دنیاوی علوم سیکھنے میں گذاریں یا روزگار، نوکری وغیرہ کریں تاکہ انہیں کم سے کم وقت دین پڑھنے کے لئے میسر آئے اور اس کم وقت میں یہ لوگ صرف اپنے مخصوص مسائل سکھا کر انہیں برین واش کریں۔ انہیں تلقین کی جاتی ہے کہ صرف اپنا احمدیہ ٹی وی چینل دیکھا کریں اور دوسرے اسلامی چینل نہ دیکھیں۔ انہیں تلقین کی جاتی ہے کہ دوسروں کو احمدیت کی تبلیغ کریں لیکن دوسروں کی تبلیغ سننے سے روکا جاتا ہے کہ کہیں دوسروں کی باتیں سن کر متاثر نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اصل میں تو یہ لوگ جانتے ہیں کہ انہیں صرف چند مخصوص مسائل سکھائے گئے ہیں اور بار بار اسی پر زور دیا جاتا ہے جن میں وفات مسیح، ختم نبوت، صداقت مسیح موعود اور خلافت احمدیہ کے مسائل شامل ہیں۔ ہر سال ''قادیانی خلافت ڈے'' منایا جاتا ہے تاکہ کسی احمدی کے دل سے قادیانی خلافت کی قدر نہ نکل جائے۔ اس لئے اگر کوئی انہیں اصل حقائق بتانے کی کوشش کرے تو عام احمدیوں کو منع کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی آپ کو تبلیغ کرے تو اسے اپنے مربی صاحب کے

پاس لے کرآئیں۔ کیونکہ ڈرتے ہیں کہ اپنے بھولے بھالے احمدیوں کو تو دوسروں کے بارے میں غلط تاریخ بتائی گئی ہے دوسروں کے بارے میں غلط معلومات بتائی گئی ہیں تو اگر کسی نے اصل حقائق سامنے رکھ ڈالے تو بھولے بھالے احمدی متاثر ہو سکتے ہیں۔ اسلئے اپنے مخصوص مسائل کے علاوہ عام احمدی بحث نہیں کرسکتا۔ بلکہ دوسروں کا لٹریچر پڑھنے سے بھی منع کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جو دوسرا احمدیہ فرقہ ہے (یعنی لاہوری احمدیہ گروپ) اسکی کتابیں پڑھنے سے بھی منع کیا جاتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا کی آیت خود پر ناجائز طور پر چسپاں کر کے قادیانی جماعت اپنی خلافت کو ''اللہ کی رسی'' قرار دیتی ہے (نعوذ باللہ)۔ اور اپنے خلیفوں کے غلط نظریات پر متحد ہو کر خیال کرتی ہے کہ وہ فرقہ فرقہ نہیں ہے۔ جبکہ حقیقت میں قادیانی جماعت کا اتحاد بالکل کیتھلک عیسائیوں کے اتحاد کے مشابہ ہے جو وہ اپنے پوپ کے غلط نظریات کیساتھ اختیار کیے ہوئے ہیں اور سخت خوش فہمی کا شکار رہیں۔ قادیانی اپنے دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر ہی فرقہ فرقہ ہو گئے تھے اور اب اس وقت تو قادیانیوں کے کئی فرقے موجود ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کفر و منافقت کے فتوے لگاتے پھرتے ہیں۔ لیکن دنیا کو دھوکا دینے کی غرض سے قادیانی خلافت شور مچاتی ہے کہ وہ فرقوں میں نہیں بٹی ہوئی۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ جو خود فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں وہ امت کو متحد کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کی بات ہے تو بیشک امت مسلمہ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی لیکن یہ بھی پیشگوئی تھی کہ ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا'' (صحیح مسلم کتاب الامارۃ) یہ وہ گروہ ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریق پر ہوگا **ما انا علیه و اصحابه** یعنی اشارہ اہل سنت والجماعت کی طرف ہے جو ہمیشہ سے حق پر ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میری امت ساری خراب ہو جائے گی اور آخری زمانہ میں کوئی قوم پیدا ہو جائے گی جو حق پر ہوگی، اگر ایسا فرمایا ہوتا تو قادیانی کہہ سکتے تھے کہ دیکھو اشارہ ہماری جانب ہے لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ یعنی ایسا گروہ آخری زمانہ میں نہیں بنے گا بلکہ اسکا وجود ہمیشہ سے ہوگا جب سے اسلام مذہب معارض وجود میں آیا۔

جہاں تک آخری زمانہ میں قادیانی قوم کے پیدا ہونے کا سوال ہے تو اسکی نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ؛

''آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ وہ قرآن پڑھیں گے (یعنی

بظاہر مسلمان ہونے کا ڈھونگ رچائیں گے۔ناقل)اور قرآن انکے نرخرے سے تجاوز نہیں کریگا(یعنی قرآن اور اسلام کی اصل تعلیم نہیں سمجھیں گے۔ناقل)جب کبھی وہ ابھریں گے،کاٹ دیے جائیں گے(یعنی دلائل سے باطل اور غیر مسلم قرار دیے جائیں گے۔ناقل)ایسا بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا(یعنی اتنے ڈھیٹ ہونگے کہ بار بار سر اٹھائیں گے۔ناقل)یہاں تک کہ انہی میں سے دجال خروج کریگا(گویا دجال کا تعلق بھی اسی قوم سے ہوگا جو بظاہر قرآن پڑھ کر مسلمان ہونے کا تاثر دنیا کو دیگی۔ناقل)۔''

(ابن ماجہ جلد اصفحہ ۹۱۔کتاب فی الایمان)

اور ایک دوسری روایت میں فرمایا؛

''آخری زمانہ میں ایک قوم خروج(ظہور)کریگی جس میں جوان جوان کم عقل لوگوں کی کثرت ہوگی(اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کی طرف اشارہ ہے۔ناقل) وہ لوگ قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا،یہ لوگ خیر والے لوگوں کی طرح باتیں کریں گے(یعنی یہ تاثر ڈالیں کہ وہ بہت امن کے حامی ہیں **Love & Peace** کی باتیں کریں گے۔ناقل)لیکن دین(اسلام)سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔''

(ترمذی ابواب الفتن صفحہ ۸۰۰)

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ انکی خلافت دور آخرین کی خلافت علی منہاج النبوۃ ہے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی خلافت عیسائی خلافت سے بہت متاثر ہے اور عیسائیوں کے طریق انتخاب سے نقل کر کے انہوں نے اپنے لئے انتخاب خلافت کا طریق ایجاد کیا ہوا ہے۔مرزا بشیر الدین محمود احمد(قادیانی جماعت کے خلیفہ دوم)نے بیان کیا؛

''پس میں نے یہ رستہ بتا دیا ہے لیکن میں نے ایک کمیٹی بھی بنائی

ہے جوعیسائی طریقہ انتخاب پرغور کرے گی کیونکہ قرآن شریف نے فرمایا

ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا مِنکُمۡ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُم

فِیۡ الۡأَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِم جس طرح اس سے پہلوں کو

خلیفہ بنایا تھا اسی طرح تم کو بنائے گا سو میں نے کہا عیسائی جس طرح

انتخاب کرتے ہیں اس کو بھی معلوم کرو۔ہم نے اس کو دیکھا ہے گو پوری

طرح تحقیق نہیں ہوئی وہ بہت سادہ طریق ہے۔اس میں جو بڑے بڑے علماء

ہیں انکی ایک چھوٹی سی تعداد پوپ کا انتخاب کرتی ہے اور باقی عیسائی

دنیا اسے قبول کر لیتی ہے۔''

(خلافت حقہ اسلامیہ۔ازمرزا بشیر الدین محمود احمد۔صفحہ ۱۷ تا ۱۸)

گویا عیسائیوں کے طریق انتخاب سے متاثر ہوکر قادیانی جماعت نے بھی یہ قانون بنایا کہ انکی جماعت کے بڑے بڑے عہدیدار اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کریں اور پوری قادیانی جماعت پر اس انتخاب پر ایمان لانا فرض قرار دیدیں۔قادیانی جماعت میں اپنے خلیفہ کے انتخاب پر ایمان لانا اس حد تک ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جو قادیانی احمدی اس انتخاب کا انکار کرے اسکی نسبت مرزا بشیر الدین محمود نے کہا؛

''یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہوگا۔اور جماعت میں سے جو شخص اسکی مخالفت کرے گا وہ باغی ہوگا۔اور جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے، میں اسکو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ہوگا۔اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔''

(خلافت حقہ اسلامیہ۔ازمرزا بشیر الدین محمود احمد)

یعنی اس قدر قادیانی انتخاب کو لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اس انتخاب کی مخالفت کرنے والے کی

ذلت وتباہی کی پیشگوئی بھی کردی۔معلوم ہوتا ہے قادیانی خلافت نہ صرف عیسائی خلافت سے بہت متاثر ہے بلکہ یزیدی خلافت سے بھی بہت حد تک متاثر ہے کہ قادیانی جماعت میں سے اگر کوئی شخص، باطل خلافت کا مقابلہ کرنے لئے اٹھ کھڑا ہواُ سے ذلت وتباہی کا منہ دیکھنے پڑیگا۔شاید اس سے مراد انکی یہ ہے کہ اسے حضرت امام حسینؑ کی طرح شہید ہونا پڑیگا جنہوں نے اپنے وقت کے نام نہاد خلیفہ کے خلاف حق بات کی گواہی دی تھی۔ **اللہ اکبر !!** مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک الہام بھی اسکی نسبت ہوا ہے ’’اُخرج مِنهُ اليزِيدُون‘‘. یعنی قادیان سے یزید صفت لوگوں کا خروج (ظہور) ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۱۷۶۔ایڈیشن چہارم)

مرزا البشیر الدین محمود احمد (قادیانی خلیفہ دوم) نے اپنے انتخابِ خلافت کے قانون کے نفاذ کی خاطر تو ایسے سخت اصول ایجاد کیے ہیں لیکن اپنے والد (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کے تجویز کردہ اصولوں کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پہلے قادیانی خلیفہ کا بیان ہے کہ انہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی چودہ رکنی انجمن کی کمیٹی نے خلیفہ منتخب کیا تھا۔

حکیم نورالدین (قادیانی خلیفہ دوم) نے بیان کیا؛

’’میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں (یعنی انجمن کی چودہ رکنی کمیٹی۔ناقل) کو خلیفۃ المسیح (یعنی مرزا صاحب کا جانشین ۔ناقل) قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے (یعنی انجمن کے ممبران نے۔ناقل) جن کو حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ناقل) نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔‘‘

(خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹۔از قادیانی خلیفہ اول)

یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پہلے خلیفہ کے نزدیک انکو انجمن کی چودہ رکنی کمیٹی نے خلیفہ منتخب کیا تھا۔گویا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس چودہ رکنی کمیٹی کے سپرد انتخاب خلیفہ کی ذمہ داری عائد

کی ہوئی تھی۔جب قادیانی جماعت کے پہلے خلیفہ (حکیم نورالدین صاحب) کی وفات ہوئی تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی چودہ رکنی انجمن کی اکثریت، مرزا بشیرالدین محمود احمد کو خلیفہ منتخب کرنا نہیں چاہتی تھی بلکہ اسکے خلاف ہوگئی تھی جیسا کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد نے خود اعتراف کیا ہے؛

''صدر انجمن احمدیہ کے چودہ ممبروں میں سے قریباً آٹھ مولوی محمد علی صاحب کے خاص دوست تھے اور بعض اندھا دھند، بعض حسن ظنی سے انکی ہر بات پر اٰمنا و صدقنا کہنے کے عادی تھے۔''

(انوار العلوم جلد ٦۔صفحہ ١٨٠ تا ٢٦٢۔اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات۔صفحہ ٩)

''جب مجھے خلیفہ چنا گیا تھا تو سلسلہ کے بڑے بڑے لیڈر سارے مخالف ہو گئے تھے۔''

(خلافت حقہ اسلامیہ۔صفحہ ١٤۔از مرزا بشیرالدین محمود احمد)

یعنی اشارہ انجمن کے لیڈروں کی جانب ہے جن کی اکثریت مرزبشیرالدین محمود احمد کے مخالف ہوگئی تھی۔گویا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بنائی ہوئی انجمن جو بڑے بڑے عالموں پر مشتمل تھی وہ گمراہ ہوگئی۔لیکن مرزا بشیرالدین محمود احمد (قادیانی خلیفہ دوم) کی بنائی ہوئی انتخاب خلافت کمیٹی کی شان اتنی بلند ہے کہ جو اسکے انتخاب کا انکار کرے وہ باغی ہے اور اسے ذلت و تباہی کا منہ دیکھنے پڑے گا۔اس سے ظاہر ہے کہ یہ قادیانی جماعت جو خلافت کی مدعی ہے دراصل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اصل جماعت بھی نہیں ہے بلکہ یہ صرف انکا نام اور انکی بعض من پسند تعلیمات کو استعمال کر کے دنیا کو بتا رہی ہے کہ وہ امام مہدی کی تبلیغ ساری دنیا تک پہنچا رہے ہیں۔جبکہ حقیقت میں قادیانی جماعت اپنے نام نہاد خلفاء کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلتی ہے۔اور انکے نزدیک تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تجویز کردہ انجمن کے علماء سب گمراہ ہو گئے۔

مرزا بشیرالدین محمود احمد (قادیانی خلیفہ دوم) نے لکھا ہے؛

''جماعت احمدیہ کو ایک اشارہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیے اور وہ اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں خلیفہ بنائیں گے یعنی خلافت کو ممتد کرنے کے لئے

پہلوں کے طریق انتخاب کو مدنظر رکھو۔ اور پہلی قوموں میں سے یہودیوں کے علاوہ ایک عیسائی قوم بھی تھی جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ سے نہیں آئی بلکہ ان کے اندر خالص دینی خلافت تھی۔ پس **کما استخلف الذین من قبلھم** میں پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ ناقل) کا ایک الہام بھی اسکی تصدیق کرتا ہے۔ آپ کا الہام ہے ''کلیسیا کی طاقت کا نسخہ'' یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اسکو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے۔ **کما استخلف الذین من قبلھم** کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا، الہام میں اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اسکے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔ چنانچہ اس طریق سے قریباً انیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے بے شک انہیں وہ نور حاصل نہیں ہوتا جو پہلے زمانوں میں حاصل ہوا کرتا تھا مگر جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس قانون کو ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔

چنانچہ اسی کے مطابق میں نے آئندہ انتخاب خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اسکے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکیگا۔'' (تفسیر کبیر۔ از مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ صفحہ ۳۹۰)

پھر ایک اور مقام پر کہتے ہیں؛

''ہمیں عیسائیوں کے صرف عیب ہی نہیں دیکھنے چاہئیں ۔ بلکہ انکی خوبیاں بھی دیکھنی چاہئیں ۔ **آج تک جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام پر دو ہزار سال کے قریب عرصہ گزر چکا ہے وہ آپ کی خلافت کو قائم رکھے ہوئے ہیں ۔** چنانچہ آج جب میں نے اس بات پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس چیز کا وعدہ بھی حواریوں نے کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جب کہا من انصاری الی اللّٰہ کہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں میری کون مدد کرے گا تو حواریوں نے کہا نحن انصار اللّٰہ ہم خدا تعالیٰ کے رستہ میں آپ کی مدد کریں گے ۔ **اُنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا** ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے ۔ پس اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم وہ انصار ہیں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے ۔ اس لئے جب تک خدا تعالیٰ زندہ ہے ۔ اس وقت تک ہم بھی اس کی مدد کرتے رہیں گے ۔ **چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر تقریباً دو ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ لیکن عیسائی لوگ برابر عیسائیت کی تبلیغ کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ اور اب تک ان میں خلافت قائم چلی آتی ہے ۔** ۔ ۔ ۔ غرض وہ مسیح ناصریؑ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان پر فضیلت عطا فرمائی ہے ۔ ان کے انصار نے اتنا جذبہ اخلاص دکھایا کہ انہوں نے دو ہزار سال تک آپ کی خلافت کو مٹنے نہیں دیا کیونکہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اگر مسیح علیہ السلام کی خلافت مٹی تو مسیح علیہ السلام کا خود اپنا نام بھی دنیا سے مٹ جائے گا ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شروع عیسائیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک حواری نے آپ کو تیس روپے کے بدلہ میں دشمنوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا ۔ **لیکن اب عیسائیت میں وہ لوگ پائے جاتے ہیں جو مسیحیت کی اشاعت اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا منوانے**

کے لئے کروڑوں روپیہ دیتے ہیں۔‘‘

(سبیل الرشاد جلد اول؛صفحہ ۱۱۷۔ازمرزابشیرالدین محمود احمد)

ثابت ہوا کہ قادیانی خلافت دراصل عیسائی خلافت سے بہت متاثر ہے۔اوراسلامی تعلیم کو عیسائی تعلیم کے ساتھ ملا جلا کر اپنی قادیانی خلافت کے لئے نیا طریقہ ایجاد کیا ہوا ہے۔لہٰذا ہمیں یہ جاننے میں ذرا بھی حیرت نہیں ہوتی کہ قادیانی خلافت،عیسائی خلافت کی طرح اپنے خلیفے کا انتخاب کرے،عیسائیوں کی طرح تبلیغ کر کے دو ہزار سالوں تک لوگوں کو گمراہ کرتی رہے،عیسائیوں کی طرح مادی وسائل میں ترقی کرتی رہے،عیسائیوں کی طرح قادیانی لوگ بھی اپنے خلیفے کو کروڑوں روپیہ چندہ دیتے رہیں۔
عیسائیوں کی طرح persecution کا شکار بھی ہوتے رہیں اور لوگوں کی ہمدردی حاصل کرتے رہیں۔ہمیں یہ جان کر ذرا بھی حیرانگی نہیں ہوتی کہ قادیانی خلافت کیونکر دنیاوی اعتبار سے قائم ودائم اور ترقی کر رہی ہے کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ دنیا میں جھوٹی انتخابی خلافتیں بھی مادی اعتباد سے ترقی حاصل کرلیا کرتی ہیں۔جولوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ خلافت راشدہ کی انتخابی خلافت کے بعد خلافت بنوامیہ اور خلافت بنوعباس کا دَور زیادہ لمبے عرصے تک چلا۔اور عیسائی پاپائیت آج تک قائم ہے جو قادیانی احمدیوں کے مشابہ تبلیغ واشاعت میں مصروف ہے۔تو قادیانی جماعت نامعلوم کس کو بے وقوف بنانا چاہ رہی ہے؟ ہم مسلمانوں کو تو بے وقوف نہیں بنا سکتی۔ہم تو جانتے ہیں کہ قادیانی خلافت کی حیثیت عیسائی پاپائیت سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔
دَور آخرین میں جو خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہونی ہے وہ کسی ’’نئی نبوت‘‘ کی سرزمین پر قائم نہیں ہوگی بلکہ ’’نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کی سرزمین پر ہی قائم ہوگی۔قادیانیت کا تعلق مشرق سے ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ کرے فرمایا؛

’’فتنوں کی سرزمین اس طرف ہے جہاں سے سورج کا سینگ نکلتا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الفتن۔ترمذی ابواب الرویاء)

قادیانی خلیفہ دوم (مرزابشیرالدین محمود احمد) نے بیان کیا؛

’’خلافت کے دو حصے ہوتے ہیں۔ایک حصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو خلیفہ بناتا ہے اور ایک یہ ہے کہ بندے اسکا انتخاب کرتے ہیں۔جہاں تک بندوں

کے انتخاب کا سوال ہے وہ ہو جائے گا۔لیکن جو حصہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بندے خلیفہ چننے کے لئے ان قوانین کی پابندی کریں گے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں تو خلافت کامیاب ہوگی۔لیکن اگر نہیں کریں گے تو اگر چہ وہ خلیفہ تو بنا لیں گے لیکن کامیاب نہیں ہونگے۔ یا پھر اس خلافت کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ کی طرح ہو جائے گی جس سے قوم کوئی حقیقی فائدہ نہیں اٹھا سکے گی۔''

(انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۶)

خود قادیانی خلیفہ نے یہ تسلیم کرلیا کہ اگر خدا کے قانون کے مطابق خلیفہ کا انتخاب نہ ہو تو اسکی حیثیت پوپ جیسی ہوگی۔ یہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ قادیانی خلافت کی حیثیت پوپ سے بڑھ کر نہیں۔اور جہاں تک کامیابی کا سوال ہے تو قادیانی خلافت کی کامیابی بھی پوپ کی کامیابی سے بڑھ کر نہیں۔ پوپ کی خلافت پچھلے دو ہزار سالوں سے قائم ہے۔ ہر قسم کی مادی ترقی اور کامیابی پاپائیت نے حاصل کی ہوئی ہے۔دنیاوی علوم وفنون میں بھی عیسائی قوم آگے ہے۔اور قادیانی لوگ انہی کے نقش قدم پر چل کر دنیاوی علوم وفنون میں شہرت وعزت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔اور دینی علم وفہم کے اعتبار سے کم عقل اور اندھے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں خلیفہ کا انتخاب الہام کے ذریعہ ہوتا ہے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی قائم کردہ انجمن جس نے قادیانی خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کا انتخاب کیا تھا۔اس انجمن سے مرزا بشیرالدین محمود احمد (قادیانی خلیفہ دوم) نے اختلاف کرکے اسے منافق قرار دے دیا اور پہلی مرتبہ یہ اصول پیش کیا کہ خلیفہ کا انتخاب دراصل ''الہام'' کے ذریعہ ہوتا ہے۔

قادیانی خلیفہ دوم (مرزا بشیرالدین محمود احمد) نے اپنی تفسیر کبیر میں سورۃ النور آیت ۵۶ کی تفسیر میں لکھا ہے؛

''مقرر اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے **لیستخلفنھم** کہ وہ خود انکو خلیفہ بنائے گا۔پس گو خلیفہ کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن **اللہ تعالیٰ کا الہام** لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کردیتا ہے۔''

(تفسیر کبیر۔تفسیر سورۃ النور،صفحہ ۳۹۱)

قادیانی جماعت کے نزدیک ''خیالات'' جو دل یا دماغ میں پڑ جاتے ہیں وہ الہام نہیں ہوتے۔

''خیالات کا نام الہام نہیں بلکہ الہام لفظاً نازل ہوتا ہے۔''

(تفسیر کبیر۔جلد ۱۔صفحہ ۸۱؛ از مرزا بشیرالدین محمود احمد)

الہام سے مراد؛ ''ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ ومخاطبہ ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔الہام سے مراد؛ از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

یعنی قادیانی احمدیوں کے نزدیک ''اللہ کے الہام'' سے مراد خیالات نہیں جو دل یا دماغ میں پڑ جاتے ہیں بلکہ ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ اللہ کی طرف سے الفاظ نازل ہوتے ہیں۔جو انکے خلیفہ کے انتخاب کے موقع پر ان لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو خلیفہ کا انتخاب کرنے واسطے اکھٹے ہوتے ہیں۔

جبکہ حقیقت میں یہ کوئی اسلامی اصول نہیں ۔ کیونکہ اگر خلیفہ کا انتخاب الہام کے ذریعہ ہوتا ہے تو خلفاء راشدین کے انتخابوں کے موقعوں پر صحابہ آپس میں مشورہ نہ کرتے ۔ کیا الہام الٰہی کے بعد بھی مشورے کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ مثلاً اگر حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی نسبت صحابہ کو الہام ہوا ہوتا تو وہ بنو سقیفہ میں اپنا اپنا الہام سناتے نہ کہ آپس میں بحثیں کرتے ۔ لیکن انہوں نے الہام سنانے کے بجائے آپس میں مشورہ کیا اور پھر انتخاب کیا ۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے انتخاب کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو اگر الہام ہوا ہوتا تو وہ لوگوں کو اپنا الہام سناتے لیکن انہوں نے بھی صحابہ سے مشورہ کیا ۔ یہی حال حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت پر ہوا کہ کسی نے کوئی الہام نہیں سنایا بلکہ مشورے کے ذریعہ تمام خلفاء راشدین کا انتخاب ہوا ۔ جس کو انہوں نے خلافت کے لئے ''اھل'' سمجھا اس کو منتخب کیا ۔

نیز قادیانی جماعت اپنے اس عقیدہ میں بھی جھوٹی ثابت ہوئی کہ اللہ کا الہام نازل ہوتا ہے ۔ قادیانی خلافت کی تاریخ گواہ ہے کہ لوگوں نے خوابوں کے دعوے تو کیے مگر ''انتخاب خلافت کمیٹی'' کے کسی ممبر نے اللہ کا الہام پیش نہیں کیا ۔ اللہ کے وہ الفاظ پیش نہیں کیے جو انہیں الہام میں حکم ہوئے ۔ کیونکہ قادیانی جماعت کے نزدیک الہامات سے مراد خیالات نہیں بلکہ وہ الفاظ مراد ہیں جو اللہ کی طرف سے بندے پر نازل ہوتے ہیں ۔

> **''محض خیالات کا نام الہام رکھ کر اس یقین اور اعتماد کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے جو لفظی الہام کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس صورت میں ہر شخص اپنے خیال کا نام الہام رکھ سکتا ہے ۔''**

(تفسیر کبیر ۔ جلد ۱ ۔ صفحہ ۸۱ ؛ از مرزا بشیر الدین محمود احمد)

یہ بھی واضح رہے کہ اگر یہ لوگ (یعنی انتخاب خلافت کمیٹی کے ممبران) الہام پیش بھی کر دیں تو بھی اس بات کا کیا ثبوت کہ انکے الہامات خدا کی طرف سے ہیں؟ کیونکہ جب نہ دین اسلام نے یہ اصول پیش فرمایا اور نہ خلفاء راشدین کی سنت سے ثابت ہوا ۔ بلکہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی ایسا کوئی اصول پیش نہیں کیا ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا ؛

> **''کسی کو ایک خواب آ جائے یا چند الفاظ زبان پر جاری ہو جائیں تو وہ سمجھتا**

ہے کہ میں اب ولی ہو گیا ہوں۔یہی نقطہ ہے جس پر انسان دھوکا کھاتا ہے۔

خواب تو چوہڑوں، چماروں، اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں اور سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ایسی چیز پر فخر کرنا لعنت ہے۔۔۔۔ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ ایسی باتوں سے دل ہٹالیں۔**قیامت کے دن خدا تعالیٰ ان سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم کو کس قدر الہام ہوئے تھے یا کتنی خوابیں آئی تھیں۔''**

(ملفوظات، جلد۵، صفحہ۴۲۱۔ایڈیشن جدید۔جنوری۱۹۰۶تا مئی۱۹۰۸)

''شیطان انسان کا سخت دشمن ہے، وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔اور ممکن ہے ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔۔۔۔افسوس کہ **اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں۔''**

(روحانی خزائن جلد۲۲۔حقیقۃ الوحی، صفحہ۳ تا۴)

قادیانی جماعت کے نزدیک مرزا صاحب تو پیغمبر تھے اسلئے مرزا صاحب کے الہامات انکے نزدیک صحیح تھے لیکن خلیفہ منتخب کرنے والے لوگ (یعنی قادیانی انتخابِ خلافت کمیٹی کے اراکین) تو نہ پیغمبر ہیں نہ خلیفہ ہیں بلکہ وہ تو عام احمدی عہدیدار ہوتے ہیں۔مگر قادیانی خلیفہ دوم نے اپنے ناراست خلیفہ کے انتخاب کو فروغ دینے کے لیے انہی احمدی عہدیداروں کی خوابوں اور الہامات کا سہارا لینے کا اصول ایجاد کر ڈالا۔

ربانی علماء کے اختلافات پر اعتراض کا جواب

بعض قادیانی احمدی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان علماء کرام آپس میں مختلف دینی امور میں علمی اختلافات رکھتے ہیں اور ''اختلاف'' انکے نزدیک (یعنی قادیانیوں کے نزدیک) ایک روحانی بیماری ہے جو تفرقے اور فساد کا باعث ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ علمی اختلافات اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں، اگر یہ اختلافات آپس کی نفرت اور بغض اور دشمنی کا باعث نہ بنیں تو ایسے اختلافات اُمت کے لئے رحمت ہوتے ہیں۔خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اقوال اس بارے میں موجود ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا؛

''**خدا تعالیٰ نے تو کہا ہے کہ اختلاف ہمیشہ رہے گا تو پھر انسان کون** ہے جو اُس اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرے؟''

(ملفوظات جلد پنجم ،صفحہ ۵۳۹۔ایڈیشن جدید)

''ہم مانتے ہیں کہ مسلمان بھی فاسق ،فاجر ہیں مگر اس قوم (یعنی عیسائی قوم۔ناقل) کے مقابلہ میں نسبتاً دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ **مسلمانوں کی زندگی اُن کے مقابلہ میں ہزار درجہ بہتر ہے**۔خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں توحید کی برکت سے یہ فسق و فجور اور بے غیرتی پیدا نہیں ہونے دی۔خود بعض انگریز مصنفوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مسلمان قوم دنیا کی غنیمت ہے اور عیسائی اقوام کے مقابلہ میں انکی زندگی ہزار درجہ بہتر ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم ،صفحہ ۵۴۰۔ایڈیشن جدید)

''**غرض مسلمانوں میں بڑی بڑی برکات ہمیشہ موجود رہتی ہیں اور**

اب بھی ہیں۔آپ ان معاملات میں غور کریں اور اپنے علم کو بڑھاویں۔بغیر معلومات وسیع کے آپ کو ایسا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے کہ عیسائی، مسلمانوں سے نیکی، تقویٰ، طہارت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ہر امر میں حکم نسبتاً لگایا جاتا ہے۔مسلمان نسبتاً ان سے نیکی میں، تقویٰ میں، طہارت میں، خداترسی میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔**باقی رہی یہ بات کہ مسلمانوں میں باہمی اتفاق نہیں ہے، سو اِس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کا خود بھی منشاء ہے اور اس میں رحمت ہے**۔البتہ ایک حد تک جب خدا کو منظور ہوگا خود بخود اتفاق اور اتحاد بھی پیدا ہو جاوے گا۔**مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہمیشہ شامل حال رہا ہے کہ خدا تعالیٰ انکو گرنے کے وقت سنبھال لیتا ہے** حالانکہ اور قومیں اس سے محروم ہیں۔مشکلات بھی دن اور رات کی طرح ہر قوم کے ساتھ دورہ کرتی ہیں۔مگر خدا تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو ایسے اوقات میں تائید غیبی سے سنبھال لیا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم۔صفحہ ۵۴۰تا۵۴۱۔ایڈیشن جدید)

مذکور بالا تحریر میں مرزا صاحب، عام مسلمانوں کی تعریف بیان کر رہے ہیں اس میں قادیانی جماعت کی خصوصیت نہیں۔مسلمان قوم بحیثیت مجموعی ہمیشہ سے بابرکت قوم ہے اور انکے باہم اختلافات میں بھی رحمت ہے۔بشرطیکہ اُس میں کینہ اور تعصب کا رنگ نہ ہو۔پیار و محبت سے اختلاف کرنا کوئی بری بات نہیں۔

''حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہوسکتا۔تنگ ظرف خواہ ھندو یا مسلمان یا عیسائی وہ **دوسرے بزرگوں کو بھی بدنام کرتا ہے** (جیسے بعض احمدی لوگ دوسرے مسلمان بزرگ علماء کو بدنام کرتے رہتے ہیں۔ناقل) میں اس سے منع نہیں کرتا کہ اختلاف مذہب بیان نہ کرو۔بیشک نیک نیتی سے اختلاف بیان کرو مگر اس میں تعصب اور کینہ کا رنگ نہ ہو۔'' (ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ ۱۶۲)

جس طرح مولانا محمد علی صاحب (لاہوری احمدیہ گروپ کے لیڈر) نے قادیانی خلیفہ دوم سے اختلاف کیا تو قادیانی خلیفہ دوم نے تعصب اور کینہ پیدا کر کے لاہوری گروپ کو منافق قرار دیدیا۔

''ایک پادری نے حضرت اقدس (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ناقل) سے سوال کیا؛ آپ لوگوں میں تو بہت فرقے موجود ہیں؟

حضرت اقدس (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔ناقل) نے فرمایا؛ مجھے تعجب ہے کہ آپ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عیسائیوں میں کس قدر فرقے ہیں جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں اور اصولوں میں متفق نہیں۔**مسلمانوں کے فرقوں میں اگر کوئی اختلاف ہے تو فروعات اور جزئیات میں ہے۔اصول سب کے ایک ہی ہیں۔''**

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۸۵۔جدید ایڈیشن)

قادیانی خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود احمد نے بیان کیا؛

''**مسائل میں باریک اختلاف تو رہتے ہیں۔** حتیٰ کہ ایک امام بھی دوسرے کی بات نہیں مانتا۔کیوں شافعی، ابوحنیفہ کے خلاف اور ابوحنیفہ، امام حنبل کے خلاف بعض باتیں بیان کرتے ہیں۔۔۔۔سچ تو یہ ہے کہ نبی کے سوا خواہ کوئی انسان ہو خواہ خلیفہ ہو، خواہ امام ہو، خواہ صوفی ہو، خواہ مولوی ہو۔ان کے متعلق ہر وقت احتمال ہے کہ غلطی کر سکتا ہے۔اور ہو نہیں سکتا کہ اسکے سارے اجتہاد دُرست ہوں۔۔۔۔**تو اِس قسم کے اختلاف ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔مگر یہ ایسے اختلاف نہیں جن سے دین میں رخنہ پڑے۔''**

(خطبات محمود۔جلد ۷۔صفحہ ۳۶۶ خطبہ نمبر ۶۸)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا؛

''**اہل علم جانتے ہیں کہ صحابہؓ میں بڑے بڑے اختلاف تھے۔** اور ان

میں سے کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا۔ نہ صدیقؓ، نہ فاروقؓ، نہ دوسرا کوئی صحابیؓ۔ بلکہ مروی ہے کہ **حضرت ابن عباسؓ باوجود اپنی اس جلالت وشان کے جو علماء میں مسلّم ہے، دینی امور میں تمام جماعت صحابہ سے پچاس مسئلہ میں مخالف تھے** اور یہ مخالفت اس کمال تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ایسے امور کو وہ حلال جانتے تھے جنکو دوسرے صحابہ کرام، حرام قطعی بلکہ صریح فسق سمجھتے تھے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ اور انکے گروہ کے لوگ معراج اور رویت باری کے بارے میں دوسرے صحابہ سے بکلی مخالف تھے۔ مگر کوئی کسی کو کافر نہیں کہتا تھا۔ مگر یہ زمانہ ایسا زمانہ آیا کہ مولویوں نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہہ دینا اور ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دے دینا ایک ایسی سہل بات سمجھ لی کہ جیسے کوئی پانی کا گھونٹ پی لے۔''

(روحانی خزائن، جلد۵، آئینہ کمالات اسلام، صفحہ۲۵۹)

میرے خیال سے اتنے حوالے کافی ہیں اس بیان کے ثبوت میں کہ علمی اختلافات اپنی ذات میں کوئی روحانی بیماری یا تفرقہ وفساد نہیں ہیں۔ خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ علمی اختلافات تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں بھی موجود تھے۔ تو اب کیا وہ بھی روحانی بیماری اور تفرقے اور فساد میں مبتلاء تھے؟ (نعوذ باللہ)

دراصل قادیانی جماعت کی قیادت نے احمدیوں کو اندھیرے میں رکھا ہوا ہے اور انکے دماغوں میں یہ بات ڈالی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ ایسی بہترین جماعت ہے کہ قریب ہے کہ یہ جماعت اوائل اسلام کے صحابہ سے بھی بڑھ جائے۔ اور اسکی دلیل میں اکثر یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے۔ معلوم نہیں اسکا اول بہتر ہے یا آخر'' لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیانی احمدیوں کو مرزا صاحب کے اصل عقائد سے غافل رکھا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صحابہ کرام کی جماعت آخر تک کسی کو مل ہی نہیں سکتی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا؛

''اوائل اسلام میں جبکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کو وہ قوت قدسی عطا ہوئی کہ جس کے قوی اثر سے ہزاروں با اخلاص اور جان نثار مسلمان پیدا ہو گئے۔ آپ کی جماعت ایک ایسی قابل قدر اور قابل رشک جماعت تھی کہ ایسی جماعت کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔۔۔۔۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجوہ فضیلت میں سے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ آپ نے ایسی اعلیٰ درجہ کی جماعت تیار کی۔ **میرا دعویٰ ہے کہ ایسی جماعت آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک کسی کو نہیں ملی**۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی۔''

(ملفوظات جلد۴۔صفحہ۵۹۱۔ایڈیشن جدید)

مرزا صاحب نے یہاں پر بڑے انصاف کی بات بیان کی ہے کہ آخر تک کسی کو ایسی جماعت نہیں مل سکتی جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کی جماعت سے آگے بڑھ سکتی ہو۔

اب آیئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تیار کردہ جماعت کا حال پڑھتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا؛

''میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے۔ پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اس کا کوئی دشمن نہیں اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ **ہماری جماعت کے اکثر لوگوں**

نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے **کج دل** ہیں کہ اپنی جماعت کے **غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں** وہ مارے **تکبر** کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور اُنہیں **سفلہ** اور **خودغرض** اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے **دست بدامن** ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات **گالیوں** تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں **کینے** پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت بلکہ یقیناً دوسو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے۔ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ **نفسانی لالچوں** پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے **بھائی کو ستاتا** اور اس سے **بلندی چاہتا ہے**۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر اَمن سے سو

رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں **ایسی بے تہذیبی** ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لئے اکٹھا کروں۔ یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں۔ ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دو سو سے کسی قدر زیادہ ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سے اول درجہ پر میرے خالص دوست اور محبّ مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جن کو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کے لئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور

نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں ان کے ساتھ ہوں۔''

(رحانی خزائن جلد ٦۔صفحہ ٣٩٥ تا ٣٩٦۔از مرزا غلام احمد قادیانی)

٢٧ دسمبر ١٩٠٧ء بر موقع جلسہ سالانہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا؛

''ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کما حقہ ادا نہیں کرتے۔ **بہت سے ایسے ہیں** جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں۔ اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔۔۔۔ یاد رکھو اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہوگی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی اور خدا اسکی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کر لے گا۔''

(ملفوظات، جلد ۵، صفحہ ۴۰۷۔ایڈیشن جدید)

٩ جون ٢٠٠٦ کو قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں بیان کیا؛

''بعض عہدیداران اپنے آپ کو **عقلِ کُل** سمجھتے ہیں اور وہ اپنے **تکبر** اور انانیت میں پڑے ہوئے ہیں، ان کو بھی اپنے خول سے باہر آنا چاہیے۔'' (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ ٩ جون ٢٠٠٦)(روزنامہ الفضل ١١ جولائی ٢٠٠٦)

'عہدیداران' سے مراد وہ احمدی لوگ ہیں جو قادیانی جماعت میں کسی خاص منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ انکی جماعت کے بعض عہدیداروں کا یہ حال ہے کہ وہ خود کو عقل کُل سمجھتے ہیں اور تکبر میں مبتلاء ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نزدیک متکبر

لوگ خبیث اور بت پرست ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بیان کیا؛

''میرے نزدیک متکبر سے زیادہ بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔''

(سیرت مسیح موعود۔ مرتبہ؛ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی۔ صفحہ ۸۰ تا ۹۰)

''تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جائے اسکے لئے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۴۳۷۔ ایڈیشن جدید)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ جماعت احمدیہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وقت سے لیکر اب تک خبیث اور بداخلاق اور متکبر اور خود کو عقل کُل سمجھنے والے احمدی لوگ پائے جاتے ہیں۔ نہ صرف عام احمدیوں میں بلکہ احمدی عہدیداروں میں بھی۔ ظاہر ہے کہ جب امام مہدی صاحب کی زندگی میں احمدیوں نے اپنے گندے اخلاق نہیں سدھارے تو امام مہدی کے خلیفے تو پھر کم مرتبہ کے ہیں۔ کیا کم مرتبہ کا استاد، اعلیٰ مرتبہ کے استاد کی نسبت بہتر شاگرد پیدا کرسکتا ہے؟ کم ازکم مذہبی تاریخ سے ایسی کوئی مثال ثابت نہیں کہ کسی نبی کے بعد اسکے خلیفوں نے نبی سے بہتر تربیت کی ہو۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ جماعت جو پوری دنیا کو فتح کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے خود کتنے پانی میں ہے۔

غیر کی بدی پہ ہر دم نظر ہے

اپنی بدی سے بے خبر ہے

قادیانی احمدیوں کی بداخلاق حالت انکی مسجدوں اور انکے جلسوں میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں یہ آپس میں بے تکلف ہو کر اپنے اصل اخلاق ظاہر کرتے ہیں۔ زیادہ تر جو متکبرانہ اور گندے اخلاق کے مالک ہوتے ہیں وہ ''قادیانی عہدیداران'' ہوتے ہیں جو عام احمدیوں پر اپنا رعب و دبدبہ قائم رکھنے کی

غرض سے نہایت بداخلاقی اور بدتمیزی سے دوسرے احمدیوں سے معاملہ کرتے ہیں۔لیکن جب یہ لوگ باہر نکلتے ہیں تو غیروں کو اپنے اخلاق سے متاثر کرنے کی غرض سے بناوٹی اچھے اخلاق کا دکھاوا کرتے ہیں۔انہی کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے؛

''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ **دجال** ظاہر ہونگے جو دنیا اور پیسہ کے زور پر **دین پھیلائیں** گے اور لالچ کے ذریعہ لوگوں کے ضمیر خرید لیں گے۔ دنیا کے سامنے بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے یعنی **بظاہر** بڑے نرم مزاج اور ٹھنڈی طبیعت کے ہونگے۔انکی زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہونگی اور اپنی چکنی چپڑی اور میٹھی باتوں سے لوگوں کا دین بدلنے کی کوشش کریں گے لیکن انکے دل بھیڑیوں سے ہونگے یعنی اندر سے انکی نیتیں سخت خراب اور انکے ارادے بڑے خطرناک ہونگے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حلم کی وجہ سے انکو دھوکا لگا ہے اور میرے خلاف ایسی ناروا جرأت کی ہے۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہی میں سے انکے اندر سے ہی ایسے فتنہ گر پیدا کرونگا کہ انکے فتنوں اور کارستانیوں کو دیکھ کر عقلمند اور دانا حیران وششدر رہ جائیں گے۔''

(ترمذی ابواب الزہد)

یہ حدیث قادیانی جماعت کی حدیثوں کی کتاب ''**حديقة الصالحين** صفحہ ۸۸۱تا۸۸۲ میں بھی درج ہے۔اس حدیث میں جو قابل غور نکات ہیں وہ درج ذیل ہیں؛

⊙ **آخری زمانہ میں کچھ دجال ظاہر ہونگے:** یہ دجال دراصل وہی ہے جو بظاہر مسلمان ہونے کا ڈھونگ رچاتا ہے۔جس کا ذکر کرتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

''آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ وہ قرآن پڑھیں گے (یعنی بظاہر مسلمان ہونے کا ڈھونگ رچائیں گے۔ناقل) اور قرآن انکے نرخرے سے تجاوز نہیں کریگا (یعنی قرآن اور اسلام کی اصل تعلیم نہیں سمجھیں گے۔ ناقل) جب کبھی وہ ابھریں گے، کاٹ دیے جائیں گے (یعنی دلائل سے باطل

اور غیر مسلم قرار دیے جائیں گے۔ناقل) ایسا بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا (یعنی اتنے ڈھیٹ ہونگے کہ بار بار سر اٹھائیں گے۔ناقل) یہاں تک کہ انہی میں سے دجال خروج کریگا (گویا دجال کا تعلق بھی اسی قوم سے ہوگا جو بظاہر قرآن پڑھ کر مسلمان ہونے کا تاثر دنیا کو دیگی۔ناقل)۔''

(ابن ماجہ جلد اصفحہ ۹۱۔کتاب فی الایمان)

گویا آخری زمانہ میں اس دجال کا تعلق اس قوم سے ہے جو بظاہر قرآن پڑھتی ہے اور خود کو بظاہر مسلمان ظاہر کرتی ہے۔

﴿ قادیانیوں نے عیسائی پادریوں کو دجال قرار دیا ہوا ہے۔مگر قادیانی علماء وعہدیداران، کہیں زیادہ خطرناک دجال ہیں انہی کی نسبت کنز العمال کی حدیث میں آیا ہے کہ لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے تو انہیں سُوَّر اور بندر پائیں گے یعنی یہ قادیانی لوگ ،مسلمانوں کی نقل اتاریں گے خود کو مسلمان ظاہر کریں گے یعنی جس طرح بندر دوسروں کی نقل اتارتا ہے اسی طرح یہ بھی مسلمانوں کی نقل اتاریں گے مسلمانوں جیسا خود کو ظاہر کریں گے مگر حقیقت میں مسلمانوں کے دشمن ہونگے۔اور خنزیر کی طرح انکے اخلاق گندے اور غلیظ ہونگے۔اور انہی قادیانیوں کی نسبت فرمایا **علماء هم شر من تحت ادیم السماء** (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنی آخری زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔

اب ظاہر ہے کہ امت کے علماء جو بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں وہ تو قیامت تک باطل پر غالب رہیں گے ،رسول ﷺ نے جو فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ قیامت تک باطل پر غالب رہے گا تو وہ امت کے نیک علماء اور نیک مسلمانوں کا گروہ ہے۔لہذا بدترین علماء کا تعلق دوسرے لوگوں سے ہے اور اب جیسا کہ ثابت ہو گیا ہے وہ دوسرے لوگ قادیانی جماعت کے ہیں جو مسلمانوں کے لئے فتنے پیدا کرتے ہیں۔جن کی مساجد بظاہر آباد ہیں مگر ہدایت سے خالی ہیں۔جو اِسلام کا صرف نام استعمال کرتے ہیں اور قرآن کو بھی محض رسمی طور پر پڑھتے ہیں، حقیقت میں قرآن کے مطابق عمل نہیں کرتے ﴾

⊙ **یہ دجال دنیا اور پیسہ کے زور پر اپنا دین پھیلائیں گے:** جیسا کہ ظاہر ہے عیسائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانی جماعت بھی مادی شان وشوکت حاصل کر کے، پوری دنیا میں اپنے مراکز اور اپنی جماعتیں قائم کر کے اپنے دین کی اشاعت کر رہی ہے۔اور اس تکبر میں مبتلاء ہے کہ صرف

یہی جنتی (ناجی) ہیں اور باقی سب مسلمان بَہتّر فرقوں میں شامل ہونے کے باعث جہنمی ہیں۔ گویا قادیانی جماعت نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا صرف انکے ساتھ ہے اور باقی کسی کو خدا اپنی رحمت میں داخل نہیں کریگا۔

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ○ اَہٰۤـؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا یَنَالُہُمُ اللّٰہُ بِرَحۡمَۃٍ ؕ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ

(سورۃ الاعراف: آیت ۴۷ تا ۴۸)

ترجمہ: ''اور اہلِ اعراف (ان دوزخی) مردوں کو، جنہیں وہ ان کی نشانیوں سے پہچان رہے ہوں گے پکار کر کہیں گے: **تمہارا (ایک ہاتھ پر) جمع ہونا (اور جمیعت اختیار کرنا) تمہارے کام نہ آسکا اور نہ (وہ) تکبر (تمہیں بچا سکا) جو تم کیا کرتے تھے**۔ اور کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اِن کو تو خدا اپنی رحمت میں سے کچھ بھی نہ دے گا؟ آج انہی سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، تمہارے لیے نہ خوف ہے نہ رنج۔''

☆☆☆

انڈیکس

آیات قرآنیہ--------------------113

احادیث نبویہؐ--------------------114

مضامین----------------------117

مضامین احمدیت----------------122

آیات قرآنی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولاً صفحہ۲۲

قُلْ اُوحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآناً عَجَباً ② یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحداً صفحہ۱۳

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُم فِیْ الْأَرْض صفحہ۱۵

اِنَّا اَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُورٌ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُواْ لِلَّذِیْنَ هَادُواْ وَالرَّبَّانِیُّونَ وَالْاَحْبَار صفحہ۱۶

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوْا صفحہ۱۸، ۲۰، ۸۸

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم صفحہ۲۵

هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّه صفحہ۲۶

قُلْ لَّا یَسْتَوِیْ الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَةُ الْخَبِیْثِ صفحہ۲۸

لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَن بَیِّنَةٍ وَیَحْیَی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ صفحہ۲۸

وَمَا عَلَی الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلاَغُ الْمُبِیْن صفحہ۲۹

لاَ نُکَلِّفُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَآ صفحہ۳۱

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَن تُؤَدُّواْ الْاَ مَانَاتِ اِلَی اَهْلِهَا صفحہ۳۳، ۳۴، ۷۳

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمراً اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِم صفحہ۴۱

وَشَاوِرْهُمْ فِیْ الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ صفحہ۴۰

فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ صفحہ۴۰

امرھم شوریٰ بینھم صفحہ۴۰

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُوۡلِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ صفحہ۴۲

وَلَا یَعۡصِیۡنَکَ فِیۡ مَعۡرُوۡف صفحہ۴۸

وَجَعَلۡنٰـھُمۡ اَئِمَّۃً یَّدۡعُوۡنَ اِلَی النَّار صفحہ۵۲

وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡن صفحہ۵۳

اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیَاطِیۡنَ اَوۡلِیَاء لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡن صفحہ۵۴

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یَا قَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡبِیَآءَ وَجَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا صفحہ۵۵

وَمَا کَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ کِتَابًا مُّؤَجَّلًا صفحہ۶۷

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ کُفۡرًا وَّاَحَلُّوۡا قَوۡمَھُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ صفحہ۷۴

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَھُمۡ بِسِیۡمٰھُمۡ قَالُوۡا مَآ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡن صفحہ۱۱۱

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ○الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡن صفحہ۷۶

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمَاء صفحہ۷۶

احادیث

بادشاہ زمین پر خدا کا ظل ہے۔ صفحہ۷، ۵۵

جو بادشاہ کی حکومت سے ایک بالشت بھی نکلا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ صفحہ۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ دین، خلوص و خیر خواہی ہے۔ صحابہ نے عرض کی کس کے ساتھ یا رسول اللہؐ؟ آپؐ نے فرمایا؛ اللہ کے ساتھ، اسکے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے اماموں کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ۔ صفحہ۱۱

میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرنا۔ صفحہ۱۴

ہر آنے والا دَور پہلے سے بدتر ہوتا ہے۔ صفحہ۱۹

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین میرے سامنے کر دی اور میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے۔ صفحہ۱۹

جب میری امت میں تلوار چل جائے گی تو پھر قیامت تک نہ رُکے گی۔ صفحہ۲۰

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا (اور) غالب رہے گا (اور) کسی کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ صفحہ۲۰

میری اُمت کا حال بارش کی مانند ہے جس کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسکا اول اچھا ہے یا آخر۔ صفحہ۲۱، صفحہ۱۰۳

میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی ان میں سے ایک (صحابی) کے (خرچ کیے گئے) مُد یا اسکے نصف کو بھی نہیں پا سکتا۔ صفحہ۲۲

جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہے۔ صفحہ۲۲

مسلمانوں کی جماعت اور انکے امام کے ساتھ رہنا۔ صفحہ۲۳

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ صفحہ۱۷، صفحہ۲۴

میری امت کے علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ صفحہ۷۷

جو مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوا اور اسی حالت میں مرا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ صفحہ۲۴

اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی جا پہنچا تو ان میں سے بعض اشخاص یا ایک شخص اسے واپس لے آئیں گے۔ صفحہ ۲۵

جب قیامت قائم ہوگی اُس وقت اکثریت رومیوں یعنی عیسائیوں کی ہوگی۔ صفحہ ۲۷

مسیح ابن مریمؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کردیگا۔ صفحہ ۲۸

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو دو مرتبہ مدینہ کا خلیفہ بنایا۔ صفحہ ۳۲

قیامت کی نشانی؛ جب نااہل اور غیر مستحق لوگوں کو حکمران بنایا جائے گا۔ صفحہ ۳۳

میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔اس صورت میں تم پر میری اور میرے خلفاء الراشدین والمھدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا لازمی ہے۔ صفحہ ۴۳

میرے اصحاب کو برا مت کہو۔اور نہ انکے کسی اقدام پر تنقید کرو۔ صفحہ ۴۴

جب تم ایسے لوگ دیکھو جو صحابہ کو برا کہتے ہوں۔تو ان سے کہہ دو۔تمہارے شر پر اللہ کی لعنت۔ صفحہ ۴۶

جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی۔ صفحہ ۴۷

آنحضرتؐ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو امیر مقرر کیا تا کہ لوگ اسکی بات سنیں اور اسکی اطاعت کریں۔ صفحہ ۴۷

اے عثمان خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا جسے منافقین اتارنے کی کوشش کریں گے لیکن تم اسے مت اتارنا۔ صفحہ ۵۱

خدا تمہیں میرے بعد خلیفہ بنائے گا تا کہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ صفحہ ۵۴

مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ جس کا ڈر ہے وہ شرک ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج یا چاند یا بُت کو پوجیں گے بلکہ وہ غیر اللہ کے لئے عمل کریں گے۔ صفحہ ۸۵

جس کا ڈر مجھے تمہارے لئے دجال سے بھی زیادہ ہے۔ہم نے عرض کیا بتلائیے۔آپؐ نے فرمایا؛

شرک خفی اور وہ یہ ہے کہ آدمی کو دیکھ کر اپنی نماز کو زینت دے۔ صفحہ ۸۶

آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن انکے نرخرے سے تجاوز نہیں کریگا۔ صفحہ ۸۸، ۱۰۹

فتنوں کی سرزمین اس طرف ہے جہاں سے سورج کا سینگ نکلتا ہے۔ صفحہ ۹۵

آخری زمانہ میں کچھ دجال ظاہر ہونگے جو دنیا اور پیسہ کے زور پر دین پھیلائیں گے۔ صفحہ ۱۰۹

تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے صفحہ ۸۵

مضامین

اولی الامر

اولی الامر میں خلفاء راشدین اور علماء شامل ہیں۔ صفحہ ۱۰

خلافت

خلافت کسی دینی منصب یا اسلامی عہدے کا نام نہیں ہے۔ صفحہ ۷

امت مسلمہ کے سب سے افضل ترین خلفاء (خلفاء راشدین) جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر اسلام سیکھا سمجھا۔ ان جیسے خلفاء قیامت تک پیدا نہیں ہوسکتے۔ صفحہ ۱۸

عدل وانصاف نہیں ہوسکتا اگر خلیفہ خود علمی یا عملی اعتبار سے کمزور اور پست ہو۔ صفحہ ۳۴

جب یزید خلیفہ بنا تو حضرت امام حسینؓ اور دیگر صحابہ کرام نے اسکا انکار کیا کیونکہ اسکا طریق اسلامی تعلیمات کے مخالف تھا۔ اور اسکا عمل رشد وہدایت کے برخلاف تھا۔ صفحہ ۴۷

حضرت عثمانؓ کی نسبت رسول کریمؐ کی پیشگوئی تھی کہ منافقوں کے مطالبہ پر خلافت کی قمیص کو نہیں اتارنا۔ صفحہ ۵۱

جو قمیص اللہ تعالیٰ، مومنوں کے ذریعہ پہناتا ہے اسے مومنوں کے ذریعہ ہی اتارا جاسکتا ہے نہ کہ

منافقوں کے ذریعہ۔ صفحہ۵۱

الراشدین والمھدیین کے الفاظ اُن تمام خلفاء پر بولے جا سکتے ہیں جو سورہ نور آیت ۵۶ کے مصداق ہیں۔ کیونکہ تمام مجدددین رشد وھدایت پر قائم ہوتے ہیں۔ صفحہ۱۴

انتخابی خلفاء کو غیر انتخابی خلفاء پر اپنے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے کوئی فضیلت نہیں ہے کیونکہ دونوں شاخیں سورۃ النور آیت ۵۶ سے ہی پھوٹی ہیں۔ صفحہ۱۴

انتخابی خلافت آئندہ بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ دور آخرین کی نسبت پیشگوئی بھی ہے لیکن وہ خلافت، خلافت راشدہ (یعنی اسلام کے پہلے چار خلیفوں) سے درجہ اور مقام میں کم ہوگی۔ صفحہ۵۵

حضرت امام حسینؓ اور انکے رفقاء کی چھوٹی سی جماعت کو یزیدی خلافت نے ظاہری اعتبار سے تباہ کیا تھا۔ صفحہ۶۴

قادیانی احمدی خود اپنے امام مہدی صاحب کی تعلیم سے کس قدر ناواقفیت رکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ انکے امام مہدی نے امت کے مجدد دِین اور اولیاء پر بھی سورۃ النور آیت نمبر ۵۶ کا اطلاق کیا ہے اور انہیں خلیفہ قرار دیا ہے۔ صفحہ۷۵

قادیانی احمدیوں کے جھوٹے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں کہ خلافت صرف انکے پاس ہے دوسرے مسلمانوں کے پاس خلافت نہیں ہے۔ بلکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کی تحریرات کی روشنی میں امت مسلمہ تو کبھی اور کسی زمانہ میں خلافت سے محروم نہیں ہوئی۔ صفحہ۸۱

قادیانی نام نہاد انتخابی خلافت سے لاکھ درجہ بلکہ کروڑ ہا درجہ بہتر تو امت محمدیہ کی غیر انتخابی خلافت ہے جو عُلماءِ رَبّانی ومجدد دِین کی صورت میں امت کو ہر زمانہ میں میسر آتی رہتی ہے۔ صفحہ۸۲

قادیانی خلافت کے خلاف تو سورۃ النور آیت ۵۶ کی علامات بھی گواہی دیتی ہیں کہ وہ صرف نام نہاد نقلی خلافت ہے جسے صرف اپنی جماعتی مضبوطی اور جماعتی تنظیم کی مضبوطی سے غرض ہے نہ کہ اسلام اور مسلمانوں سے۔ صفحہ۸۳

امت کے اولیاء اور علماء رَبّانی؛ خلیفہ نہ کہلا کر بھی سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ثابت ہوئے۔ اور

قادیانی خلفاء، خلیفہ کہلا کر بھی سورۃ النور آیت ۵۶ کے مصداق ثابت نہیں ہوتے۔ صفحہ ۸۳

خلافت کے لئے قادیانیوں کا جوش وجذبہ طالبان دہشت گردوں کے جوش وجذبہ کے مشابہ ہے۔ صفحہ ۸۷

جو احمدی، خلافت احمدیہ کو نہ مانے اسے باغی قرار دیکر ذلیل وتباہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ صفحہ ۹۰

اتحاد

قادیانی جماعت کا اتحاد بالکل کیتھلک عیسائیوں کے اتحاد کے مشابہ ہے جو وہ اپنے پوپ کے غلط نظریات کیساتھ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ صفحہ ۸۸

نبوت

اب تک مسلمانوں کی اکثریت یہ سمجھتی آئی ہے کہ قادیانی جماعت کا سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ مرزا صاحب کی نبوت ہے۔ جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ صفحہ ۵۷

نبی سے علمی اختلاف نہیں ہوسکتا جبکہ خلیفہ سے ہوسکتا ہے۔ صفحہ ۶۷

نبیوں کی وفات کے فوراً بعد تاریکی نہیں پھیلتی بلکہ کچھ زمانہ بعد پھیلتی ہے۔ اور اسی تاریکی کو دور کرنے کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدد دِین کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ صفحہ ۸۱

قادیانی نظام

جس طرح ایک عیسائی کو اپنے مشرک ہونے کا احساس نہیں ہوتا اسی طرح احمدیوں کو بھی اپنے نظام کے یزیدی ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ صفحہ ۶۲

انہوں نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف اپنا مذہبی نظام منسوب کیا ہے لیکن اپنے دین میں حق و باطل ملا جلا کر غلو سے کام لیا ہے۔ اور عیسائیوں کے طرز پر انکی بھی خلافت قائم ہے۔ اور اسی طرز پر یہ لوگ بھی دنیاوی ترقیات کے خواہشمند ہیں اور اسکو اپنی صداقت کی نشانی قرار دیتے ہیں۔ صفحہ ۸۴

غلبہ

لیظهر علی الدین کله سے مراد دین حق کے پیغام کو (باطل دین کے ماننے والوں پر) ظاہر کرنا اور دین کا پیغام پہنچا دینا ہے، منوانا نہیں۔ صفحہ ۲۶

قادیانیوں کا خیال ہے کہ دین کے غلبے سے مراد پوری دنیا کو مسلمان بنانا ہے اور پوری دنیا پر اسلامی حکومت کا تسلط قائم کرنا ہے۔ صفحہ ۲۷

مسیح ابن مریمؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کر دیگا۔ اس حدیث میں ہلاک کرنے سے مراد مٹانا نہیں بلکہ انکا بطلان، دلائل کی رُو سے ثابت کرنا ہے۔ صفحہ ۲۸

اسلام میں مسیح و مہدی کا کام صرف پیغام پہنچا دینے تک ہے اور وہ اپنی زندگی میں اپنے کام کو پورا کر دیگا۔ صفحہ ۲۹

دین حق کو باطل ادیان پر غالب کرنے سے مراد صرف تبلیغ دین اور باطل ادیان کے باطل عقائد کو دلائل سے رد کرنا ہے۔ صفحہ ۳۱

قیامت تک مسلمانوں کو عددی غلبہ نصیب نہیں ہوسکتا۔ صفحہ ۲۷

علماء

ربانی علماء ہی اولیاء ہیں جو اِس امت میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جن سے قادیانی جماعت کے لوگ نفرت کرتے ہیں اور ان کی تحقیر و تذلیل کرنے کی غرض سے انہیں معمولی مُلّا کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ صفحہ ۷۷

رسول ﷺ نے فرمایا؛ میری امت کے علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ صفحہ ۷۷

تائید و نصرت

تاریخ سے ثابت ہے کہ کئی جھوٹے، نااھل اور غلط خلیفے ظاہری اعتبار سے دنیا میں کامیاب رہے۔ صفحہ ٦۷

دنیاوی ترقیات وفتوحات صرف نبوت کی صداقت کا معیار ہیں۔خلافت کی صداقت کا معیار نہیں ہیں۔ صفحہ۷۱

نااھل خلفاء دنیاوی ترقیات وفتوحات حاصل کرسکتے ہیں اور یہ انکی صداقت کی نشانی ہرگز نہیں۔ صفحہ۷۱

عیسائی لوگ خود کو سچے نبی کی طرف منسوب کر کے دنیا میں ترقیات وفتوحات حاصل کیے ہوئے ہیں تو کیا عیسائیوں کی ترقی بھی خدا کی فعلی شہادت ہے؟ کیا عیسائیوں کی دنیاوی ترقی خدا کی تائید و نصرت کی نشانی ہے؟ صفحہ۷۱

''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کہہ کر قادیانی لوگ صرف دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ دنیا والے انکی ترقیات وفتوحات کو خدا کی تائید ونصرت سمجھنے لگ جائیں۔ صفحہ۷۲

غلط طریق پر منتخب شدہ خلیفہ، دنیا میں کامیاب ہوسکتا ہے۔جس طرح خلافت بنوامیہ، خلافت عباسیہ وغیرہ ہیں۔لہٰذا خلافت کے نام پر دھوکا دینا ممکن ہے۔ صفحہ۷۴

یہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتھ سے بھی اسلامی ترقی ہوئی۔یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔وہ چاہے تو فاسق کے ہاتھ سے بھی ترقی ہوجاتی ہے۔ صفحہ۷۱

عیسائیوں کی persecution ہونے کے وجود کوئی شخص اور کوئی بڑی سے بڑی دنیا کی طاقت، عیسائیت کو دنیا سے مٹا نہیں سکی۔ صفحہ۸۴

سچے نبی کی طرف منسوب کیے جانے والے غلط مذہبی سلسلے بھی دنیاوی ترقیات حاصل کرلیا کرتے ہیں۔ صفحہ۸۴

احمدیت (قادیانیت)

قادیانی خلفاء کی یہ کوشش ہے کہ وہ اپنی خلافت کو نبی کی طرح ایک بلند اور اونچا مقام دیں تاکہ جس طرح لوگ نبی کی اطاعت کرتے ہیں اور نبی کے معاملہ میں شک وشبہ حرام ہوتا ہے اسی طرح

لوگ قادیانی خلیفوں کی بھی اطاعت کریں اور شک وشبہ نہ کریں۔ صفحہ ٦٦

قادیانیت کوعیسائیت سے شدید ترین مشابہت ہے۔ صفحہ ٨٤

قادیانیوں نے عیسائی پادریوں کو دجال قرار دیا ہوا ہے۔ مگر قادیانی علماء وعہدیداران، کہیں زیادہ خطرناک دجال ہیں۔ صفحہ ١١٠

قادیانیوں کی نسبت فرمایا **علماء هم شر من تحت ادیم السماء** (مشکواۃ کتاب العلم) یعنی آخری زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ صفحہ ١١٠

مضامین احمدیت

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے''۔ صفحہ ٥٧

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔'' صفحہ ٥٨

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۔ناقل) پر ایمان لاتا ہوں۔۔۔خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ جب تک وہ اس شخص (یعنی قادیانی خلیفہ وقت ۔ناقل) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔'' صفحہ ٥٨

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''میں جماعت کو آئندہ تین گروہوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ اول؛ اطفال الاحمدیہ ۔۔۔ دوم؛ خدام الاحمدیہ۔۔۔ سوم؛ انصار اللہ۔۔۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی عمر کے مطابق کسی نہ کسی مجلس کا ممبر بنے۔'' صفحہ ٥٩

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''ہر وہ نوجوان جو خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے لیکن وہ اس (مجلس) میں شامل نہیں ہوا اس نے ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔'' صفحہ ٦٠

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''ماں اور باپ اور بیوی اور بچوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں کا فرض ہے کہ

جس طرح ایک گندہ چیتھڑا اپنے گھر سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے اسی طرح وہ اسے (جو کسی مجلس کا ممبر نہیں بنا۔ ناقل) اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ، بچے کو نکال دے۔ بھائی دوست وغیرہ سب اس دن کے لئے اس سے قطع تعلق کر لیں۔'' صفحہ ۶۰

قادیانی خلیفہ دوم: ''اگر کوئی شخص ان مجالس میں سے کسی مجلس میں شامل نہیں ہوگا تو وہ ہرگز جماعت میں رہنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا۔'' صفحہ ۶۱

احمدیوں کا عہد: ''خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اسکی پابندی کرنی ضروری سمجھونگا''۔ صفحہ ۶۲

قادیانی خلیفہ دوم: ''جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے۔ اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اُسے ناکام بنائیں گے۔'' صفحہ ۶۳

قادیانی خلیفہ دوم: ''اگر خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے۔۔۔(تو) اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے (یعنی قادیانی خلیفہ کو۔ ناقل) اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔'' صفحہ ۶۳

قادیانی خلیفہ دوم: ''خلافت کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ کی طرح ہو جائے گی''۔ صفحہ ۹۶

قادیانی خلیفہ دوم: ''اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔'' صفحہ ۶۵

قادیانی خلیفہ دوم: ''الہام میں اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ (یعنی عیسائی قوم۔ ناقل) اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اسکے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔'' صفحہ ۹۳

قادیانی خلیفہ دوم: ''میں اسکو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ (خلیفہ) چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ہوگا۔ اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔'' صفحہ ۹۰

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''گو خلیفہ کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔'' صفحہ ۹۷

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''محض خیالات کا نام الہام رکھ کر اس یقین اور اعتماد کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے جو لفظی الہام کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہر شخص اپنے خیال کا نام الہام رکھ سکتا ہے۔'' صفحہ ۹۸

بانی جماعت احمدیہ؛ ''خواب تو چوہڑوں، چماروں، اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں اور سچے بھی ہو جاتے ہیں۔'' صفحہ ۹۹

بانی جماعت احمدیہ؛ ''اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے **ناراست اعتقادوں** اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں۔'' صفحہ ۹۹

عیسائی خلافت

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''اُنیس سو سالوں سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آئی ہے۔'' صفحہ ۱۷، صفحہ ۹۳

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''آج تک جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام پر دو ہزار سال کے قریب عرصہ گزر چکا ہے وہ آپ کی خلافت کو قائم رکھے ہوئے ہیں''۔ صفحہ ۹۴

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''اُنہوں نے (یعنی عیسائیوں نے) اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔'' صفحہ ۹۴

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر تقریباً دو ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن عیسائی لوگ برابر عیسائیت کی تبلیغ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اب تک ان میں خلافت قائم چلی آتی ہے۔'' صفحہ ۹۵

قادیانی خلیفہ دوم؛ ''اب عیسائیت میں وہ لوگ پائے جاتے ہیں جو مسیحیت کی اشاعت اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا منوانے کے لئے کروڑوں روپیہ دیتے ہیں۔'' صفحہ۹۵

خلیفہ کے معنی

بانی جماعت احمدیہ؛ ''خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہونگے۔''صفحہ۷۶

بانی جماعت احمدیہ؛ ''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جواُنکی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔'' صفحہ۸۰

قادیانی خلیفہ ثالث؛ ''خلیفہ کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانشین کے ہیں جو ضرورت کے وقت تجدید دین کی خاطر آئے۔'' صفحہ۸۱

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سے لیکر قیامت تک خلافت دائمی ہے

بانی جماعت احمدیہ؛ ''خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔'' صفحہ۷۸

بانی جماعت احمدیہ؛ ''اسلامی خلافت دائمی ہے۔'' صفحہ۷۸

بانی جماعت احمدیہ؛ ''قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سے آیتیں ہیں کہ جو اس اُمت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔'' صفحہ۷۹

ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ آیت استخلاف کے وعدے میں شامل ہے

قادیانی خلیفہ ثالث؛ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا۔۔۔ یہ حدیث قرآن کریم کی آیت استخلاف کی ایک تفسیر ہے۔'' صفحہ۷۹

قادیانی خلیفہ ثالث؛ ''خلافت اور تجدید دین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔'' صفحہ۷۹

قادیانی خلیفہ ثالث: ''ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ آیت استخلاف کے وعدے کا ایک حصہ ہے۔'' صفحہ ۷۹

قادیانی خلیفہ ثالث: ''امت موسویہ میں ہزار ہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہوئے۔اسی طرح امت محمدیہ میں ہزار ہا بلکہ لکھوکھا شاید کروڑ ہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہونگے۔'' صفحہ ۸۰

قادیانی خلیفہ ثالث: ''ہم نے ایک اصطلاح بنائی تھی اس لئے اس کو ہم خلافت راشدہ نہیں کہتے۔'' صفحہ ۸۰

قادیانی خلیفہ ثالث: ''ہم اسے خلافت آئمہ کہیں گے اور خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے جیسا کہ امت موسویہ میں سینکڑوں ہزاروں خلفاء پیدا ہوئے کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربانی علماء کے نام سے آئے۔'' صفحہ ۸۰

بانی جماعت احمدیہ: ''علماء امّتی کانبیآء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماءِ رَبّانی، بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔'' صفحہ ۷۷

بانی جماعت احمدیہ: ''اولیاء کا ماننا فرض ہے۔'' صفحہ ۷۶

بانی جماعت قادیانی: ''یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔'' صفحہ ۷۷

مسلمانوں میں اختلافات

بانی جماعت احمدیہ: ''خدا تعالیٰ نے تو کہا ہے کہ اختلاف ہمیشہ رہے گا تو پھر انسان کون ہے جو اُس اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرے؟ صفحہ ۱۰۰

بانی جماعت احمدیہ: ''مسلمان قوم دنیا کی غنیمت ہے اور عیسائی اقوام کے مقابلہ میں انکی زندگی ہزار درجہ بہتر ہے۔'' صفحہ ۱۰۰

بانی جماعت احمدیہ: ''غرض مسلمانوں میں بڑی بڑی برکات ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔'' صفحہ ۱۰۰

بانی جماعت احمدیہ: ''باقی رہی یہ بات کہ مسلمانوں میں باہمی اتفاق نہیں ہے، سو اِس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کا خود بھی منشاء ہے اور اس میں رحمت ہے۔'' صفحہ ۱۰۱

بانی جماعت احمدیہ: ''حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہوسکتا۔ تنگ ظرف خواہ ھندو یا مسلمان یا عیسائی وہ دوسرے بزرگوں کو بھی بدنام کرتا ہے۔'' صفحہ ۱۰۱

بانی جماعت احمدیہ: ''مسلمانوں کے فرقوں میں اگر کوئی اختلاف ہے تو فروعات اور جزئیات میں ہے۔ اصول سب کے ایک ہی ہیں۔'' صفحہ ۱۰۲

صحابہ میں علمی اختلافات موجود تھے

علمی اختلاف رکھنا، کسی تنزلی یا روحانی بیماری یا تفرقے کا باعث نہیں ہے۔ ورنہ پھر تسلیم کرنا پڑیگا کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ، روحانی بیماری میں مبتلاء تھے (نعوذ باللہ) اور سب سے پہلے تفرقہ بھی انہی نے پھیلایا آپس میں علمی اختلافات کر کے۔ صفحہ ۱۰۰

بانی جماعت احمدیہ: ''اہل علم جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنھم میں بڑے بڑے اختلاف تھے اور ان میں سے کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا۔۔۔ حضرت ابن عباسؓ باوجود اپنی اس جلالت و شان کے جو علماء میں مسلّم ہے، دینی امور میں تمام جماعت صحابہ سے پچاس مسئلہ میں مخالف تھے۔'' صفحہ ۱۰۳

صحابہ جیسی جماعت، مرزا صاحب کو نہیں ملی

بانی جماعت احمدیہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ایک ایسی قابل قدر اور قابل رشک جماعت تھی کہ ایسی جماعت کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔۔۔ میرا دعویٰ ہے کہ ایسی جماعت آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک کسی کو نہیں ملی۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی۔'' صفحہ ۱۰۴

جماعت احمدیہ کی اخلاقی حالت

بانی جماعت احمدیہ: ''ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور

پاک دلی اور پرہیز گاری اورللہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔'' صفحہ ۱۰۵

بانی جماعت احمدیہ؛ (اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے) ''ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کما حقہ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں۔ اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور بد سلوکی سے پیش آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔'' صفحہ ۱۰۷

قادیانی خلیفہ خامس؛ (اپنی جماعت کے عہدیداروں کا ذکر کرتے ہوئے) ''بعض عہدیداران اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھتے ہیں اور وہ اپنے تکبر اور انانیت میں پڑے ہوئے ہیں۔'' صفحہ ۱۰۷